بعون نقاش زمین و مکان فضل خدا قرین و زمان

کلیات امیر اللہ تسلیم

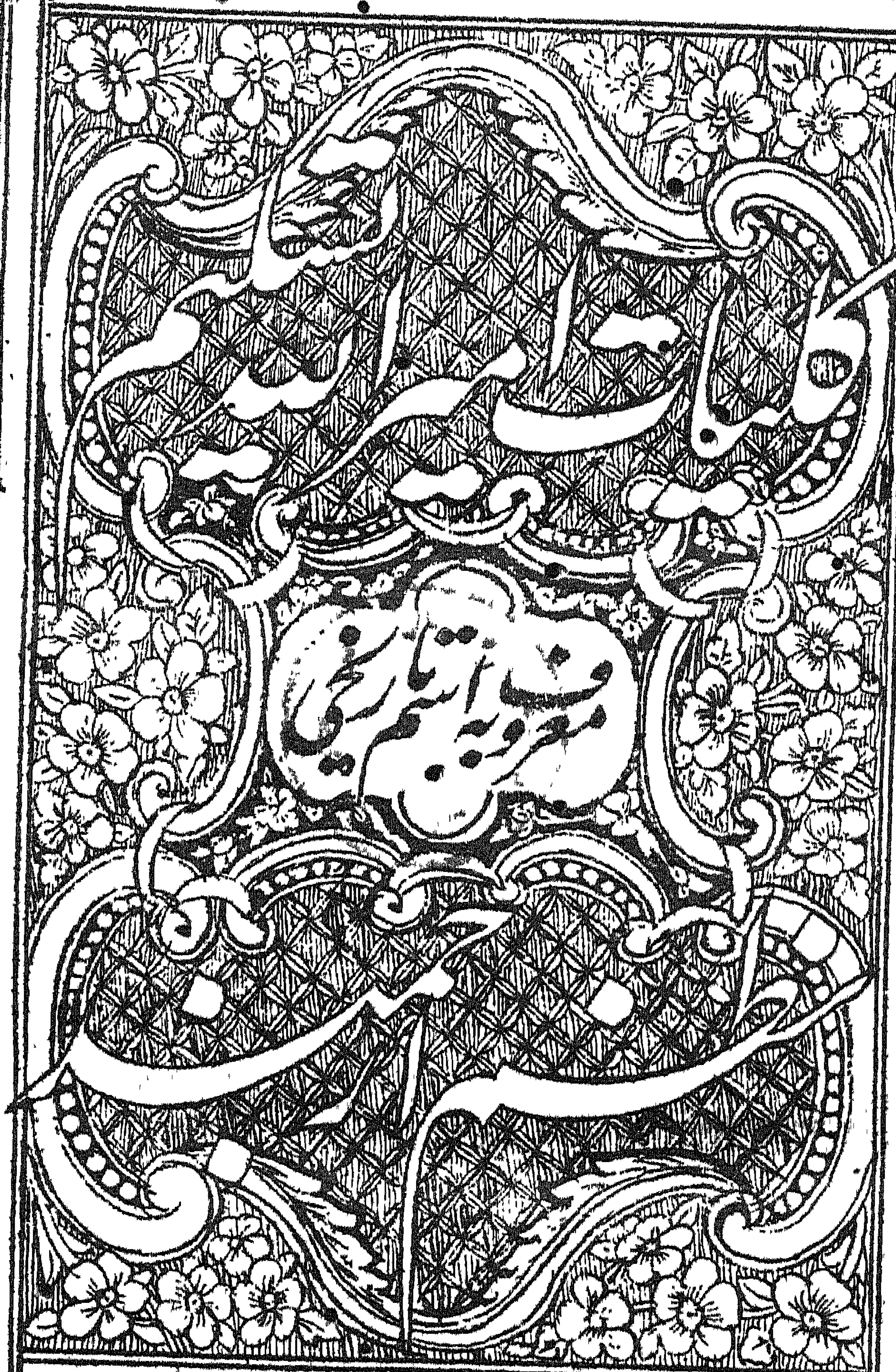
معروف باسم تاریخی

نظم ارجمند

۱۲۸۸ھ

مطبع منشی نولکشور میں طبع مزین مقبول جہان ہوا

بہ عون صانع مکین و مکان و فضل خلاق زمین و زمان



مطبع منشی نولکشور میں طبع مقبول جہان ہوا



بسم اللہ الرحمن الرحیم

سرِ تسلیم خامۂ نکتہ پرداز ایسے نکتہ نواز کی جناب میں سجدہ ریز ہے کہ جسنے اپنی قدرتِ کاملہ سے
زبانِ بے زبان کو اندازِ تکلم سکھایا عنوانِ فصاحت نامۂ آفرینش ایسے بلاغت طراز کے مضامینِ
نعت و منقبت سے لبریز کہ جسنے گوہرِ آوازہ انا افصح العرب والعجم کو آویزۂ گوشِ عالم و عالمیان بنایا صلے اللہ علیہ و آلہ
الطیبین و اصحابہ الطاہرین المطہرین امابعد عالمِ عالمِ نادانی کاملِ کمالِ ہرزہ بیانی ناسنجیدۂ بد انجام
ننگِ آدم و خاکِ پائے معنی نگارانِ جدید و قدیم امیر اللہ تسلیم اربابِ سخن صاحبانِ فن کی خدمت میں
التماس آگہی گستاخانہ عرض پیرا ہے کہ عالمِ شباب میں کہ شعبۂ جنون شباب ہو یہی ہر شخص کو شوریدہ سر آشفتہ مزاج
بے حضور بنی ولولہ از خود رفتگی نے پاؤں نکالے کیفِ نوجوانی نے آنکھوں میں پردے ڈالے چشمِ بینا و گوشِ شنوا
دیکھنے سننے کو باقی رہے غفلتِ بیخودی سے اگر کبھی آپ میں ہے اتفاق سے صحبتِ بیٹھا نہ سے جی بہلنے لگا
یارانِ اہلِ مذاق سے جو منہ نکلنے لگا اگر افسانہائے عشق انگیز حکایتہائے ہوس آمیز کہتا سنتا بارہا لطفِ سحر طرازی
اعجاز پردازی پر دو ناشر ہنستا آخر شعر و سخن کی طرف طبیعت مائل ہوئی موزونی کلام سے فرحت حاصل ہوئی
مبتدیانہ تک کچھ کہنا کیا آپ ہی اپنی بیہودہ خیالی بیہودہ مقالی کو دیکھکر چپ رہا کیا بسبب عدم لیاقتی کے

اوستادون کی خدمت سے قاصر رہتا اس جناب پریشان کو کسی مجموعۂ کمال کے روبرو زبان سے نکلتا اتفاقاً
ایکدن مہر سپہر سخندانی ماہ برج روشن بیانی قدوۂ بیان معنی طرازی آبروی سخن گوہر نکتہ پردازی جناب
میرزا محمد اصغر علی خان نسیم شاگرد خاقانی جہان بلاغت انوری عالم فصاحت حضرت
حکیم محمد مومن خان اسکنہم اسد فی فرادیس الجنان کی خدمت مین شرف استفادۂ ملازمت سے
ممتاز ہوا حصول دولت قدمبوس سے سرفراز ہوا بعد اظہار کار او ہر او وہر کے ارشاد فرمایا کہ تو بہی کچہ
موزون کیا کر عرض کیا بہت بہتر اوسی دن سے جناب ممدوح عنایت فرمانے لگے اصلاح سے درستی ناہمواری
طبیعت فرمانے لگے یہان تک کہ مدت قلیل مین قریب دو سو بیت کے فراہم ہو گیا بعد ترتیب لہاسی ردیف کے
بہلا چنگا ایک ذخیرہ باہم ہو گیا مگر افسوس زمانۂ غدر مین کہ اہل جہاد باطلہ کا زور تہا ہر طرف دین والونکا
شور تہا گلی کوچے مین سوا دینی بہائیون کے انسان کم نظر آتا تہا ہر فرد بشر ان بدخون
کے شر سے گہبراتا تہا وقتیکہ دخل مخارج فوج انگریزی و ہندوستانی کے وہ سرمایۂ حیات مجہ سے
چہوٹ گیا ہمراہ اثاث البیت کے لٹ گیا چندی دل کو نہایت قلق رہا اندوہ سے جگر شق ہوا شعر و
سخن کے نام سے نفرت ہوتی ایسے چرچے سے وحشت ہوتی آخر بقول شخصی شعر طبیعت کو
ہوگا قلق چند روز ٹہہرتے ٹہہرتے ٹہر جائیگی ٭ بعد چندے پہر وہی سودا ہوا اور وہی
ہرزہ خیالی مین مبتلا ہوا بموجب ارشاد استاد شعر پہر وہی بے اختیاری ہو گئی ٭ پہر
وہی حالت ہماری ہو گئی ٭ بالفعل بسبب قدردانی جوہر شناسی میر کبیر آتشور صاحب ہمت بمرتبت
اعتبار فخر روزگار بر جلیس شمیم عطارد رقم جناب منشی نول کشور صاحب کے ان خزف پارۂ چند
کو جمع کیا بموجب حکم نام زنگلی کا نور نام تاریخی اسکا نظم ارجمند ۱۲۸۸ھ قرار دیا
ہنروران باریک بین سخن وران نکتہ چین سے امید ہی کہ اس بے مایہ کے عیب و نقصان کو دیکہکر چین بجبین
نلائین اصلاح باصواب سے کہ طریقۂ پاک نظران معنی شناس کا ہی کمتر نوازی کو کام فرمائین تمت



قصائد

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قصیدۂ اول در نعتِ احمدِ مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم

فقر مین تقصیر دیتی ہی لباسِ اغنیا — جسمِ عُریان پر اُٹھو ہوتا ہی نقشِ بوریا

خاک مین مل کر بھی ہی مجکو خیالِ خسروی — جانتا ہون مور کی سائی کو مین ظلِّ ہما

مُنہ نہ دیکھا میری حسرت نے کبھی امید کا — آج تک ہی صورتِ آمالِ مفلس نارسا

کچھ تو کم ہو جوشِ محرومی خدارا ای فلک — پھر چندی انقلابِ لطفِ بختِ نارسا

فیضِ اربابِ ہمم ہے قوتِ بے مایگان — کشتیِ درویش کو دستِ کرم ہی ناخدا

گھر مین بیٹھا عالمِ ایجاد کی کرتا ہون سیر — دل مری پہلو مین ہی آئینۂ قدرت نما

میری و گل کی رابطہ ہی صورتِ مصراعِ بیت — ایک ہین معنی مین دونون او ظاہر مین جدا

گو اسیرِ گل ہون لیکن نکہتِ گل کی طرح — مجکو بھی حاصل ہے ہر دم کشتابِ جنبِ ہوا

میرا ہر نالہ دلیل منزل مقصود ہے — رہنمائی کاروان ہوں صورت بانگ درا
ہمسری کی تیغ میری نقش ہستی کو بچان — قطرۂ ناچیز ہوں لیکن ہوں دریا آشنا
عشق کامل چاہیے فیض جمال پاک سے — رفتہ رفتہ نور ہو جاتا ہے پتلا خاک کا
امتحان گر چاہتا ہے دیکھ سینے کو مری — ہو رہا ہے مشرق خورشید مہر مصطفی
جسکا ادنی مرتبہ یہ ہے کہ مثل روح و تن — ہر گھڑی آغوش میں تھا آشنا ہے قرب خدا
طی کیے نہ پردۂ گردون شب معراج میں — جیسے عینک سے گذر جائے نگاہ تیز پا
ایک ذات پاک تھی کونین میں فعل کو عزیز — فرشتیوں کی نور ایمان عرشیوں کے پیشوا
یعنی بیت دو عالم یوں سمجھنا چاہیے — تھی خبر ذات مقدس جسکا فقر تھا مبتدا
عین کثرت میں ہے پابند وحدت مثل شمع — نور بخش بزم تھی اور بزم سے مطلب تھا
اک توجہ میں دو عالم کی حقیقت کھل گئی — قلب تھا لوح طلسم گنج اسرار خدا
زندگی بخش دل مردہ تھا ہر حرف سخن — آب حیوان تھا دہن لب تھا جدا آب بقا
سینۂ حاسد سے پوچھا چاہیے اوج کمال — سو جگہ سے چاک ہے جس طرح مفلس کی ردا
واہ ری عظمت کہ خاک پا کو راہ فخر سے — کھینچتا تھا ہر ملک آنکھوں میں جای توتیا
اہل بینش تھی مگر بینش تھی ہر دم لوث سے — مثل دامان نگاہ چشم اعمی پارسا
بسکہ فانی ذات حق میں تھے کراما کاتبین — دم بخود ہیں صورت تصویر کیا تھا کیا ہوا
بی نیازی کی بدولت [illegible] میں — ہو گیا تنگ شنیدن جیسے میرا ماجرا
کیا کہوں کسکی ادب سے دل تھا یا کوئی صنم — جسکے سایے تک پہونچ سکتی نہ تھی حرص و ہوا
دیکھکر زہد و عبادت اُسکی تسبیح و دعا — عالم علوی سے آتی تھی صدای مرحبا
ذرہ ذرہ آئینہ تھا آفتاب حشر کا — صبح عید شب جنت اسکی کوچی کی فضا

ایک ذات پاک ہی ہے صفوت چار اوصاف سے
منتصر ہی عیسی نفس موسی سخن یوسف لقا

واہ ری لطف تکلم وقت ارشاد بیان
حرف ہوکر لب سی آتا تہا کلمۂ علم خدا

تیغ نی جسم عدو کی تہی سر تیشی اختیار
سنکی نام زندگی خضر ہستی ہو گئی قضا

کہینچی تیغ دو دم جب دم میان کارزار
روح کا فر پاس سی کہتی رضینا بالقضا

سامنی جو آ گیا اسکے ہوا سوی عدم
بنگئی شمشیر عریان جادۂ دشت فنا

تہی ری تسلیم کیجیے ترک اوسکا پاس کر
خاک تو لکہی گا اوصاف جناب مصطفی

چاہیے ہر دم حضور دل سی یہ کہتا رہی
ای شہ والا حسب صلّ علی صلّ علی

قصیدۂ دوم در مدح حضرت ابو المنصور ناصر الدین سکندر جاہ قیصر زمان سلطان عالم محمد واجد علی شاہ خلد اللہ ملکہ و سلطنتہ

ٹپکی ہین دیدۂ بیخواب سی صد ہا گوہر
دیکہتی دیکہتی ہٹ ہٹ گئی کیا کیا گوہر

واسطی اپنی کی دونون ہین نہایت بی فیض
کیا مری آبلۂ پای جنون کیا گوہر

بی ثباتی کو مری دیکہہ کہ آنسو کی طرح
خود بخود ٹوٹ گیا ہاتہ جو آیا گوہر

اشک سی پہر کہین قسمت نکری تر دامن
دیکہتا ہون مین سدا خواب مین دریا گوہر

اشک آلودۂ خون ہی ہی فریب تقدیر
دیتی ہین لعل یمن کا مجہی دہوکا گوہر

پارۂ دل تہ دامن ہی یہان یا آنسو
لعل ایسا ہی مری بخت مین ایسا گوہر

اشک ریزی نہوئی حسرت باندہ سی کم
ابر تصویر سی برساتا ہی کیا کیا گوہر

تہا وہ غم دہشت کہ صناع ازل کی آگی
اشک ہوتا ہی مین بگڑکر جو بناتا گوہر

چین غربت مین سواد خم جگر کی معلوم
خوب بیدا کیا جب بحر سی نکلا گوہر

آبرو لاکھہ ہو تمکین جو نہین کچھہ بہی نہین — قیمتی ہو نہین سکتا کبہی ہلکا گوہر
وہ سیہ بخت ہین دریا مین اگر سایہ پڑی — بیگمان قلبِ صدف مین ہی سویدا گوہر
دل نہین صاف تو کیونکر ہو قبولِ عالم — سچ ہی کیا خاک نظر مین چڑہی چہوٹا گوہر
دیتی ہین اہلِ صفا اہلِ صفا کو قوت — ضعفِ دل کی لیی لکہتی ہین اطبا گوہر
کسطرح جوشش مین جاتا ہی ہر ہی تسلیم — تا کجا تارِ پریشان مین پرونا گوہر
چہوڑ اندازِ غزل وقتِ قصیدہ آیا — نہ لٹا بیخودیِ شوق مین عمدا گوہر
عذرِ شوریدہ سری ہی جو تجہی سن ہمسی — مطلعِ صاف کہ ہر نقطہ ہو جسکا گوہر

مطلع ثانی

غور ہی دیکہہ ذرا ہمدم والا گوہر — آبرو مین درِ مضمون ہین سوایا گوہر
لاکہہ بیقدریِ دوران ہی مگر اسپر بہی — مجہسی گر پوچہی تو ہمسر نہین اسکا گوہر
یہ دل و جان ہی دل و جانِ صفا طینت کا — آبلہ ہی جگرِ چاکِ صدف کا گوہر
دیکہتا ہون اسی نورِ دلِ لوحِ محفوظ — مارا پہرتا ہی جہان مین تہ دریا گوہر
اس سہی ہی حشر تلک زینتِ نامِ ممدوح — چند دم ہی سببِ رونقِ دنیا گوہر
گر تامل ہی تو چل منصفِ دوران کی حضور — نرہی شکک سخن اچہا ہی کہ اچہا گوہر
شاہِ جم مرتبہ واجد علی آفاق ستان — بحرِ لطف و کرم و جود کی یکتا گوہر
روز و شب کو ہو اگر عزمِ تصدق آوی — لعلِ خورشید بنی عقدِ ثریا گوہر
شہرتِ دستِ کرم قابلِ نظارہ ہی — دیکہنی آتی ہین دریا سی تماشا گوہر
انقلاب اوسکی طبیعت کو اگر آہی پسند — بحر مین لعل ہو اور کان مین پیدا گوہر
یون ہین چندی جو رہا حوصلہ صرفِ کرم — عالمِ بحر مین ہو جای گا عنقا گوہر

تھم گئے سخا ہی نہون دست سخا کو کاسے
ہمہ تن گر بنین کونین سکے دریا گوہر

ابر نیسان ہی کوئی اوسکی سخاوت پوچھے
نظر آتی ہین جہان مین تہ و بالا گوہر

دُر فشانی کا یہ عالم ہی کہ ہر کوچے مین
صورت ذرہ نظر آتی ہین صد جا گوہر

گر یہی ہمت و بخشش ہے تو بازاری سے
بدلی خرمہرہ کی محتاج نہ لے گا گوہر

بے نیازانہ اگر جانب دریا دیکھے
کم ہو اک قطرۂ شبنم سے زیادا گوہر

پہر تو عارض پر جوش جو دکہائی اعجاز
دم نظارہ ہو اک دیدۂ بینا گوہر

واشد دل ہی گر عقدہ کشائی کرے
روش غنچۂ نسرین ہو شگفتا گوہر

تیغ [illegible] غضب [illegible] ہو دم [illegible]
کہ بنے قطرۂ خون تن اعدا گوہر

[illegible] عرق چہرۂ [illegible] نادم جو ہوئے
چہپ رہے جا کی تہ دامن دریا گوہر

آبرو [illegible] جو باد ازل کو وہ سکہے
صاف بنجا ہی ہر اک ذرۂ صحرا گوہر

نشتر [illegible] والا ہو کی جب اوسکی
لعل ہی دی کی عدن مین نہین ملتا گوہر

آب [illegible] قطرۂ نیسان مین نمانون گا مین
ہو گا اوسکے رخ صافی کا پسینا گوہر

[illegible] سخن صاف لب رنگین سے
ہوتی ہین لعل یمن سے یہان پیدا گوہر

دیدۂ کور [illegible] خاک کف پا سے ملے
پہر کبھی مر کے بہی شب کور ہین اعمی گوہر

اسقدر ہے مرا مطلوب یہ دست رحمت
رکہتی ہین گرد یتیمی کی تمنا گوہر

نقش پا ہی سبب زینت عالم ایسا
جیسے ہو تاج سر شاہ کو زیبا گوہر

دیکھ لی گر تیری گرمی سے ہنگام غضب
پگہلی ایسا کہ ہو سیماب کا ٹکڑا گوہر

دیکھ [illegible] کہ [illegible] جو [illegible] گردون نے
سر کہلے سحر سے فریاد کو آیا گوہر

[illegible] روشن [illegible] ہوں ایسا جس مین
رگ جان جوہر [illegible] مضمون مصفا گوہر

مطلعِ ثالث

تجھپہ کیا صدقے کرون ای شہِ والا گوہر
ابر نے کہتا ہی مین لعل نہ دریا گوہر

لا جرم بحر سماتے ہین لگا کر غوطے
فکرِ غواص سے پیدا کہی صدف نا گوہر

سامنے جسکی ہی اک قطرۂ خون لعلِ یمن
پانی پانی ہی ندامت سے دوبارا گوہر

جلتے ہین سببِ نورِ نظرِ اہلِ نظر
کہتی ہین اہلِ صفا رشکِ مصفا گوہر

فیضِ مدحت سے تری موجۂ نیسان ہی بان
ہر سخن کا مری ہم بہرتی ہین دریا گوہر

پاس ہے خاطرِ نازک کا وگرنہ مین حزین
کم سی کم آج سی تا حشر لٹاتا گوہر

دامنِ چرخ وگریبانِ زمین پُر ہوتا
جس طرف آنکھ اٹھاتا نظر آتا گوہر

لب تک آتی ہی بہجبو دعای مقبول
عرشِ اعلی پہ لٹاتی ہی تمنا گوہر

ای خدا بحرِ معانی رہی جبتک جاری
جب تلک فکرِ سخنور کری پیدا گوہر

جب تلک قطرۂ نیسان کی صدف ہو مشتاق
جب تلک بطنِ صدف مین بنی قطرا گوہر

مشغلہ ہو کفِ ہمت کا جہان مین ہر دم
شعرا کی دہنِ پاک مین بھرنا گوہر

فرقِ اقدس سے رہی تاجِ شہی کو عزت
تاج ہو جلوہ دہِ آبِ صفا گوہر

قصیدۂ سوم ایضاً

کسطرح نہ دل تڑپی رگِ جان کی برابر
ہر دم ہی دمِ خنجرِ بران کی برابر

ناکامیِ قسمت سی ہی مجھکو تہِ گردون
ہر روز تمنا شبِ ہجران کی برابر

تدبیرِ تمام کو ہوتی ہی دگرگون
کیا کیا ہین کرم گردشِ دوران کی برابر

نادم مری تدبیر ہی تقدیر سی ایسے
جسطرح پشیمان ہو پشیمان کی برابر

روتا ہون یہ قسمت کو کہ رہتا ہی ہمیشہ
گردابِ یمِ گریۂ گریبان کی برابر

آرام تمھین نہین دم بھر تہ گردون
چکر ہے مجھی گردشِ دوران کی برابر

اللہ ری سرگشتہ نصیبی کہ شب و روز
برباد ہوین ذرّۂ بیابان کی برابر

کیا کیا نہین صد گونہ تمنائین جگر مین
سینہ ہی مرا گنجِ شہیدان کی برابر

آنسو بھی خفا ہین جو خفا بخت ہے مجھسے
رک جاتی ہین آ کر سرِ مژگان کی برابر

دشوار ہی جنبش صفتِ نقشِ کفِ پا
گھر ضعف سی ہی گوشۂ زندان کی برابر

کچھ منھ کو چھپائی ہوئی جاتی ہی عدم کو
امید مری عمرِ گریزان کے برابر

عالم پہ مری داغ ہو گلزار مین جا کر
ٹھہرون جو کبھی مین گلِ خندان کے برابر

ہر شاخ نصیبون سے مری تیر کی بنجای
ہر غنچۂ گل ہو مجھی پیکان کی برابر

ہٹتی نہین دم بھر دلِ مایوس سی میری
حسرت ہے مجھے داغِ عزیزان کی برابر

دودِ جگری سی نظر آتا ہی جہان تار
ہی صبحِ وطن شامِ غریبان کی برابر

پروانہ تمھین سوزِ جگر کے نہ عدو کو
جلتا ہون چراغِ شبِ حرمان کی برابر

ناقدریِ دوران سی نہین بات کی قابل
ہر چند کہ ہون ناظمِ سحبان کی برابر

لیکن مجھے با اینہمہ ہر وقت ہی تسکین
ہر مشکلِ دشوار ہی آسان کی برابر

کہتا ہون کوئی غم نہین حامی ہی اگر شاہ
جم مرتبہ شوکت مین سلیمان کی برابر

واجد علی آفاق مین کامل صفتِ ماہ
بیمثلِ جہان مہرِ درخشان کی برابر

تا حشر مرا حوصلہ مجھسے رہے بیزار
دارا کو جو سمجھون کبھی دربان کی برابر

قوت دہِ عاجز ہو اگر اوسکی حمایت
روباہ بھی ہو شیرِ نیستان کی برابر

دانش مین فلاسفت مین فلاطون ہو کہ بقراط
دونون ہین یہان طفلِ دبستان کی برابر

کس طرح بیان ہو کفِ ہمت کا فسانہ
عالم مین گہر ریز ہی نیسان کی برابر

افلاس کا لیتا نہین دنیا مین کوئی نام — مفلس ہے غنی قیصر و خاقان کی برابر
احسان و کرم مین کرم و فیض سے اوسکی — ہر مور کو دعویٰ ہی سلیمان کی برابر
حال غربا پر یہ ترحّم ہی کہ جیسی — بیکس ہی ہر کوئی رحمت یزدان کی برابر
دلشاد رعایا ہی یہانتک کہ شب و روز — رہتی ہین فرحان لب خندان کی برابر
کیا خوف سیاست ہی کہ بجلی تہی تڑپ کر — چمکی نہ کبہی خرمن دہقان کی برابر
عالم مین بہادر کبہی ایسا نہین آیا — دیکہی ہین ورق دفتر دوران کی برابر
قوت مین شجاعت مین فن تیغ زنی مین — رستم سے ہی افزون سام نریمان کی برابر
کھینچے صف اعدا مین جو ہنگام وغا تیغ — دریا ہو روان خون کا طوفان کی برابر
حاسد کو اگر چاہی گرفتار جراحت — تن پر ہو سر مو ہو پیکان کی برابر
کیا رتبہ و شوکت ہی کہ با این ہمہ عظمت — فغفور نہ بیٹھے کبہی دربان کی برابر
کیا خاک لکھون قصر معلی کی مین تعریف — رفعت مین ہر اک ذرہ ہی کیوان کی برابر
جبریل ازل سے جو اوڑے روز ابد تک — پہونچے نہ کبہی قبۂ ایوان کی برابر
ہر نقش ہی رنگ گل تر تازہ و رنگین — ہر صحن مکان گلشن رضوان کی برابر
کیونکر نہ مجہی فخر ہو تقدیر پہ اپنے — ثابت ہی کہ مین آج ہون حسّان کی برابر
گرویدہ ہی شب و روز دل و جان و جگر سے — اوصاف شہ قبلۂ دو ایمان کی برابر
زیبا ہی وہ رتبہ ہی کہ پڑہتا ہون قصیدہ — سلطان اولی الامر جہانبان کی برابر
کیا حسن خداداد ہی دیکہی تو عجب سے — کلمہ پڑہے گبر مسلمان کی برابر
جب دیکہی پیشانی و رخسار ہین روشن — دونات مہ و مہر درخشان کی برابر
انسان و پری کیون نکرین حلقہ بگوشی — فرمان ہی توقیع سلیمان کی برابر

خطبی مین پڑہا جای اگر نام نہ اوسکا
اسلام ہی ہو کیشِ لشیشان کی برابر

تسلیم کہان تک ہو مین تیغ سر اسکی
مانا کہ روان طبع ہی عثمان کی برابر

ہنگامِ دعا ہاتہ سی دینا نہین اچہا
کہہ جاکی و حضرتِ یزدان کی برابر

جب تک مہِ خورشید الٰہی ہین سیارہ
بی نقشِ قدم عالمِ امکان کی برابر

جب تک جگرِ شمع فروزان ہی الٰہی
داغِ دلِ پروانۂ سوزان کے برابر

احبابِ شہنشاہ کی خاطر ہو جہان مین
ہر شام رخِ صبحِ درخشان کی برابر

حاسد کو دکہائی فلکِ دشمنِ آرام
ہر صبح سیہ شامِ غریبان کی برابر

دن بہر رہی پروانی کی مانند پریشان
راتون کو جلی شمعِ شبستان کی برابر

قصیدۂ چہارم ایضاً

کوئی میکش مجہی پہلو مین بٹہاتا کیونکر
نہ بنا شیشۂ بادہ نہ بنا مین ساغر

صفتِ جامِ تہی بزم گہِ عالم مین
بی سبب ہی مری قسمت مین لکہی ہی ٹہوکر

نامِ ساقی ہون کہ ہون پیرِ مغان کی شہرت
اہلِ میخانہ مجہی کہتی ہین باہر باہر

دور سی ساغرِ لبریز جو دیکہا مین نی
پی لیا دیدۂ پُر آب مین آنسو بہر کر

اٹہ سحر بہول گیا ساقیِ دوران مجہکو
جیسی اقرارِ وفا کوئی یارِ دلبر

بیکسی دیکہ کی روتی ہی مری صورت کو
آرزو کہتی ہی کیا مرتی ہو اس جینی پہ

جل کی دیتی ہی یہ طعنی مری حسرت مجہکو
کیا کہون تجکو پڑین بخت پہ تیری پتہر

کیا کرون کشمکشِ دردِ جگر کا اظہار
اپنی ہستی کو مین و بہر مجہی ہستی و بہر

چپکی سنتا ہون جو سنواتی ہی میری تقدیر
لبِ خاموش پہ رہتی ہی نہین ہان و ن بہر

فکرِ پیہم سی دل و جان ہین گرفتارِ بلا
شامِ آفت کی گذرتی ہی مصیبت کی سحر

شکر و شکوہ نہ کسی سے نہ کسی سے تکرار
مجھسے چارہ نہ الم کو نہ مجھے غم سے مفر

تنگ آتا ہون تو آتا ہے مری دل کو خیال
ای خداوند زمین مالکِ چرخِ اخضر

داد خواہِ ستمِ دہر ہون اب کس سے کہون
جوشِ غم داغِ ستم کاہشِ دل دردِ جگر

دیتی ہے سُنکی تسلی یہ صدای غیبی
ہان نہو خستہ و دلریش و پریشان مضطر

عرض کر جلد یہ افسانۂ حسرت اپنا
آستانِ درِ سلطانِ جہان پر جاکر

شاہ واجد علی ایجادِ جہان کا باعث
صاحبِ طبل و علم مالکِ تخت و افسر

جسکی کوچی مین ہے اک ذرہ تہِ چرخِ برین
روز و شب جلوہ فشان ہے صفتِ شمس و قمر

مل گیا خاک مین یون ظلم ستم عالم مین
جس طرح طالعِ برباد کا میری اختر

پرتوِ عارضِ پر نور سے روشن ہے جہان
مثلِ خورشیدِ جہان تاب ہے جلوہ گھر گھر

عقل مین شوکت و اقبال مین نیرِ گردون
نہ ارسطو ہے مقابل نہ سکندر ہمسر

غیر ذی روح بھی ہین تابعِ فرمان اسکی
آگ بیحکم نہ دی لاکھہ برس تک پتھر

پرورشِ قطرۂ نیسان کی اگر وہ نکری
موتیا بند بنے چشمِ صدف مین گوہر

گر سُنی شہرتِ بخشش تو پی عرضِ سوال
گور سے حاتمِ طائی نکل آئے باہر

زر فشانی کی اگر وصف لکھون کاغذ پہ
تار مقیش کی بنجائین خطوطِ مسطر

در پر اوسکی صفتِ مفلسِ بے برگ و نوا
روز پھرتا ہے فلک اوڑھہ کی نیلی چادر

اس توقع پہ کہ خالی نہ پھرین ہاتھ نہین
کاسۂ مہر کبھی ہے کبھی ہے جامِ قمر

غرقِ گوہر مین کری حوصلۂ سائل کو
جس طرح آب مین ہے غرق سراپا گوہر

پھرِ تکلیفِ ابر موجِ تبسم ہر دم
دہنِ زخمِ عدو مین ہے زبانِ خنجر

خشک ایسا کہ تجھے کا نظارہ کری
کہ سرِ تیرِ نظر تک ہے نہو خون مین تر

آنکھ رستم کی جھپک جائے اگر خواب میں ہے — دیکھ لی روز وغا تو غضب کے تیور

اسکی محفل میں دم کیف زمان زینت — جام بردار ہی جم آئینہ دار اسکندر

حکم خدام کو دی عود جلانے کا اگر — مجمرہ چرخ بنی انگ سوزان اختر

اس قدر اہل غرض کی ہی نگاہوں کا ہجوم — پردہ چشم کا ذرات ہی پردہ در پر

رفعت قصر معلی کی ہو جو تعریف — دیکھکر بارہ دری چرخ برین ہی ششدر

یہ کوئی گھر ہی کہ ہی عرش زمین پر پیدا — یا کہ ہر درجہ ہی ہیت اشرف ہفت اختر

مہوش ہی سن لی اگر اسکی فضا کا عالم — ہشت جنت ہو شب و روز تصدق آکر

لب دندان کا اگر عکس کہاں اعجاز — لعل گوہر ہو بنی لعل بدخشان گوہر

اسقدر لطف جو بخشا ہی اگر کو آرام — کہہ نہیں ہے دل سیماب ہی ابھو مضطر

وہ اگر طول شب عیش کو چاہی تا حشر — پنجہ مہر سی ٹکری نہو دامان سحر

آج تک صبح سے ابی اسکی نہوا حرف ہی کم — شعرا نی لکھی ہر چند ہزاروں دفتر

شہرت حیلہ چشم کا جو سنی افسانہ — چوم لی آکی قدم لب ہی محشر

یا توت بات میں حضور نیز عیسی تصریح — ہوتی ہیں زندہ ہزاروں ال مردہ آکر

عین جو سمجھا ہوں لب روح فزا کو اوسکی — کیا کہوں خوف ہی حباب کہیں گے کافر

کیجو لطف اگر سر دہی الفت دکھلای — مثل یاقوت کری حرارت اخگر

وہ نہ دیتا ہی گرانبھی طرح ترتیب — دختر کن فیکون شب سے آئے ابتر

مجلسی کہتی ہی جی فکر دم نظم سخن — اور صورت یہ دکھا طبع رسا کی جوہر

پڑھ کوئی مطلع باآب کہ حسن اسکی ہے — غرق حاسد عرق شرم میں ہو تا بکمر

مطلع ثانی

کوئی وعدہ ہو جہان مین پی تخت افسر
کہاتی ہی کر ز شہنشاہ کی سوگند ظفر

گر پڑی فرق عدو پر تو وہ صدمہ کہای
کہ بنی نقش سم گاو زمین کا مغفر

جان بدخواہ کو اکدم مین کہاتی ہی عدم
تیغ ہی یا ملک الموت کی موج شہپر

گرد سم ہو منظور سواری کا عروج
ماہچہ ماہ بنی کوکب مہر انور

کیا کہون مین اثر گرد رہ اسپ سمند
تر ہو قطرہ عرق کا صفت آب گہر

سرحد ہر قدم پاسکی کہونکر اوسکو
ہوش رفتار مین شوخی مین کہ برق نظر

تازیانی کا اگر نام بہی سن لی وہ کہی
ہو یہ جولان کہ نکل جائی گمان سی باہر

سرکشی کیا کری اوس سی کوئی پامال غرور
زر سوا وزن ہی ہی انجم سی زیادہ لشکر

آستان تک نہ رسائی ہو کبہی غالب مین بہی
شکر کی سجدی کری کعبی مین جاکر قیصر

کیا بیان ہی خدم و خیل و حشم کا اوسکی
اس قدر بس ہی کہ فغفور ہی ادنی چاکر

مختصر کر سخن طول دعا پر تسلیم
مدح سلطان ہی بہت حد بیان سی باہر

کیا ترا حوصلہ کیا تیری حقیقت نادان
ہمہ دانی سی بیان ہیچمدان سخنور

صدق دل سی یہ دعا کر کہ الہی جب تک
جلوہ افروز جہان ہین فلک و شمس و قمر

شاہ کی حاسد و بدخواہ عدو کو ہو نصیب
گردش چرخ سیہ بختی ریش دل و داغ جگر

قصیدہ پنجم ایضا

طبع رنگین نی کہلائی ہی نئی وہ بہار گل
پہر چراغ ہوش حاسد ہو گیا یکبار گل

دیکہکر چپ ہی نگہ کہتا ہی دل مین واہ ری
گلشن جنت مین بہی ایسی نہین بسیار گل

ہمقفی ہی غیر ہمرتبہ مرا ہو کیا مجال
وہ گل ہر رنگ بو ہی جن نکہت بار گل

بلبل موزون نغان ہون شعر ہی میرا چمن
نخل ہین مصرع رنگین سی بنجای بار گل

عطر بیزی گر یہی انفاس قدسی کی رہی
زرد ہو شہرت سے مثل نرگس بیمار گل

راز دار شور و غوغا و خموشی ہوں کچھ گویوں اگر
گل سے بلبل خفا بلبل سے ہو بیزار گل

دیکھ رنگینی ریاض فکر کی بے قصد سے
دامن ہر لب سے گرتی ہیں ہم گفتار گل

ہوں وہ کامل جذب الفت میں اگر چاہوں کبھی
چھوڑ کر بلبل کو ہو میری گلی کا یار گل

صلح کل مذہب ہے مرا سب سے مل جلتا ہوں میں
لائیں گی میری لحد پر کافر و دیندار گل

لیکن اس گلشن میں قحط قدر داں سے ہوں خراب
جس طرح ہو موسم دی میں ذلیل و خوار گل

وہ گریبان چاک ہوں جاؤں اگر سوی چمن
دیکھکر مجکو بنے اک دیدۂ خونبار گل

ہوں وہ سودائی جو اپنے چاک سینہ سے مثال
کوڑیوں کی مول بکتے ہیں سر بازار گل

ہوں مصیبت آشنا کیا دیکھوں سیر بوستان
میری نظروں میں کھٹکتے ہیں مثال خار گل

داغ سودا داغ حسرت داغ دل داغ جگر
لیچلی ہم چار باغ عنصری سے چار گل

ہوش میں تسلیم آتا چند شکوہ دہر کا
سنکے ہر بلبل پریشان ہے جگر افگار گل

آرزو ہے اور کوئی مطلع رنگین سنا
بے تکلف جس سے ہو ہر نقطۂ اشعار گل

مطلع ثانی

غفلت افزا ایسکا ہے بہر دل میخوار گل
پھول کی بدلی لی آیا ساقی سرشار گل

اوج پہ ہے اعتبار جوشش فصل بہار
کیا عجب بنجائے گر خار سر دیوار گل

جسطرف دیکھو نظر آتی ہے بلبل وجد مین
کر رہی ہے چہچہے لے کر منقار گل

کہہ رہے ہیں ساز عل المجلس باہم شوق مین
مونس پروانہ بلبل شمع کا غمخوار گل

غش ہین ہے سبزۂ دل صیاد و گلچین سے جبر
ہنس رہے ہین دیکھکر مثل لب ہشیار گل

کوئی پوچھے گل سے ہے جوشون سے اعجاز بہار
ہو گئی نقش و نگار خانۂ خمار گل

آرہی ہین نکہتین ہر سمت سو سو ناز سے
ہو رہی ہین یادگار طبلۂ عطار گل

شور مین لاکر دل بلبل کو چپ ہین ناز سے
بن گئی لطف مزاج شاہد عیار گل

نور بخش دیدۂ معذور ہے دیدۂ چمن
کیا تعجب گر بنی چشم اولی الابصار گل

شکر قسمت کیا کرون مجکو دکھایا وہ چمن
ہر گھڑی ہے وقف دامن چیدن بے تکرار گل

مدحت واجد علی شہ جسکے قدر جاہ پر
چرخ ہے آبی ردائی کہکشان ہے دار گل

اس چمن آرا مین نقشہ ہے سراپا باغ کا
زلف سنبل چشم نرگس سرو قد رخسار گل

گر نگاہ کم سے دیکھی اوسکی قصر جاہ کو
مردمک بنجائے بہر دیدۂ اغیار گل

ہو جو پیدا شوق طرۂ ہوش بلبل کیطرح
اوڑکی پونہچی باغ سے تا گوشۂ دستار گل

روی روشن کا پڑا پرتو جو وقت سیر باغ
بنگئی مانند خاور مطلع انوار گل

جوش غفلت مین ہے کیا کیا مدح رنگین کا خیال
خواب مین بھی کہلا رہی ہین طالع بیدار گل

سر کی بل آتی چمن سے آپ کی پابوس کو
رکھتی گر مانند نکہت طاقت رفتار گل

گر زبان قہر ہو دل مین ہوا سیر باغ
خون دشمن سے کہلائی شاخ نخل دار گل

تم پہ صدقہ کرتی کو پست بلند دہر سے
آسمان کہتا ہے انجم دامن کہسار گل

شہرت افزا جبسے ہے رنگین مزاجی آپ کے
ہو گئی ہے سو طرح عالم مین ہمقدار گل

صدقے ہمت کے پچہوڑی بی نیازی سے ہر مین
مین تو کیا ہر فصل مین اوگتی ہین امیدوار گل

بن کی گلدستہ جگہہ پائی ہے جب سے بزم مین
رکھتی ہین باغ جنان سے شکل رخ عار گل

طول مدحت تا کجا تسلیم روک اپنی زبان
ہو مبادا نازکی سے قدردان کو بار گل

وقت رحمت ہے چمن پیرا گگن کی سامنی
ہیچ باغ مدعا کی جلد ترد و چار گل

ای خدا جبتک ہے کہائی سر دی دل گرمیان
شعلہ ہی جبتک حضور مرغ آتشخوار گل

انکی جیتک ہاتھ کی ہر مین مشہور ہے
رزم گاہِ دو جہان مین ناوکِ ممدوح کا

تا ہو بزم چمن و باغ بلبل مرہم زنگار گل
تو رہا آنکہ ہو مرہم لبِ سوفار گل

قصیدہ ایضاً

نغمہ سنجی کی نہ قابل نہ سزاوارِ فغان
بلبلِ تصویر ہون کہتا نہیں کچھ بازبان

لاکھ چھیڑے چرخ ناخن سے نہ کچھ کہتا نہیں
ہندر کہتا ہون تنگ غنچۂ پیکان زبان

ہر طرح پوشیدگی حاصل ہی مجکو غیب سی
سینے مین ہاں نہیں داغ جو دل مین ہی مثلِ گمان

ہون زبانِ بیزبانی رضوان آگاہ ہے
ہی یہی خاموشی ہی تحریر اسطرح بیان

غیرلائق کا کمان ہی لطفِ مضمون بلند
قابلِ پرواز کب ہی شہپرِ تیرِ کمان

چاہتا ہی خلل بیجا سے کوئی دل مین جگہ
بدگمان مجکو بھی سمجھا ہی مزاجِ قدردان

بسکہ ہون فیضِ نسیم دہلوی سے کامیاب
گنگ ہی آگی میری سحبانِ وائل کی زبان

آفتابِ صبحِ عشرت ہون ولیکن وائے بخت
ہوتی ہی مجھ شامِ مصیبت کے سائے سے عیان

بوئے گل مین گل کو بھی صحبت میری ہی ناگوار
ہون سبکروحی سے اپنی طبعِ نازک پر گران

یعنی ہے اخوانِ اسیری اپنی آزادی سے ہون
تنگ ہی وحشت پہ میری وسعتِ کون و مکان

جنسِ پریشانی شریکِ ماتمِ ہستی نہین
ہون گرد و چراغِ آہ بزمِ بیکسان

خاک کی بھی ملی غبارِ دل نہیں عنصر مین شریک
جی بہر آئی گر مین دیکھون سبزیِ کشتِ زعفران

گھر کیا خانہ خرابی نے دلِ برباد مین
آج کل ہی اپنا سینہ غیرتِ ہندوستان

عین پستی مین خیالِ سربلندی ہی وہی
ہون ترقی آشنا مثلِ غبارِ کاروان

شوکتِ تختِ سلیمان ننگِ ہمت ہی مجھے
گرچہ ہون منت کشِ پا بوسِ مورِ ناتوان

حیف ہے ہون کم سمت کے پہونچ نہ ہرگز بیکسون
کلکِ قدرت کے لکھی سون نہ روحِ امتحان

گر مرا آنی ہو پیدا بعد مدت کے جنون
ہین اسیر قافلہ تھا وہ ہی گرد کاروان

رفتہ رفتہ اب بدولت بی زری کی دہر مین
بن گیا ہون اعتبار دوستی و دشمن بتان

اتنی بھی پرچا نہین ہین جن سے جو آئی خیال
کون ہین آوارہ کیون تنہا ہون بتلاؤن کہان

تاکرون پیدا نہ شکل حسن نادان بیکار وار
مجھکو جینا ہی نہین بھاتا ہی تنگی آسمان

سخت مشکل ہو گیا دم بھر بھی جینا دہر مین
خضر نی کیونکر بسر کی عمر جاودان

ہر نفس ہین کس سے کہون یہ ماجرای بیکسی
دوست دشمن خویش بیگانہ ستمگر مہربان

دیکھنا کیا قریب آیا ہی ہوش خواب
بان انصاف کرنا تنگسار قدر دان

مجھکو سودای سر گیسوی بخت ار جمند
اور وہ زنجیر پای غفلت خواب گران

ہوشیار ای خامہ بیہودہ پیما ہوشیار
تاکیا وقف زبان آئین رسم شاعران

گل کھلایا چاہتی ہی اندھ فصل بہار
رنگ لایا چاہتی ہی اور آہنگ فغان

پھر دکھاتا ہی ترقی جوش مستانہ بہار
کرتی ہی پھر ناز معشوقانہ طبع نوجوان

پھر نگاہین ڈھونڈہتی ہین مجمع احباب کو
پھرتی ہی پھر مری آنکھون مین شہر و ستان

بی تعلق ہون تعلق کی تمنا ہی مجھے
لپٹی جاتی ہی ہر اک تصویر دیوار مکان

صورت آدم جو دیکھون چاک پہلو اس گھڑی
شکل حوا سیکڑون پیدا ہو ہر خیل حور شان

مطلع مضمون تازہ یاد آیا ہے مجھے
جس سے پیدا ہی عروج التمامی قدسیان

مطلع ثانی

اوج دکھلاتا ہی حسن بیت فطرت زبان
بوسہ روی زمین لیتا ہی گیا آسمان

دیکھکر جوبن بہار سبزہ نو خیز کا
گر گیا نظرون سی جس مین سبزہ روی بتان

جوستا ہی ہر دہان غنچہ گل باغ مین
نرم ہو کر بن گیا ہر خار بلبل کی زبان

جوشِ مستی ہین جوانانِ چمن کے سامنے
چلتی ہی بادِ صبا کرتی ہوئی اٹکھیلیان

دیکھکر مستون کو ٹوٹے ہے کنارِ جام سے
ٹپکی پڑتی ہی ہر تگ اشکِ چشمِ گلفشان

عرضِ رضوان کا بہی نخوت سے نہین دیتا جواب
بنگیا معشوقِ بی پروا مزاجِ باغبان

خستۂ آوارہ و رسوا دلیل و بی وطن
پھرتی ہی پھر بی طرح بادِ خزان بیخانمان

منبرِ ہر شاخ پر پڑھتی ہی بلبلِ عندلیب
خطبہای مدحتِ امجد علی شاہِ جہان

جسکے ادنی ریزہ‌شِ زر کی بدولت دہر مین
مختصر ہی طولِ دامانِ زمین و آسمان

پڑگئی تہی اک نگاہِ مہر جو روزِ ازل
آج تک ہی کاسۂ خورشید پورِ زرفشان

عادل و مسکین نواز و جرم بخش و ظلم کاہ
صاحبِ جود و سخاو دستگیرِ بیکسان

نکہت افشانیِ دامانِ نسیمِ خلقت سے
ہو رہا ہی حلقۂ آغوشِ عالم عطردان

گر سنی تقریرِ صبح افزا تو دل سے شوق سے
بلبلِ تصویر بہی گفتگو کھولے زبان

ہر گدا ہی دہر مین فیضِ جبین سائی ہی شاہ
بنگیا ہی داغِ سجدہ کوکبِ بختِ جوان

پشتِ دشمن پہ اگر پڑجای سایہ تیغ کا
بطن مادر سی عدو زادہ ہو پیدا خستہ جان

جسکو ہی یکبی نگاہِ قہر سی سوی عدو
عافیت پیدا کری تاثیرِ مرگِ ناگہان

تیغ اوسکی کہسیان عرصۂ رستم چلی
آئی کو سون پہر استقبال شورِ الامان

دیکھا ارجِ مراتب سینۂ گردون ہے چاک
وای نادانی کہ ہم سمجہی ہین اوسکو کہکشان

ہون یہ حیران اوسکی ہیبتِ عنان گیر کیا کہون
نبضِ بسمل یا نظر یا جلوہ برقِ طپان

یا قرارِ بیقراری یا مزاجِ گرمِ یار
یا پری یا رنگِ جستہ یا تصور یا گمان

گر خلافِ رای عالی بند و بستِ دہر ہو
دور دوران کی طرح بہم ہم ترکیبِ جہان

رفعتِ قصرِ معلی کی لکھون تعریف کیا
تارکِ عرشِ برین ہی ارجِ چترِ سایبان

خاک ہو بوسہ بسر آستانِ پاک کا — پستیِ گاوِ زمین ہی اوجِ فرقِ فرقدان
کھینچتے ہین آنکھہ مین جس بیشتر غلمان و حور — ہو گیا ہی سرمۂ بینش غبارِ آستان
عالمِ علوی سہی اوسکی دلفریبی پوچھی — گرد پھرتی ہین تصدق کی لیی آسمان
اس قدر طعنی دیی غیرت نی وقتِ ہمسری — چھپ رہا آخر نگاہِ خلق سی باغِ جنان
اوسکی کوچی کی ہوائین رشکِ انفاسِ مسیح — اوسکی چوکھٹ سجدہ آموزِ جبینِ انس و جان
کیا مصفا ہین در و دیوار جسکے سامنے — دیکھہ لیتا ہی بشر سب دل کی اسرارِ نہان
چرخ پر حکمِ قضا سی بہرِ تزیین و صفا — صورتِ جاروب بنجاتی ہی شب کہکشان
قصرِ والا مین فروغ افزا ہی یون ذاتِ مکین — شمع روشن جسطرح محفل مین یا قالب مین جان
رہرو دینِ نبی ہی اسطرح بی کیف و کم — جیسے خطِ استوا پر آفتابِ آسمان
شوکتِ اسلام دکھلائی اگر وہ شاہِ دین — پانی پانی ہو کی بہ جائی دلِ سنگِ بتان
ذات اوسکی دشمنِ بتخانہ مانندِ خلیل — مسجدون کی واسطی داؤدِ ثانی بیگمان
آفتِ اسیکا فر لطفِ جانِ حق پرست — برقِ کشتِ شرک ابرِ نوبہارِ مومنان
حکمرانِ ملکِ جان سردفترِ دیوانِ دل — شوکتِ دینِ محمد قوتِ اسلامیان
آسمانِ بخت و دولت آفتابِ عز و جاہ — مشرقِ صبحِ سعادت مطلعِ نام و نشان
بہترین نقشِ حکومت و اورنگِ دارا حشم — دادگر نوشیروان شمشیر زن چنگیز خان
باعثِ تسکینِ دل آرامِ جانِ مبتلا — لمعۂ نورِ خدا روحِ تنِ روحانیان
تا کجا تسلیم جوشِ مدح خوانی ہان خموش — ہو رہی گا پھر کبھی طبعِ رسا کا امتحان
ہاتہ اوٹھا پھر دعا جلدی کہ بامِ عرش پر — کب سی ہین آمادہ آمین لبِ [illegible]
ای خدا جبتک عروسِ نظم ہی خاطر فریب — خوشنمائی ای خدا جبتک ہی رسمِ شاعران

اے خدا جبتک ہے شانِ جمالِ نخلِ اہلِ سخن
اہلِ معنی اے خدا جبتک ہے رسوائے جہان

شش جہت میں غیب سے ممدوح کو حاصل رہے
شوکت و اقبال و جاہ و دولت و نام و نشان

قصیدۂ ہفتم در مدحِ عالی مناقب والا مناصب نواب محمد یار باخان دام اقبالہٗ رئیس سورت

مژدۂ مرگِ عدو ہے انقلابِ روزگار
آرزو بنکر نکلتا ہے مری دل سے غبار

رات دن پست و بلند دہر ہے پیشِ نظر
شوخیاں دکھلا رہا ہے ابلقِ لیل و نہار

جوشِ خاطر ہو رہا ہے داستانِ لطف و ہمت
عرضِ مطلب طول ہوجاتا ہے وقتِ اختصار

طرفہ سامانِ طرب ہے آتی آتی تا زبان
نغمہ بنجاتی ہے ہر نالۂ دلِ بے اختیار

سینۂ صفحہ ہے صحنِ بزمِ عشرت آجکل
رقصِ شادی کر رہا ہے خامۂ مضمون نگار

کاروانِ اشکِ حسرت نے کیا ترکِ سفر
سینۂ عشاق کی مانند خالی ہے کنار

فرق لایا جوشِ شادی خاطرِ عشاق میں
جائے نالہ قہقہہ ہوتا ہے منہ سے آشکار

پاک ہے آغازِ مطلب تہمتِ انجام سے
ہر تمنا میں ہے طولِ رحمتِ پروردگار

روح ہے مجروح جاتی ہے علو کی تا فلاک
آج کل معراج ہوا کرتی ہے کارِ ذوالفقار

جوشِ مستی میں بلحاظِ توبہ دم ہے کہاں
ساقیا برخیز و ہمت کن شتابی می بیار

چھیڑتی ہے خاطرِ مشتاق کو موجِ نسیم
گدگداتی ہے طبیعت کو ہوائے لالہ زار

مطلعِ رنگین جو بن پیرایۂ باغِ فکر ہے
دامنِ اندیشہ ہے ہمرنگِ دامانِ بہار

مطلعِ ثانی

زندگی کیا ہو گئی ہے منتکشِ موجِ ہوا
ہو رہا ہے سبز نخلِ شعلۂ شمعِ مزار

بسکہ ہے جوشِ رطوبت آتی آتی تا زمین
سبزہ بر لائی اگر بوئی کوئی تخمِ شرار

کیا تعجب ہے اگر ریشِ سفیدِ خضر بھی
سبز ہو جائی برنگِ سبزۂ رخسارِ یار

آپ سی باہر ہی کیا کیا ہر گلِ تر باغ مین
کرتی ہی دل مین جگہہ گلبانگِ فریادِ ہزار

شوخ چشمی نرگسِ بیباک کی مین کیا کہون
جھانکتی ہی پردۂ برگِ شجر سے بار بار

ہر حبابِ آبجو مشتاقِ حسنِ دوست ہی
صورتِ آغوش بنجاتی ہی موجِ جویبار

دو گھڑی بہی ایک عالم پر نظر آتا نہین
ہو گیا رخصت مزاجِ باغبان کا اعتبار

عقدۂ زلفِ صنم کی نکہتین ہین باغ مین
بنگیا ہی داغِ لالہ نافۂ مشکِ تتار

رفعتین دکھلا رہی ہین خاکسارانِ چمن
سرمۂ چشمِ فلک ہی صحنِ گلشن کا غبار

واہ کیا فیضِ بہاری ہی کہ بربادی مین بہی
آج کل صورت پہ ہی سبکو گمانِ سبزہ زار

گوشِ بلبل کو سناتا ہی لبِ گل ہر طرف
مدحتِ نوابِ باباخانِ والا اقتدار

جسکی احسان و سخاو جودِ عالمگیر سے
ہر گدا و بینوا ہی مثلِ قارون مالدار

حسن وہ پایا کہ شب بھر اشتیاقِ دید مین
پیرِ گردون ہی کواکب سی سراپا چشمِ زار

دیکھہ لیتی خواب مین جلوہ جمالِ پاک کا
حضرتِ یعقوب کو ہوتا نہ یوسف ناگوار

جلوۂ خورشیدِ تابان بہی روشن ہوا
داغ رکہتا ہی جگر پر شاہدِ لیل و نہار

دیکھکر صرفِ سخاوت کہتی ہی حاتم کی روح
ہمتِ والا کی صدقی جود و احسان کی نثار

ہو اگر سو مرتبہ صبحِ ازل شامِ ابد
اور ہو پیدا ترقی صفر مین ہر دم ہزار

صفحۂ کونین پر لکھین کرام الکاتبین
ہو نہ تو بہی اک عطاے نیم لحظہ کا شمار

آب گوہر نے دمِ بخشش یہ دکھلایا کمال
کشتیِ درویش طوفانی ہوئی انجامِ کار

ہی بجا بالائیِ قصرِ آسمان سہری طرح
اک نگاہِ مہر کا خورشید بہی امیدوار

گر سنی افسانۂ جرأت تو فرطِ خوف سے
نبضِ بہمن کیطرح تڑپی رگِ اسفندیار

ضربتِ تیغ وہ پیکر سے وہ پیدا فرق ہو
صور سے سنکر یہ روح و تن ہوں باہم ہمکنار

خندۂ زخمِ دلِ دشمن سے ہوتا ہے عیان
کہتی ہے سامانِ شادی مرگ تیغِ آبدار

ہفت خوان ہے قصہ بازیچہ گاہِ کودکان
رستمِ جنگ آزما ہے ایک طفلِ نیسوار

کیا لکھوں تعریف میں اسپِ صبا رفتار کی
توسنِ اندیشہ ہے واماندہ مانندِ غبار

وہ سبک خیزی ہے چشمِ مور پر رکھدے جو پاؤں
خوابِ راحت میں نہ ہووے اسکی فرق آئے زینہار

نعل و سم کی دیکھکر جلوے یقین آیا مجھے
ہیں ہلال و بدر جوشِ آرزو میں ہمکنار

گدگدائے گر خیالِ تیز رفتاری اوسے
گامِ اول میں ابد پائے ازل کا اعتبار

یہ جہانِ تنگ وسعت قابلِ جولان کہاں
عزمِ جنبش سے کرے طے عرصۂ روزِ شمار

وصف و بخشش خدا نے ایک ذاتِ پاک میں
بزم میں جمشید وقتِ رزم سامِ شہسوار

گر خلافت سے عالی غیر مصروفِ عیش
کیفِ عشرت میں ہویدا غفلتِ خوابِ خمار

چرخ کی گردش نے آخر کچھ نہ کچھ پیدا کیا
آگئی مرکز پہ ہوا اقبال و دولت کا قرار

ملک و موروثی خدا نے کر دیا زیرِ نگین
اوٹھ گیا ہے اختیاری کا جہان سے اختیار

لکھو اے تسلیم یہ مصرع پئے تاریخِ سال
موجِ آبِ رفتہ پھر آئی میانِ جویبار ۱۲۸۸ھ

کہہ چکی کہنا تھا جو کچھ ہمکو جوشِ فکر میں
لے رہا ہے چٹکیاں دل میں خیالِ اختصار

مدون صریرِ کلک سے پیدا ہے رسمِ آگہی
اے حریصِ مدعا وقتِ دعا ہے ہوشیار

اے شہا عالم میں ہے جسوقت تک پست و بلند
اے خدا جبتک زمین و آسمان ہیں برقرار

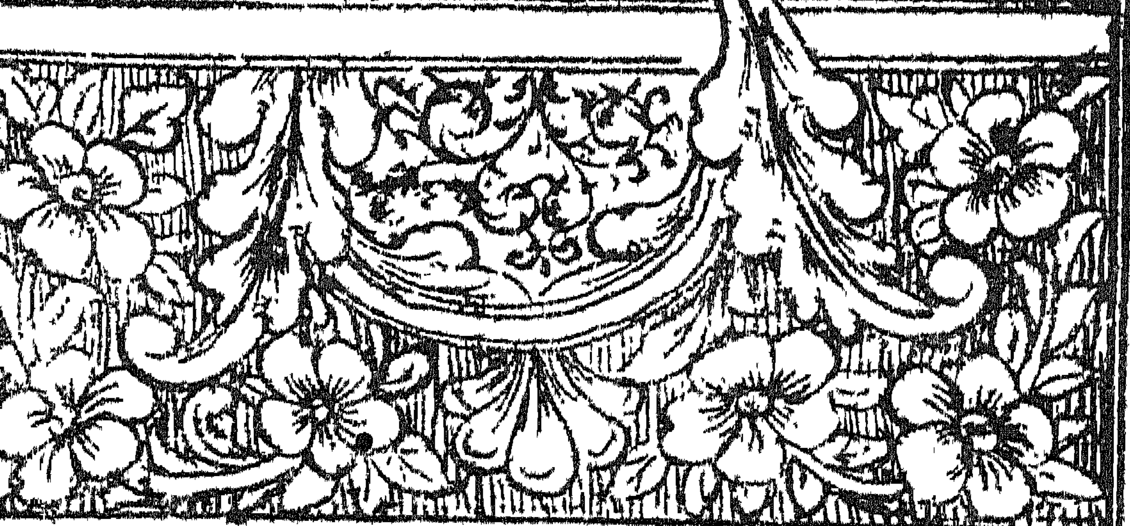
تا الم دنیا اے خدا جبتک تلون و مستی ہے
اے خدا جبتک عروسِ دہر سے ہے اعتبار

آرزو ہے پہلوئے ممدوح میں ہر دم ہیں
مطربِ چنگ و رباب و ساقی و مینا و یار

بعون صانع مکین و مکان و فضل خلاق زمین و زمان







مطبع منشی نولکشور میں طبع زین مطبوع اہل جہان ہوا



بسم اللہ الرحمن الرحیم

ردیف الالف

عاشق دلِ خموش ہی حسنِ قدیم کا
یہ بیزبان رقیب بنا ہی کلیم کا

لکھون گر اوسکی قامت و زلف و دہن کی وصف
میر سخن ہو عقدہ الف لام میم کا

سوزِ غمِ فراق مین برسون پھکا ہون مین
اب کیا جلائیگا مجھی شعلہ جحیم کا

ہر وقت آرہی ہی ہوا باغِ قدس کی
کسکو دماغ خندۂ موجِ نسیم کا

جب سی دلِ حزین ہی گذرگاہ نورِ پاک
مسجود مثلِ کعبہ ہون عرشِ عظیم کا

محتاج ہون غنی سی نہین تہی مین کم
نظارگی ہون حلقۂ بابِ کریم کا

صنعت کو اوسکی دیکھکی حیوانون کیطرح
چُھٹتا ہی تنگی دوا ہمہ کیا کیا حکیم کا

مین کیا جو اوسکی کُنہ حقیقت کو پاسکون
گل ہی چراغ ہوش یہان ہر فہیم کا

پھکتا ہی دل فراق مین اوس نو بہار کی
جوبن ہی داغ پر گلِ باغِ نعیم کا

عشقِ مسیح مرہم نی ایسا کیا ضعیف
عالم ہی جسمِ زار پہ نبضِ سقیم کا

عاشق ہوں کوئی خاص او ہو نگاہ رحم   خواہاں نہیں ہوں آپ کی لطف عمیم کا

٣ تسلیم کچھ نہیں شاعر رنگین بیان نہیں
گلچین ہوں اپنی گلشن طبع سلیم کا ١٤

گل افشاں عشق ہے دل میں شمع در روشن مسرت کا   نمونہ ہے مرا سینہ بہار بہشت جنت کا

تپ عشق نبی سے دل تاریک روشن ہے   چراغ شام بیکسی ہے شرارہ داغ حسرت کا

کہاں میں اور کہاں قبلہ رخ تربت پیمبر پھول انگشت کے   لیے جاتا ہوں ارمان دل میں تربت کی زیارت کا

رسالت کے گواہ وں گا میں دل آشفتہ مرکر بھی   کہ انگشت شہادت ہوگا شعلہ شمع تربت کا

بھنور کیا بلا ہے گا مجھی جب تک آؤں گا   پکارا اوٹھوں گا بیتابانہ لیکر نام حضرت کا

عجب کیا گر فرشتے گور میں میرا پڑہیں کلمہ   کہ ہر داغ جگر پر نقش ہے مہر نبوت کا

شمیم خلد آتی ہے شہید تیغ الفت کو   ہر اک زخم دل صد چاک دروازہ ہے جنت کا

لباس کعبہ بھی شہپر جبریل محشر تک   لکھوں گر حال مہجور ناتوان پر ضعف عظمت کا

عتاب کم نگاہی ہے شفیع عاصیاں کب تک   چھٹا جاتا ہے دامن ہاتھ سے امید رحمت کا

یہی حسرت ہے اگر ہے تو معاذ اللہ محشر میں   سیہ کاری مری کھی ندیکھی منہ شفاعت کا

تمنا ہے مجھے گر بہر زمین کی کوئی اقدس میں   کسی اہل کو مژدہ و بھیجی فردوس جنت کا

نہ جائے گا یہ سودا خاطر برہم سے مرکر بھی   گریبان ہوگا میری ہاتھ میں صبح قیامت کا

وسیلہ گر نہوتا آپ کے وعدے کا محشر میں   سہارا ٹوٹ جاتا میرے دل کیطرح امت کا

تصور جب میں کرتا ہوں تو یہ انصاف کہتا ہے   گنہگاری کا مجھ پر خاتمہ ہے تیر شفاعت کا

ہزاروں مطلع ہیں آتش سوز جہنم سے   خدارا دو ادھر بھی کوئی چھینٹا آب رحمت کا

بلند بخت کروں کیا شکر اے تسلیم پستی میں   کہ نقش پا بھی تو نقش پا حضور کی امت کا

لکھاہی یہ قلم مضمون خط کا پروان کا
تعلق کسکی ہی باقی زلفِ پریشان کا
عیان ہی کسکی بجلی ہان شہر و تنہا ہی پنہان کا
مجھی کہون یکیک جلتا ہی دل گبر و مسلمان کا

امیدِ نفع بیجا ہی تپاکِ اہلِ نعمت سی
بہل جاتا تو ہی کچھ دل غبارِ خشتِ حسرت سے
دلِ ویران میں لاکھون آرزوئین کی گھٹی ہین
رولایا مجھکو کس مردہ نشین کی پشیمانی نی
نمو خط کی ہوئی بوسہ لبون کا کون پاتا ہی
مقدر ہی ہی تو کل پہنچ جائیگی جو کہت تک
دکھاتی ہی جلوہ روزِ عشرت کا شبِ ماتم
وہی گریہ ہی زاری ہی شمعین ہی کفن مین
مجھی صیادِ ظالم کس خطا پر ذبح کرتا ہے
دہن ہی جاکہی نالہ داغِ دل کی لو نکلتی ہی
تماشا شبنم و گل کا چمن مین خاک دیکھین گے
ستمگر داشتۂ دل سی سدا محروم رہتی ہین
فراقِ یار مین جینی سی مرنا سخت مشکل ہی
برنگِ بو ہی گل عریان بسر کی باغِ عالم مین
شباب آیا نہین ہے ناتوانی بڑہتی جاتی ہی

جوابِ نامہ کیکن حرف ہی اپنی دیوان کا
ملا قسمت سے ہوئی تختہ شبستان کا
کہ عالم سبزۂ تربت پہ ہی شمشیرِ عریان کا
نہ گل دامانِ ونے کا نہ بلبل باغِ رضوان کا
ملا ہی کسکو پانی چشمۂ مہرِ درخشان کا
دیا ہی ساتہ غربت مین پشیمان نی پیشان کا
ہمارا سینہ گویا نقشہ ہی شہرِ خموشان کا
کرشمہ یکہا نہ اشکون نی کبھی دامان مژگان کا
اجارہ ہی یقین خضر کی آب چشمۂ آبِ حیوان کا
اشارہ ہو چکا ہی آج عیسیٰ و نکی زبان کا
بنی ہی شامِ غم کہو نکہت عروسِ صبحِ خندان کا
بنا ہون نوحہ خوان غمخانۂ شہرِ خموشان کا
چہوا پتا نہ کوئی پہول توڑا اس گلستان کا
لپک دینی لگا شعلہ چراغِ زیرِ دامان کا
یہان ورنا پڑا ہی ہمکو اپنی زخمِ خندان کا
نہ بہولا باغِ عالم مین سپید غنچۂ پیکان کا
بیان ہو ناز کیا دشواریِ تکلیف آسان کا
سبکو وحی ہی نازاد تہا نہ ہمسی اپنی امان کا
بنا ہی ضعف سے ہمبر وحشت عمر گریبان کا

مرادین نوجوانی کی بر آئین عہدِ پیری مین / کٹی شب صبح سمجھو گویا کھلا دروازہ زندان کا

دلِ نالان کا ہی داغِ الم دم بھر نہین ہٹتا / اجارہ ہو گیا ہی خانۂ مفلس پہ مہمان کا

ملا ہی کو بنا رشکِ سمن یارب گلی جس سی / گریبان پر گمان ہی دامنِ صبحِ گلستان کا

رفیقانِ جنون کی آمد و رخصت برابر ہی / کھٹکتا ہی نکلنی مین بھی خارِ مغیلان کا

کٹی عمرِ دو روزہ مثلِ شیشہ بزمِ عالم مین / نہ سر پیدا کیا ہمنی لیا احسان نہ سامان کا

سنو کچھ اور بھی تسلیم میری نالۂ موزون / ارادہ ہی ترقی پر ابھی طبعِ سخندان کا

۲۵

تماشا جامہ زیبی دیکھی کی خونِ شہیدان کا / گریبان پیرہن مین ہی ہلالِ عیدِ قربان کا

جنون مین ہی شریکِ بیکسی ہی من جسمِ عریان کا / کبھی ہی صدمہ دامن کبھی ماتم گریبان کا

اجل محروم پھر جائی کوئی بوسہ وہ دندان کا / کہ میری حق مین یہ موتی ہی قطرہ آبِ حیوان کا

دلاتا ہی ہمین کیون یاد وعظ صبحِ فردا کی / غمِ محشر کوئی صدمہ نہین ہی شامِ ہجران کا

ٹپکتا ہی نہانی مین جو قطرہ اونکی بالون سی / گمان ہوتا ہی زلفِ پرشکن پر ابرِ نیسان کا

وہ کافر کفر و دین کی بحث کو مسجد مین جاتا ہی / الٰہی خاتمہ بالخیر ہو زاہد کی ایمان کا

صبا اوڑتی ہوئی لائی خبر جب مرگِ بلبل کی / گریبان گل نی پھاڑا [illegible]

جنون مین یہانتک جھک گیا ہی ناتوانی سی / کہ مجکو حلقۂ زنجیر حلقہ ہی گریبان کا

مین وہ آتش قدم ہون گرمیِ رفتار نی میری / بنایا جادۂ صحرا کو رشتہ شمعِ سوزان کا

تلاشِ یار کی سرگشتگی مر کر بھی باقی ہی / بگولا پھر رہا ہی آج تک خاکِ غریبان کا

پشیمان ہو گئی وحشت جنون اپنی ضعف مین صدقی / کہ تو نی فصلِ گل مین کھو لیا پردہ گریبان کا

ہوئی جب روح رخصت جسم سی تو یون نظر آیا / گیا ہمراہ یوسف کی وہ جوبن کنجِ زندان کا

فلک نے شکل بدلی فعتاً جو روزِ وصلت کے
عجب سی کی کہتا ہون منہ شبِ تکلیفِ ہجران کا

جنون کے جوش مین کیا زندگی کٹتی ہے راحت سے
کرم ہر وقت غربت کا سا احسان بیابان کا

اثر کرتی نہین اعلی کو صحبت پست فطرت کے
ہوا دامن نہ گرد آلود عکسِ ماہِ تابان کا

کیا ہو تیر باران اس قدر بے رحم قاتل نے
کہ چھلنی ہین دلِ نازک بھی شیشہ آب پیکان کا

برستا ہون بشانِ انفعال اشکِ محرومی
پشیمانی مین جو دامن کا نہ ہو منہ دو گریبان کا

ادہر سے قافلے لاکھون گنہگارون کے جاتے ہین
الہی عالمِ رحمت مین کیا ہی قحط عصیان کا

جنون صحرا مین بھی اگر نہ آزادی ملی ہمکو
یہان بھی حلقہ آہو وہان تھا حلقہ زندان کا

گھلا گرمیِ سوزِ درون نے کر دیا پانی
بتا ہی کیا پتا قاتل دلِ مجروح پیکان کا

ابھی تک گھر مین بیٹھا غیر سے باتین بناتا ہے
جنازہ اوٹھ گیا غافل تری ناکامِ ہجران کا

جسے ہم کو کہ طوفان کہتی ہین کچھ دیکھی ہمکو
دلِ پرسوز کا صدقہ تصدق چشمِ گریان کا

جنون پھر کفن سے سوا انکا لاشِ غریبان کو
کہ بس ہے پردہ پوشی یکسانِ اہلِ بیابان کا

ادب آموز ہی دستِ جنون طرفہ تماشا ہی
جھکا آتا ہی سوئے پائے دامن سر گریبان کا

۵

مقابل آج ہی تسلیم خستہ اہلِ معنی سے
خدایا آبرو رکھنا تصدق شاہِ مردان کا

٣١

تہِ خنجر بہیا تاب پاس تھا قاتل کی امان کا
برنگِ شمعِ کشتہ جل گیا خون زخمِ خندان کا

گلا ان پر ہی جنون کیا دلِ صد سنگِ طفلان کا
کہ مین جن پرورش پایا ہو بختی ویران کا

وطن مین تاشہ دا سے ہون جمعیتِ سنگین کیا ہی
ابھی بہتر ہی آنکھون مین سے نقشہ بیابان کا

دو عالم قتل ہو گا اک نگاہِ ناز سے تیری
ستمگر کسکو دیگا خون بہا خونِ شہیدان کا

کبھی آنکھین نہ دیکھا اور رکھیہ جز اشکِ محرومی
ملا تقدیر سے دامن نہ ہمکو دامنِ مژگان کا

یہ تو ہمنشین نخلِ فلک سے ثمر اترتی ہی
گریبان بھی نہو حائل اگر ہو وصل دامان کا

کبھی حالت میں غنچہ نہین دل کا جو بن کر نہین ہوتا
کہ رنگین ہے وہین ہر رنگِ پان بھی خمِ خندان کا

جنون مین عیش کی صورت نہین آتا ہی دل میرا
سلا دیتا ہی ہنس دینا مجھی چاکِ گریبان کا

در و دیوار سے ہر وقت ویرانی برستی ہی
مری صحنِ مکان مین کوئی تختہ ہی بیابان کا

مقرر آج کوئی رشکِ یوسف آنی والا ہی
بنا ہی دیدۂ یعقوب روزن اپنی زندان کا

وہ برہم ہین کہ مجکو برا ہی نیند آتی ہی
سلا دیتا ہی افسانہ شبِ زلفِ پریشان کا

ہمیشہ پنجۂ خورشید سے کیون چاک ہوتا ہی
بنا ہی کیا گریبانِ سحر بھی میری دامان کا

اثر دکھلا رہا ہی خارِ حسرت بعد مردن بھی
سدا بالای تربت سایہ ہی نخلِ مغیلان کا

گریبان چاک کچھ گل ہی نہین ہی مرگِ بلبل سے
کفِ افسوس ہی گلچین ہے ہر پتا گلستان کا

نگاہین ڈھونڈھتی ہین مجمعِ احباب مدفن مین
اثر باقی ہی آنکھون مین ابھی خوابِ پریشان کا

ملایا خاک مین نورِ نظر کو بیقراری نی
قیامت ہو گیا ہلنا سرِ دامانِ مژگان کا

ہوا کرتی ہی زینت عیب سے نرگس مزاجون کی
سدا شبنم ہولا دیتی ہی ششدر گلہای خندان کا

لگایا تیر پٹی باندھ کر آنکھون پہ قاتل نے
دلِ مضطر مین ارمان رہ گیا دیدارِ پیکان کا

گریبان کی طرح اپنی کرون گا چاک اسکو بھی
کبھی تو ہاتھ آئیگا جنون دامن بیابان کا

ہنسے دل کھول کر دم بھر نہ بخلِ شور بختی سے
کسی دن منہ نہ دیکھا میری زخمون نی نمکدان کا

مرینگی صبح تک امیدوارِ وصل حیرت سے
ابھی سے پیرہن کیون ماتمی ہی شامِ ہجران کا

نقاب اولٹی رخِ روشن سے کسنی وحشت افزا
بنا ہی آفتابِ حشر ہر ذرہ بیابان کا

مداوای تبِ ہجران سے نفرت ہو گئی دل کو
طبیعت کیا ہی جلتی ہی جو دکھ آتا ہی درمان کا

تمنا ہی سبکدوشی مین کاٹا آپ سر اپنا
حباب آسا لیا ہمنی نہ احسان تیغِ عریان کا

فروغ داغ ہجر رفتگان و مہر ہے سینے مین
بہروسا کیا چراغ تربت گور غریبان کا

دلون مین ہوشیاری تفرقہ انداز ہوتی ہے
کہ بیداری سی مست خواب ہی ہم صحبت مژگان کا

نئی شکلین ہزارون روز بن بنکر بگڑتی ہین
دل آباد بین نقشہ ہی بازیگاہ طفلان کا

کہون کیا اضطراب اسکا ادہر آئی ادہر بہاگی
شب وصلت پہ سایہ پڑ گیا عمر گریزان کا

کہانتک ناز بیجا سخت جانی اب تو فرصت دے
کہ دم گہٹنی لگا ہی اونکی شمشیر صفاہان کا

کیا کیون بیکرے خونکو بیدم آج ای قاتل
دل مجروح نی شاید شگاف زخم سی جہانکا

دکہاجاتی ہین وہ تسلیم صورت چہپکی غیرون سے
اثر پیدا ہوا اتنا تو باری شوق پنہان کا

پہونکتی کیا نالہ سوزان سی گہر صیاد کا
حوصلہ ہی حوصلہ تہا بلبل ناشاد کا

کیا کہون ہین شکل ہی عالم دل ناشاد کا
سینے سی لب تک بہرا ہی حوصلہ فریاد کا

غم نہین ہوتا ارادہ خاطر ناشاد کا
شام سی منہ چومتا ہون صبح تک فریاد کا

گر رہی ہی پاس او ظالم تری بیداد کا
حشر کی دن بہی نہوگا حوصلہ فریاد کا

دیکہتا ہی باغ مین عالم قد آزاد کا
آہ مجہ ہی آئینہ اوس غیرت شمشاد کا

کہہ دیا کیا تیرہ بختی نی کہ ٹل سکتی نہین
آج کچہ ہٹ پر ارادہ ہی شب فریاد کا

مرتی دم بہی ستاتی تہی سرگشتگی تقدیر کی
حلق پہ پہر پہر گیا منہ خنجر جلاد کا

کیا الگ رہتا ہی عاشق کو ملا کر خاک مین
چرخ بہی شاگرد ہی میری ستم ایجاد کا

ظالمون نی کر دیا خالی گل و بلبل سی باغ
گہر ہی گلچین کا بسا آباد گہر صیاد کا

دست گلچین خشک ہو کر رہ گئی صد شکر ہی
صبر ٹوٹا عندلیب آشیان برباد کا

کیا حرارت تہی کہ رگہای جنون سی جای خون
پانی پانی ہو گئی نشتر پہ گیا فصاد کا

ای جنون طوق سلاسل سی کرے آنکھین ڈال
دل کبھی سی توڑنا اچھا نہین حداد کا

اپنی غفلت نی بھلایا دل سی عالم عشق کا خیال
خود فراموشی نی گھر لوٹا تمہاری یاد کا

شام کو جو دیکھتی ہین صبحدم وہ کچھ نہین
خواب کا نقشہ ہی نقشہ عالم ایجاد کا

مجھسی وحشی سیکھی وحشت کوہ مین آداب عشق
ہون معلم قیس کا اوستاد ہون فرہاد کا

منہ پہ چھٹتی ہی ہوائی بی تری گلزار مین
رنگ میرا ہمسفر ہے نکہت برباد کا

تھا وہ غمگین سو دیا سنکر نوید عیش سے
شور ماتم ہو گیا نغمہ مبارکباد کا

نالہ کیسا کہہ رہی ہی گل سی بلبل باغ مین
کچھ لکھا تقدیر کا افسانہ کچھ صیاد کا

یاد آتی ہین لحد مین حسرت اندوہ و غم
داغ ہی دل پر متاع خانہ برباد کا

اوج سی اپنی پشیمان ہوتی ہین بیدادگر
سرنگون پایا ہمیشہ چرخ بی بنیاد کا

کیا خوشی تھی چہری کا سامنا دن بھر رہا
صبحدم دیکھا تھا مین نی آج منہ صیاد کا

بدگمان جلاد تھا غیرت سی مرتی ہین آب
زخم نی پانی چرایا خنجر فولاد کا

یاد کس سے دہ نشیمن کی آگئی عصمت مجھے
آکی لب تک رُک رہا نالہ دل ناشاد کا

فیض صحبت سے کوئی ادنی ہوا اعلی کیا مجال
آدمی ہونا نہین ممکن کبھی ہمزاد کا

عشق کی تاثیر نی بخشی ندامت اسقدر
روز و شب آنچل ہی منہ پر دامن فرہاد کا

باپ کی آوار کی اولاد کی کرتی ہی قتل
زخم گل شاہد ہی جبر نکہت برباد کا

بخت بلبل کی ہین صدقی فصل گل آئی نہین
پڑ گیا صحن چمن مین جو پرا صیاد کا

جب ملی آکر گلی سی زخم تن خندان ہوئی
ڈھنگ سیکھی تیغ آغوش مبارکباد کا

دیکھتا ہون بیکسی کا اپنی جوبن وقت قتل
آئینہ ہی منہ مجھی نا مہربان جلاد کا

خاک بھی کر دل پہ فارغ ہی آتش فشان
پاسبان ہی غول میری خانہ برباد کا

بیان پر دل وحشی سی نکلی واہ کیا
دم بہری آئینہ کیونکر کور مادر زاد کا

قید سی آزاد ہین رنگین مزاجان چمن
خار سی الجہا نہ دامن نکہت برباد کا

بیڑیان ٹوٹا ہی پہنانی کچہ ایسی کر دعا
ای جنون مجکو مبارک ہو قدم حداد کا

وہ ہوا خواہ اسیری تہی کہ آزادی کی بعد
رو دیی ہم دیکہکر خالی قفس صیاد کا

کیا لگائی ہین کسی نی شاخ گل کی تیلیان
بلبلین آنکہون سی ملتی ہین قفس صیاد کا

باپ کو آوارگی اولاد کی کرتی ہی قتل
زخم گل شاہد ہی بہجر نکہت برباد کا

؁ کیا چہپی اللہ سی تسلیم راز نیک و بد
ہر بشر کی ساتہ اک جاسوس ہی ہمزاد کا ؁

مرگی ہی شعلہ فشان ہی دل پہ سوز دم مرا
گرمیان کرتا ہی اب تک نفس سرد مرا

دیکہکر وہ گل نو خیز ہی ہنس دیتا ہے
ابتو ہی اور ہی جوبن پہ رخ زرد مرا

دشمن عیش نہو دل کی تمنا اس سے
دوستی کی نہین قابل دل پر درد مرا

وادی عشق مین ہون روز ازل سے برباد
پوچہتے کیا ہو ٹہکانا صفت گرد مرا

؁ ہون وہ دیوانہ کہ منشیٔ قضا نی تسلیم
پہلے مجنون سے لکہا نام سر فرد مرا ۳۳

کرتا ہون ذکر مین دم پیری شباب کا
افسانہ گو ہون عالم حسرت مین خواب کا

ہر چند فاقہ مست ہون ہمت بلند ہی
بدلون نہ آفتاب سی ساغر شراب کا

کامل ہی ہی مریض ازل کی دوا محال
رعشہ مسیح سی نہ گیا آفتاب کا

جسم ہوا ہوا مین تنگظرف کچہ نہین
مٹی کی ہی دلیل او بہرنا حباب کا

بیداری فراق مین گذری تمام عمر
آنکہون نی میری خواب ہی دیکہا نہ خواب کا

برجستہ کیون نہ مصرع ہی سوز برق ہو
موزون ہی اوسمین حال مری اضطراب کا

رویاہون برسونمین غم گلگون کی یاد مین
سینچا ہوا ہی نخل محبت گلاب کا

مژگان تلک آئی تھی نگہ گرم ہی نہین
تر ہو گیا پسینے سے دامن نقاب کا

تعویذ جہان مین لطف خموشی نہین نصیب
جھگڑا ہی گور مین بھی سوال و جواب کا

خالی ہی بلا سے تسلی تو دل کو ہے
رہتی ہی دور سامنی مری ساغر شراب کا

حسرت سے گھور لیتی ہین اہل شباب کو
باقی ہی کچھ اثر ابھی آنکھو نمین خواب کا

اہل زمین کی واسطی سہل ہین حادثے
صرصر سے گل ہوا نہ چراغ آفتاب کا

ظاہر مین تم ہی نام کو آنسو نہین کوئے
عالم ہی چشم غیر مین چشم حباب کا

لرزان نہین ہے مہر مسیحا کی سامنی
کچھ حال کہہ رہا ہی مری اضطراب کا

اللہ ری روشنی رخ تابان یار کے
چمن چمن کے تو پردہ بنا ہی نقاب کا

غش آ گیا ہی دیکھ کی گلچین انکا رنگ
چھینٹا دی عندلیب کے منہ پر گلاب کا

دلمین ہجون کی یاد سی کرتا ہون عرض حال
پہلو نمین سوال ہین میری جواب کا

قدرت نما ہوئی ہین نہین کچھ سبب کو دخل
بن تیل جل رہا ہی چراغ آفتاب کا

برباد پھر رہا ہون نہین کچھ حصول خاک
گویا بگولا ہون مین جہان خراب کا

ہر دم خیال دیدہ مینگون کی جوش مین
پہلو مین دل ہی یا کوئی شیشہ شراب کا

حیرت سی ہی رہی دیدۂ تصویر کی طرح
شب منہ دیکھا نہ پشیمان مین خواب کا

رکھون کبھی بغل مین کبھی بوسی لون اگر
قسمت الٹی تھا کی ہمقدر نقاب کا

بالا آ گئی ہی رنی مین کسکی نگاہ مست
ہر قطرہ سرشک ہی قطرہ شراب کا

اچھا ہوا جو کشتہ یہ سیماب ہو گیا
کچھ رنگ لی اوڑا تھا مری اضطراب کا

کہیا سکتی سی مردم آبی نی توبہ کی
جب دیکھو سرنگون ہی پیالہ حباب کا

آنکھیں جو بند ہو گئیں کھلیں کہاں وشکل — گذرا ہر رنگ خواب زمانہ شباب کا
تصویر آینہ ہوں بتوں کی حضور میں — خوگر سوال کا نہ پشیمان جواب کا
مرتا ہوں سنے شباب ہستی ہے بعید سرک — بالای قبر بانیے گنبد حباب کا
ثابت ہوا مسیح ہی آتی ہیں ای فلک — سادہ پڑا ہوا ہے ورق آفتاب کا
آنکھیں ہجوم کیف جوانی سے بند ہیں — دور شباب دور ہے مجکو شراب کا
میں کیا کہ آینہ بھی ترستا ہے دید کو — شاکی نہیں ہے کون تمہاری نقاب کا
لکھی ہیں شعر میں جو بیاض جبیں کے حرف — دیوان کا ہر حرف ہے ورق آفتاب کا

۹م تسلیم اضطراب کی لی ہو دل کو چین
آئی زمانہ آجل کہیں انقلاب کا ۲۵

حشر میں پوچھو نہ عالم عالم اسباب کا — یاد ہی بھولا ہوا کسکو فسانہ خواب کا
سوز غم سے کیا کہوں عالم دل بیتاب کا — داستان برق ہی افسانہ ہے سیماب کا
کشتہ ہوں ای شام غربت حسن عالمتاب کا — دی کفن مجکو سحر نے چادر مہتاب کا
تا فلک پہنچا ہی طوفان دیدہ پر آب کا — کہکشاں کی موج ہے گرداب ہے مہتاب کا
سنتی ہی حال پریشان اٹھ گئی آنکھ پیشی بند — میرا افسانہ نہیں افسون ہے کوئی خواب کا
چشم مجنوں سے چمن کو دیکھا ہی بلبل ذرا — محمل لیلی ہے ہر غنچہ گل شاداب کا
گردش دیوانگی میں ساتھ ہی سیلاب اشک — حلقہ زنجیر اپنا حلقہ ہے گرداب کا
رونی بیٹی دل میں کوئی داغ حسرت ہی نہیں — گھر مرا لوٹا ہوا ہے آمد سیلاب کا
آج تو گستاخی شوق ہوئی جان معاف — رک نہیں سکتا ارادہ خاطر بیتاب کا
انتظار یار سے نہیں نہ دم بھر شکر ہے — چشم وا ای رکھ لیا فرقت میں پردہ خواب کا

زینتِ ظالم نہین کہتی جہان ہین اعتبار
چند دم رہتا ہی جوبن پنجۂ قصاب کا

اتحادِ پست فطرت باعثِ راحت نہین
پانی پانی دل ہی بطِ چاہ سی دولاب کا

دہر مین ہی حرصِ طوفانِ بلا سی پاک ہین
کشتیِ درویش کو خطرہ نہین سیلاب کا

حشر کو اوٹھنا ہی عریان دوست کیون بھی کفن
کرتی ہین شرمندہ مجکو عالمِ اسباب کا

جنبشِ ابروی قاتل دیکھ کر مر جائین گے
ہم نہ لین گی سر پہ احسان خنجرِ بی آب کا

دل سی ہمسایہ کی پوچھی غربتِ مہمان کوئی
خانہ ویرانی کی سر پہ ہی قدم سیلاب کا

بعدِ مردن بھی خیالِ خدمتِ یاران رہا
گرد دامن بنکی ہون پابوس مین احباب کا

کشتۂ شبہای دوری ہون مصور کو مری
موقلم کیوا سطی لازم ہی پر سرخاب کا

سیلِ گریہ نی دکھایا خانہ ویرانی کا جشن
رقصِ شادی ہی بحر مین چکر بنا گرداب کا

۱۲
ہر گھڑی ہی سنانہ دم کی فلکِ ظلم آبدار
ہر نفس تسلیم رشتہ ہی دُرِ نایاب کا
۲۴

شمع ہر صورتِ تصویر مین گویا نہوا
کیا تجھو تجھی سے کہا ہائی جو افشا نہوا

نالہ نے چھیڑی ہوئی غیر کی پیدا نہوا
مین لبِ نی کی طرح آپ سی گویا نہوا

داغ کیا یاس کو بھی ہجر گوارا نہوا
ایک دل ہے مری کس کس کا اجارا نہوا

آبرو نشو و نما کی کہان غربت مین نصیب
طفلِ اشک آنکھ سی گر کے کبھی برپا نہوا

کچھ تو ایسا ہی تمہارا جو آڑی ہین ورنہ
پھلی در پہ کبھی غیر سُن کا اجارا نہوا

عہد کیا کیا تھے مگر وقتِ جدائی دیکھا
غیر تو غیر ہی اپنا دلِ شیدا نہوا

صفتِ اشکِ چکیدہ یہ فلک نے کھویا
کہ دمِ حشر بھی کو سے مرا جو یا نہوا

ہای کیونکر تکرون مین گلۂ محرومی
لاکھون ارمان تھی اور ایک بھی پورا نہوا

عمر بھر رشکِ عدو ساتھ تھا کہتا کیا حال
وہ ملا بھی کبھی تنہا تو میں تنہا نہوا

ملک الموت کی بھی جان غضب میں پہنچی
ہای اس دم سرِ بالین پہ مسیحا نہوا

خون ولاتی رہی بدفالی شناوری سون
زخم کی طرح مبارک مجھی ہنسنا نہوا

نزع میں سب نہ دیا سبزۂ خط کا بوسہ
ڈوبتے کو کبھی تنکی کا سہارا نہوا

خشک آنسو نہوئی طعنۂ اعدا سے شکر
خاک اوڑانے سے بیابان کبھی دریا نہوا

شکلِ شمعِ تہِ فانوس رہا جلوہ فگن
اوسنے پردہ بھی کیا ہے تو پردا نہوا

کیا کہوں مرتی ہیں کس بات پہ دنیا والے
ای اجل مجھکو تو جینا بھی گوارا نہوا

شکل دکھلائی دمِ نزع نہ اوس کافر نے
کیا کہوں خاتمہ بالخیر ہمارا نہوا

کاملِ راہِ طلب قید سے کبھی آزاد
موج سے سلسلہ برپا کبھی دریا نہوا

شکلِ تصویر ہوا خلق جہاں میں بیدل
میں کسے طرح ہوا خواہِ تمنا نہوا

نقشِ آب تھی ہم سے گئی بنتی بنتی
چہرہ پرداز بھی ہیہات شناسا نہوا

تھی وہ تصویرِ خیالی کہ سوا اٹھنی سے کے
مفت بھی کوئی خریدار ہمارا نہوا

ظلمتِ دل ہی وہی لاکھ جلایا غم نے
پھونک دینی ہی ہی اس گھر میں اجالا نہوا

ہاے رہی شک شبِ وصل میں اوس کافر کو
پیار کرنا ہمیں اپنا بھی گوارا نہوا

اوس فسونگر کی نظر ایسی ہی دل کو لگے
چشمِ بیمار کی صورت کبھی اچھا نہوا

١١ کیا کہوں چھوٹ کے میں اوس گلِ سے التسلیم
صورتِ نکہتِ برباد کہیں کا نہوا ٢٣

زور دکھلاتا ہی کیا کیا ضعف جسمِ زار کا
رنگ اوڑنی کو ترستا ہی یہی رخسار کا

وصف ہے ہر شعر میں موی میان یار کا
میرا دیوان منتخب ہی مخزن اسرار کا

دید کی قابل ہی جوبن سبزۂ رخسار کا
معجزہ ہی سبز ہونا آگ پر گلزار کا

رات دن یونہین پڑیگی عاشقونکی گر نگاہ
بند ہو جائی گا روزن خود بخود دیوار کا

سخت جان ہون ہاتہ ایسا آج ای قاتل لگا
معرکی مین نام ہو جائی تری تلوار کا

خاک تسکین ہو دلِ بیتاب کو پیغامِ وصل
کچہ فریب آمیز ہی وعدہ بتِ عیار کا

لاکہ جی ترسی مگر آرامِ تنہائی محال
میری بالین پر اجارہ ہو گیا غمخوار کا

میکشی سی عرصۂ محشر مین جائی سرخرو
منہ دہلا دی آج ساقی مے سی استغفار کا

کیون اوٹہاتا ہی ستمگر اپنی کوچی سی مجہی
ابتو سایہ بہی نہین سر پر تری دیوار کا

ناتوان تہا خانہ ویرانیِ مشتاقی کیا مجہی
پس گیا مین گر پڑا سایہ اگر دیوار کا

باعثِ زینت ہوا سوزِ جوانی دہر مین
داغِ سودا بن گیا طرہ مری دستار کا

عالمِ فانی سی تنہا ای سحدا آتا نہین
قافلہ ہی ساتہ میری حسرتِ دیدار کا

دہر مین ظالم ہمیشہ رہتی ہین شادی نصیب
کم نہین ہوتا کبہی خندہ لبِ سوفار کا

کیا خراباتِ محبت مین فلک کی آبرو
ایک جامِ واژگون ہی آپ کی میخوار کا

مر رہی ہین فرقتِ ابروی جانان مین رقیب
برجِ عقرب مین ہی اخترِ طالع اغیار کا

نیند کیا آتی بشکلِ چشمِ روزن رات دن
پاسبان ہی بختِ خفتہ دیدۂ بیدار کا

رحم کی بدلی کچہ احسانِ عداوت اوڑہی
حوصلہ کہہ لی سوالِ زخمِ دامندار کا

اس قدر کیون پیچ مین ڈالا ہی قسمت نی مجہی
مین کوئی مضمون نہین ہون کاکلِ خمدار کا

کیا نسیمِ آہِ بلبل نی کہلایا ہی اِسی
داغ کی دیتا ہی بو ہر گل مری گلزار کا

دخترِ رز کی دیر و کیون لیچلا ساقی مجہی
خون ہوگا گردنِ مینا پہ استغفار کا

کیون نہ مرتا میری ویرانی مین خانہ خراب
میری قسمت مین کفن تہا سایۂ دیوار کا

شیخ کا اشک ریائی کفر سی خالی نہین ۔ رشتۂ تسبیح سلیمانی مین ہی زنار کا

۱۴ شرط الفت ہی یہی تسلیم بعد حشر بھی
ہاتھ سی دامن نہ چھوٹی احمد مختار کا ۱۴

عالم نقش و نگین عشق مین اپنا ہوتا ۔ جان لینی ہوتی ہمین نام مسیکا ہوتا
موت ہی آتی نہ بالین پہ مسیحا ہوتا ۔ کیا برا تھا مرض عشق جو اچھا ہوتا
انقلاب اثر عشق جو پیدا ہوتا ۔ دست یوسف مین گریبان زلیخا ہوتا
غش تجلی سی ہمیں صورت موسی ہوتا ۔ ہای پردہ بھی نہ ہوتا تو یہ پردا ہوتا
کاش پہلو مین نہ میری دل شیدا ہوتا ۔ اور ہوتا تو نہ کم حوصلہ اتنا ہوتا
مجھکو مرنا شب تکلیف مین جینا ہوتا ۔ ملک الموت بھی آتا تو مسیحا ہوتا
کیا پڑی تھی جو تری در پہ پڑا رہتا ہین ۔ مثل سایہ کہین میرا جو ٹھکانا ہوتا
مانع کوچہ قاتل ہوئی ناحق احباب ۔ آج جو کچھ مری تقدیر مین ہوتا ہوتا
نعش پر کاہی کو آئی سر مدفن آتے ۔ عہد پیمان شکنی خوب نباہا ہوتا
خاک تھا کر دیا برباد صبا نی صد شکر ۔ اور انجام مرا اسکی سوا کیا ہوتا
تھا مین وہ ننگ جہان ڈوب ہی جاتا جو کبھی ۔ دیکھکر چین بجبین موج سی دریا ہوتا
کرتا کیا شکوہ سفاک کہ ہمت پہ مری ۔ خون برسون دہن زخم نی تھوکا ہوتا
لاکھہ اغیار پڑ پاتی نہ کبھی وہ سنتے ۔ کیا نہ لکھتی مری قسمت مین جو لکھا ہوتا
مرگیا وحشت مین صد شکر کفن کی خاطر ۔ کیا مین شرمندۂ احسان احبا ہوتا
تم اگر بام پہ ہی جان قدم رویت آتی ۔ ماہ نو حلقۂ آغوش تمنا ہوتا
عشق مین لذت حسرت کوئی مجھسی پوچھی ۔ نامرادی بھی نہ ہوتی تو مزا کیا ہوتا

ہای سنتا ہون کہ رو دیتی ہین سنکر تسلیم
کاش نالہ بھی مرا شکوۂ اعدا ہوتا

نہوگا حشر مین کوی کسی کا | بھروسا ہے تو اپنے بیکسی کا
نہین معلوم بگڑی آج کس سے | مزا ہے دشمنی مین دوستی کا
دل اپنا ہے جسے چاہین گی دین گی | اجارہ ہمین کیا ناصح کسی کا
رولاتا ہے مجھے کیون اسقدر بخت | لیا تہا نام مین نی کب ہنسی کا
سدا گریان رہا مانند شبنم | نہ دیکہا منہ مری غم نے خوشی کا
نہ کچھ دنیا مین رکہتا ہون نہ دین مین | بہلا ہو دو جہان مین مفلسی کا
مجھی مرنی دی جیتے جی ہتون پہ | یہی ناصح مزا ہے زندگی کا
ہنسی جب زخم خون حسرت سے روئے | نہ توڑا ہمنے دل افسردگی کا
لحد مین بھی وہی غفلت ہی اپنی | نہ چھوٹا ساتھ مرکر بیخودی کا
بحیرت دیکہتے ہین وہ مجھے آج | تماشا ہون مین چشم نرگسی کا
یہ جوبن چند ساعت میہمان ہے | بھروسا کیا ہے حسن عارضی کا
پریشان ہین ازل سے صورت زلف | مداوا کیا ہماری برہمی کا
خیال آیا تری رحمت کا جسدم | جگر پانی ہوا تردامنی کا
سلامت ہین ابھی تک زخم دل سب | بڑا احسان ہے بیچارگی کا
جو دیکہین اوس بت کافر ادا کو | دہرا رہ جای تقوی شیخ جی کا
تن خاکی کو سہے چھوڑا لحد مین | خیال آیا جو عہد بیکسی کا
مجھی دو گز زمین دی بعد مردن | کہان یہ حوصلہ چرخ دنی کا

۱۴ | مرا جو نالۂ موزون سبب ہے تسلیم / تصدق ہے نسیم دہلوی کا | ۹

وعدہ جو کیا شام کو وقت سحر آیا / اوس ماہ مین خورشید کا عالم نظر آیا

کیا خاک کہا حال پر سوزنی باتے / جو اور جلا اسنے نہ دیکھے داغ جگر آیا

اللہ ری ہمدردی یاران خرابات / خالی جو ہوا شیشۂ دل جام بھر آیا

جیتا ہون نہین جینی کی جبتک مجھی امید / مر جاؤنگا بالین پہ مسیحا اگر آیا

آرام نہین گردش بیجا سے کسی کو / عالم سے مجھے فانوس خیالی نظر آیا

ای واعظ مسجد رہ میخانہ بتادی / مستی مین نہین ہوش کدہر تہا کدہر آیا

اعمال جو پوچہین گی کہون گا دم محشر / خالی دہن گور تہا پچھ خاک بھر آیا

دی دل مین جگہ صورت آئینہ ہمیشہ / حیرت کدۂ دہر مین جو کچھ نظر آیا

۱۵ | تسلیم بیابان ہی نہو خانہ ہمیرون کیا / آیا دل عاشق کی طرح مین جدھر آیا | ۲۶

سر نگون رکھتی ہی یاد رخ جانان اپنا / ہمکو محراب عبادت ہی گریبان اپنا

گریۂ دیدۂ پر خون ہی گلستان اپنا / خندۂ زخم جگر ہی گل دامان اپنا

آنہ جائی کہین پہر جوش خیال صحرا / دم خفا کرتی ہی کیون تنگی زندان اپنا

عہد طفلی مین یہ تہی شورِ جنون کی تعلیم / آج تک صحن قیامت ہے دبستان اپنا

ایک دم خون جگر سی نہین رہتا خالی / چشم ناسور ہی یا دیدۂ گریان اپنا

کیا کہین وحشت نوردی کا مزا ہی کب سے / سبز ہونی ہی نیا پا تہا بیابان اپنا

وصل مین یاد بھی آیا تو ادب سی ظالم / ہو گیا مہر خموشی غم پنہان اپنا

ضبطِ فریاد ہین آتی کا نہین فرق کبھی — امتحان لاکھہ کری گردشِ دوران اپنا
نی اجل بر گئی ہم نامِ اجل کو سنکر — ملک الموت ہی شرمندۂ احسان اپنا
آپ سی دعویِ غنچہ دہنی بیجا ہے — منہ تو بنوائی چمن مین گلِ خندان اپنا
پانون کیا حلقۂ زنجیر سی رکھین باہر — دلِ حاسد سی سوا تنگ ہی زندان اپنا
فتنی سو طرح کی ہر چاک سی برپا ہونگی — دامنِ صبحِ قیامت ہی گریبان اپنا
بیوفائی تنِ خاکی ہی جو کی ظاہر ہی — منہ دکھاتی ہمی کیا عمرِ گریزان اپنا
رکھہ لیا خاک نی ہمجنس کا اپنی پردہ — چھپ گیا گور مین آکر تنِ عریان اپنا
پانون زنجیر مین ہم باندہ ہی بیجای جنون — اپنی ہمراہ لیی پھرتی ہین زندان اپنا
بھلی گا دل خلشِ درد سے تنہائی مین — رہی دو سینۂ مجروح مین پیکان اپنا
کوئی موسم ہو یہان خاک اوڑا کرتی ہی — زاہدِ خشک کا سینہ ہی بیابان اپنا
جلوی دکھلاتا ہی چھپ چھپ کے حجاب سے ترا — عوضِ جان کوئی معشوق ہی مہمان اپنا
داغ احسانِ جفا مین نہ لگا او قاتل — زخم ہنستی ہین ترہی دیکھی دامان اپنا
جسمِ بیجان کو کیا چرخ نی پیوندِ زمین — وجہ تعمیر ہوا خانۂ ویران اپنا
رنگِ یکرنگیِ الفت ہی عیان دونون سی — زلف برہم ہی تری حال پریشان اپنا
اشک آنکھون سی گری قطرۂ گوہر ہو کر — تر ہوا ہی نہ سرِ دامنِ مژگان اپنا
ای جنون اٹھو نہین عذرِ خطا کی حسرت — پانون پڑتا ہی سرِ چاک گریبان اپنا
ٹوٹنا آبلۂ پا کا نہین ہے بیکار — سرِ ہر خار پہ رہ جائیگا احسان اپنا
ہمکو آرامِ اسیری بستمِ دشمن ہے — پا ہی خفتہ کو سمجھتے ہین نگہبان اپنا
گرچہ ہی ادب عرضِ تمنا تسلیم — کہہ چکی یار سی ہم حالِ پریشان اپنا

۱۴

یار سب کچھہ تہا مگر وقتِ سفر کیا کہتا ۔ اون سی دمبھر کی لیی دو جگر کیا کہتا

اپنی ہستی کی خبر جب نہ ہی پھر مجھسی ۔ خویش و بیگانہ کوئی اونکی خبر کیا کہتا

آبرو خاک مین ملتی تہی دمِ فکرِ سخن ۔ اونکی واتون کو بھلا سلکِ گہر کیا کہتا

داغ اوسمین ہی ترا چہرہ روشن کشّاف ۔ تجکو مین دیدہ و دانستہ قمر کیا کہتا

بخت ہی دشمنِ جان تہا شبِ فرقت مین ۔ اپنی فریاد کو محرومِ اثر کیا کہتا

بار تہا تارِ نظر جسکو نزاکت کی سبب ۔ اوسکو مین یاردن کی کہنی سی کمر کیا کہتا

ایک دم بھی نہ ملا روح کو تن مین آرام ۔ چار دیوارِ عناصر کو مین گہر کیا کہتا

بوسی شب بھرِ دلدار کی چپ چپکی لیی ۔ دیکھ لیتا جو کوئی وقتِ سحر کیا کہتا

مشتری زہرہ سہیل مینی صبحِ امید ۔ یہ نہ کہتا تجھی اور رشکِ قمر کیا کہتا

اوس مین ہی رنگ تو اعجازِ مسیحا ہمین ۔ مین لبون کو تری برگِ گلِ تر کیا کہتا

مرگیا اوستاد سی تسلیم ہون زندہ در گور
شعر کہتا ہی تو مین خستہ جگر کیا کہتا

۱۵ ۹

فریاد و فغانِ بلبلِ ناشاد کیے جا ۔ سامانِ قفس خاطرِ صیاد کیے جا

ہم ہون کہ نہون آہی ہی گا کوئی مشتاق ۔ ای چرخِ ستم پیشہ کچھہ ایجاد کیے جا

فریاد ہو یا نالہ ہو یا آہِ جگر سوز ۔ جو ہوسکی تجھسی دلِ ناشاد کیے جا

گر خون نہین ہی نہ سہی رسم ادا کر ۔ اپنی سی تو اونشترِ فصّاد کیے جا

جاتا ہی کہان او غمِ جانانہ ادہر آ ۔ ویرانۂ دل کو مری آباد کیے جا

لی تو ہی خبر بلبلِ ناشاد کی گلچین ۔ صیاد کو سمجہا اسی آزاد کیے جا

ای دل خمِ ابروی صنم مین سحر و شام ۔ کچھہ بندگیِ حسنِ خداداد کیے جا

گلگشتِ عدم خوب سفر ہی مگرای دل	سیرِ چمنِ گلشنِ ایجاد کیے جا

۱۸
تسلیم اگر حسنِ سخن کی ہی تمنا
تو پیروی بندشِ اوستاد کیے جا
۱۱

احسان ہی رزقِ غیر سی مین آشنا نہ تہا	اپنا مین آپ مثلِ گہر آب و دانہ تہا
تیری ہی قدم کو چہوڑ کی جاتا کہان مین یار	پامالِ ناز تہا کوئی رنگِ حنا نہ تہا
کیون تنگ اس قدر ہی ستم دہر نی کیا	نقشِ دہن تہا مین تمہاری قبا نہ تہا
مستی مین جو کیا ہی کسی یاد ہی معاف	یارب خیالِ پرسشِ روزِ جزا نہ تہا
سمجہے وہ مدعی مجہی محشر مین کس لیے	مین تہا شہیدِ ناز مرا خون بہا نہ تہا
کیون آگ بن گئی وہ خطِ شوق دیکہکر	مین نی تو ڈر سے سوزِ جگر بہی لکہا نہ تہا
پہلی بہی تہا خیالِ جوانی او نہین مگر	اتنا غرورِ حسن شکیب آزما نہ تہا
سانسین نکل گئین دلِ نالان کو چہوڑکر	اس کاروان کو پاسِ وفای درا نہ تہا
تکلیفِ گریہ دی او نہین فریاد نی تو کیا	مطلب مرا کچہہ اور تہا یہ مدعا نہ تہا
کیون سنگی سو دیا بتِ نا آشنای رحم	نالہ شکستِ شیشۂ دل کی صدا نہ تہا

۱۹
تسلیم رات بہر وہ رہا گرمِ اختلاط
دیکہا جو وقتِ صبح تو بہر آشنا نہ تہا
۲۱

بدگمانی نہ گئی لاکہہ مین سمجہا آیا	ہای جو خاطرِ بیرحم مین آیا آیا
مین وہ محرومِ ازل تہا کہ برنگِ تصویر	نہ کبہی لب پہ مری حرفِ تمنا آیا
او گلا پڑتا ہی ہر اکدم کمرِ قاتل سے	ہای خنجر بہی مری خون کا پیاسا آیا
ہمنشین خال نہین مصحفِ رخ پر اوسکی	مشک سی کاتبِ قدرت نی بنایا آیا

بزمِ رندانہ مین تنہا نہ کبھی ہم بیٹھے
جام پہلو سی اوٹھا ساتھ ہی مینا آیا

اور کیا حال کہون ضعفِ جگر کا ظالم
سو جگہ بیٹھ کی لب تک مری نالا آیا

ہون وہ میکش کہ مجھی دیکھکی ہاتف نی کہا
دخترِ رز وہ ترا چاہنے والا آیا

دم لیا تھا نہ ابھی وادیِ مطلب پہ ہنوز
کہ غمِ یاس مری بخت کو رونا آیا

پھر وہی ہے ہی اثر بی اثری نالون مین
پھر کسی پر دلِ محرومِ تمنا آیا

صدقے مین اپنی اجل کی کہ پشیمان ہوکر
وہ بھی بالین پہ مری بہرِ تماشا آیا

برسون اس عالمِ فانی مین بسر کی لیکن
آج تک خضر و مسیحا کو نہ مرنا آیا

کفر و دین دونون کو چھوڑا تو خدا ہمکو ملا
کام اپنے تو نہ کعبہ نہ کلیسا آیا

شوقِ پابوس مین ہی موج ہی صدقے گرداب
کون محبوب نہانی لیے دریا آیا

اپنی غفلت کی مین صدقے کہ تمہارا شکوہ
ایکدن بھی نہ قریبِ لبِ گویا آیا

تپشِ عشق سی کسکو ہی غذا کی حسرت
بنگیا چھالا جو منہ تک مری دانا آیا

بی نشانی سی مرا نام ہوا دنیا مین
مین ہی کھینی کی لیے صورتِ عنقا آیا

بعدِ مدت نظر آتا ہے مری پہلو مین
آج کیا جی مین تری او دلِ شیدا آیا

ہر طرف رنگِ دو رنگی ہی چمن مین پیدا
کون اس باغ مین ای دل گلِ رعنا آیا

بی نشانون کا زمانی مین ہوا مین رہبر
دیکھکر نقشِ قدم کو مری عنقا آیا

منتِ سایہ کا شرمندہ ہوا طفلی مین
روح کی ساتھ عدم سی غمِ دنیا آیا

تہا وہ سرگشتۂ وادیِ محبت تسلیم
دیکھکر مجھکو گلے ملنے بگولا آیا

شبکو ہمسایی مین وہ شوخ جو تنہا آیا
کیا کہون مین دلِ بیتاب مین کیا کیا آیا

اسکی تقریر مری کہتی ہین گل غنچون سی — ایک اس باغ مین یہ بلبل گویا آیا
اونکی آنکھون سی تجھی نسبتِ ہمچشمی کیا — کس طرف دھیان ترا نرگس شہلا آیا
میری کہنی سی بگڑتا تھا دلِ دشمن دوست — تو نہ کبھی بابتِ بیرحم کا وعدا آیا
سرخ ہی کوسون سرِ خارِ بیابان خونسے — اس طرف بھی کوئی پامالِ تمنا آیا
تھام لی دل کو ذرا تیغ کہ مشکل نہ پڑی — دیکھ وہ شوخ ادا کافرِ ترسا آیا
وعدۂ حشر بھی جتلائیگا اک حرف غلط — بل پچیں و زمزاجِ رخِ زیبا آیا
نفس چند ہی یہ لالہ و گل کا عالم — کچھ نہوگا جو خزان کا کوئی جھونکا آیا
میری ہستی ہی جہان مین صفتِ برقِ سحاب — اپنی ہنسنے پہ ہمیشہ سے مجھے رونا آیا
ادبِ یار ہے پرستے سے یہ رتبہ بخشا — سر جھکاتا رہا جو سامنی شیشا آیا
سجدے کرتا ہون بتون کو یہ خدا کی قدرت — آگی میری مری تقدیر کا لکھا آیا
لو رقیبون سی وہ کہتی ہین جلانے کے لیے — خواب مین جاگی اوسی اور بھی ترسا آیا
مین تو خود سوختہ جان خستہ جگر تھا ظالم — تو جلانی مجھی کیون داغِ سویدا آیا
کون دیکھی گا اوسی تابِ نظارہ ہی کسی — ہمنے مانا کہ دمِ وعدۂ فردا آیا
روتی ہین دیکھکی روتی ہوئی مجھکو کیون لوگ — اشک کی ساتھ کوئی پارۂ دل کیا آیا
یہ غلط ہی کہ حسینون سے حذر لازم ہے — روکنے سی دلِ وحشت زدہ دونا آیا
نازِ بیجا سی یوسف نہ اوٹھا حسرت سے — چاکِ دامن کی طرف دستِ زلیخا آیا
بن کی سوزِ دلِ پروانہ تری محفل مین — مین جگر سوختۂ داغِ تمنا آیا
وحشت انگیز مری وحشت سے کچھ بڑہ کی نہین — آج دامن مین طرفِ نجد بھی ہوتا آیا
ہون وہ دیوانۂ عریان کہ عدم سی تسلیم — پردہ پوشی کو مری دامنِ صحرا آیا

ضعف نے عالم دکھایا قید مین تشہیر کا
شور ہی آفاق مین خاموشیِ تخریب کا

حال صوفی کا مزا دیتی ہی الفت وقت ذبح
وجد مین لاتا ہی دلکو زمزمہ تکبیر کا

پڑ گیا ہی کسکی چشم شوخ کا تیر نگاہ
دیدۂ آہو ہی روزن سینۂ نخچیر کا

ہون تو مطلب کیسی مطلب سے کچھ مطلب نہین
نقطۂ شک مجکو سمجھو خامۂ تقدیر کا

کیون نہ سینے سی لگا لون آرزوی وصل مین
تیری پہلو کا مزا دیتا ہی پہلو تیر کا

کسکو جینے کی تمنا ہی فراق یار مین
چارہ گر احسان نہ لی درمان بی تاثیر کا

خاک مین ملنا گوارا پر نہین مجکو دماغ
نوجوانی مین اوٹھاؤن ناز چرخ پیر کا

ذبح کرتا ہی مجھی فرقت مین میرا پیرہن
یان گریبان ہی گلی مین دامن شمشیر کا

ہای مرنی سے بھی دی گی خوبی قسمت مجھی
نزع مین سنتا ہون آنا اوس بت بی پیر کا

کیا نشان بی نشانی چھوڑ جاؤن دہر مین
خواب ہی وہ ہون اثر جس مین نہین تعبیر کا

کوئی کیا سمجھی ادا شور لب خاموش کی
میرا ہر نالہ ہی نالہ بلبل تصویر کا

کسکی آمرزش نی بخشی بیگناہی کی مزے
بڑھ گیا کچھ اور دلکو حوصلہ تقصیر کا

بڑھ چکی احباب یسین دی چکی عیسی جواب
ای اجل اب ناز اوٹھواتی ہی کیون تاخیر کا

بسکہ ہون طفلی سی تلخی آشنائی درد و غم
خون دل پینا مزا دیتا ہی مجکو شیر کا

عمر بھر تدبیر سی بگڑی ہی سامان وصل
وای نادانی کہ پہر قائل نہین تقدیر کا

گرم فقری سنکی تیری جل بجھون گا بزم مین
مین ہون پروانہ چراغ شعلۂ تقریر کا

عالم بالا مین بھی نکلا نہ کوئی دادرس
ہو گیا دل سرد اپنی نالۂ شبگیر کا

دیکھتا ہی ضعف سے لیکن ہلا سکتا نہین
ہون مگر خواب پریشان دیدۂ زنجیر کا

ناز کرتی ہو گی رحمت سے خدا کی سامنی
دیکھنا واعظ وہان رتبہ مری تقصیر کا

ہمرہانِ وحشت سے کوئی نہ آیا تا وطن
ہان مگر احسان ہے مجھپر خارِ دامنگیر کا

رنگ لایا جوشِ بادیٔ وحشت ہر طرح
مدتون اوڑتا پھرا کاغذ مری تصویر کا

کھینچتے ہین لوگ مجکو داغ ہے اب دیکھیے
کسکے سینے سے ملے پیکان تمہارے تیر کا

چھیڑ سکتا ہون افسانہ جنون کا قید مین
حلقۂ احباب ہے حلقہ مری زنجیر کا

گنبدِ مدفن بنا جب ملگیا مین خاک مین
رنگ لایا بعدِ مردن حوصلہ تعمیر کا

۲۲
تم گدا وہ شاہِ خوبان اہلِ محفل بے نیاز
شکوہ اے تسلیم کیا ایسی جگہہ توقیر کا
۵

یارون مین خوبیِ شیوۂ طاعت ہوئی تو کیا
ظاہر مین صاف دل مین کدورت ہوئی تو کیا

نکلا نہ گھر سے فاتحہ پڑھنے تمام عمر
کوچے مین اوسکی نام کو تربت ہوئی تو کیا

ہر حال مین جلی صفتِ شمع رات بھر
خلوت ہوئی تو کیا ہمین جلوت ہوئی تو کیا

کیا فائدہ کفن سے چھپا کر جو منھ چلی
مر کر بھی ہوئی سے ندامت ہوئی تو کیا

جو جو عذاب قبر مین ہونی تھی ہو چکی
روزِ جزا نجات کی صورت ہوئی تو کیا

محروم دید رہ گئی اعمال کی سبب
برگشتہ قسمتون کو قیامت ہوئی تو کیا

گلچین نے سب کو پھول دیے ہمکو داغِ دل
باغِ جہان مین ایسی بھی قسمت ہوئے تو کیا

۲۳
کیا مر کے شکلِ روزِ تمنا مین دیکھتا
تسلیم یون سحر شبِ فرقت ہوئی تو کیا
۶

دلِ پرخون مین سرِ سلسلۂ مو نکلا
پارۂ لعل چراغِ شبِ گیسو نکلا

ہنس دیا مین صفتِ زخمِ جگر خون رو کر
عین تکلیف مین آرام کا پہلو نکلا

وہ تہی بخت ازل تھی صفتِ چشمِ حباب
لاکھ ہم پھوٹ بھی ایک نہ آنسو نکلا

مار ڈالا لبِ جان بخش کی باتون نی مجھ
بد زبانی سے کیا اور زیادہ مفتون

میری قسمت سے ہی سچ ہی یہی ہلاکو نکلا
حرفِ دشنام ہی تاثیر مین جادو نکلا

بہر
لاکھ احباب نی چاہا مگر اب تک تسلیم
اوسنے ہرگز نہ کوئی صلح کا پہلو نکلا
۲۱

مضمون نہین لکھا وہنِ بے مثال کا
عنقا شکار ہی مری وہم و خیال کا

رخسارِ آتشین پہ نہین دانہ خال کا
پروانہ جل بجھا کوئی شمعِ جمال کا

اللہ ری عروج تری پائمال کا
ہر ذرّہ آفتاب ہی چرخِ کمال کا

دامن کہین پڑا ہے گریبان کسی جگہ
میری جنون مین جوش ہی صوفی کی حال کا

مرکر بھی داغِ عشق پہ ہی وہی جلوہ گر
دیکھا نہ منہ کمال نی میری زوال کا

تھا شیفتہ جو گیسوِ برہم کا روزِ حشر
دینا پڑا حساب مجھی بال بال کا

تشبیہ دی جو ابروِ جانان سی بھول کر
ملتا نہین سراغ فلک پر ہلال کا

تقلید سی نصیب ہی واقف صفت محال
دیکھا نہ منہ ہلالِ سپر نی کمال کا

کیا خوب بوسۂ لبِ جان بخش اور تم
سچ ہی نہین جواب تمہاری سوال کا

عکسِ فروغِ حسن ہے اوس چاند منہ پہ کیے
پردہ ہی مہر کا تو گریبان ہلال کا

یہ بھی دہان یار کو ثابت نہ کر سکا
کیا کیا خیال تھا مجھی اپنی خیال کا

ثابت ہوا سکوت سے تابع صمد سی ہے
بھرتا ہی منہ گہر سی خدا بھی سوال کا

خونریز دیکھنی کی نمائش پسند ہین
کشتہ جہان مین کون ہی تیغِ ہلال کا

کاہش سی ہی اب تو ہون تمہی سی میان کی طرح
مجھ تک گذر نہین ہی کسی احتمال کا

مو بافِ سرخ ہی تری زلفِ سیاہ مین
یا سر چڑھا ہی خون کسی پائمال کا

آنکھوں میں گم کیا صفتِ سرمہ ہوکی خاک — رتبہ ملا زوال سے ہمکو کمال کا
روزِ اول سے قید ہون آزادگی کی ساتھ — رنگہای تن پہ دیکھلو عالم ہی جال کا
پالا ہوا ہی عیش کا کس طرح ہون تمہین — خوگر یہ دل نہین ہی رنج و ملال کا
شامِ شبِ فراق کا دل ٹوٹ جای گا — مژدہ نہ دو مجھی شبِ صبحِ وصال کا
مرکر بھی جستجو کی تمنا نہ کم ہوئے — اوڑتا پھرا غبار سرِ پایمال کا
ہر سمت جلوہ ہای معانی کی دیدکر — گھونگھٹ اولٹ دیا ہی عروسِ خیال کا

۲۵ تسلیم زاہدون کو مبارک غرورِ زہد — مجکو تو آسرا ہے محمدؐ کے آل کا ۱۵

غفلتِ عشق میں سب کون و مکان بھول گیا — ایک تم یاد رہی سارا جہان بھول گیا
دل میں انصاف کرو کس نی کیا ہی بیہوش — تم ہی کہتی ہو کہ تو رسمِ فغان بھول گیا
پوچھے کرتی ہی کیا دیکھی گل کو بلبل — دو ہی دن میں ستمِ دورِ خزان بھول گیا
کل تو تہا غفلتِ جامِ مئے پرجوش کا عذر — آج ہی تو مجھی او پیرِ مغان بھول گیا
پھر بھی جینی کے تمنا دمِ محشر افسوس — گور میں میں ستمِ عمرِ روان بھول گیا
جب میں کہتا ہون کہ تم بھول گئی عہدِ وفا — کہتے ہین کہوئی ہوئی مجھی کہ ہان بھول گیا
کیا کہون کیا ہوئی راحت تیری آنی سے مجھے — یہ تو ظاہر ہی کہ سب دردِ نہان بھول گیا
ہر طرف کیون نگران ہی شبِ تنہائی میں — چشمِ بیدار تجھی خوابِ گران بھول گیا
آپ آیا خبرِ وصل نہ لایا قاصد — چارۂ دردِ دلِ غمزدگان بھول گیا
ہای ری بیخودیِ شوق کہ اپنی گھر مین — خانۂ یار کی سب نام و نشان بھول گیا
آج تک پھر کی نہ آیا سو پہلو شاید — مجکو میرا دلِ بیتاب و توان بھول گیا

ہم طینت ہین سو اسنگدل یونہی ظالم
خاک مین مل کی بھی جو رِ بتان دل گیا

پوچھے لی سیکڑون برباد ہین واقف مجھ سی
خانہ ویرانی اگر میر اسکا ان بھول گیا

دھوکی مین غمِ جدائی کی ہو دن بھکا
رنگ بدلا یہ سحر کا کہ اذان بھول گیا

۲۶
ایک مدت ہوئی چھوڑی ہوئی فن کو تسلیم
کیا کہین شعر کہ اندازِ بیان بھول گیا
۱۳

ہم پہ احسان ہی مزارِ پاک کا
خاک نے پردہ کیا ہے خاک کا

ہون مصیبت دوست ہجرِ عیش مین
شمع ہون اپنی دلِ صد چاک کا

صورتِ شعلہ ہون مین نازک مزاج
ناز اوٹھ سکتا نہین پوشاک کا

کونسا دلسوختہ مدفون ہوا
کچھ دھوان دیتا ہی پہلو خاک کا

ذبح ہو کر بھی نہ آزادی سے ملے
طوقِ گردن حلقہ ہی فتراک کا

نے ثبات سے ہی ثابت زندگی
وعدہ ہون وصلِ بتِ بیباک کا

اوڑکی پہونچے آستانِ یار تک
حوصلہ دیکھو ہمارے خاک کا

ہون وہ خود بین سامنے ہنگامِ ذبح
آئینہ ہی خنجرِ سفاک کا

وای بیدردی نہین کوئی شریک
ماتمِ صبحِ گریبان چاک کا

لوگ رو دیتے ہین مجھکو دیکھکر
ماجرا ہون خاطرِ غمناک کا

مرگ سی شرمِ گنہگاری بڑھے
روز و شب ہی منہ پہ دامن خاک کا

چلتی سبے صورت نہ دیکھی بعدِ مرگ
لے رہے ہین بوسہ روے خاک کا

خوف کیا تسلیم روزِ حشر سے
گردِ دامن ہون شہِ لولاک کا

ہوں عیاں پر بہی دہر کی ساماں کیا کیا
چشم وا دیکھتی ہی خواب پریشاں کیا کیا

تیغ خم [illegible] بلا [illegible]
طول دکھلاتی ہی لف شب ہجراں کیا کیا

[illegible] دل پر ورد غم [illegible]
بگڑی بنتی ہی تری زلف پریشاں کیا کیا

بدگماں نالی سی کہتا ہی شب وصلت [illegible]
[illegible] تری ارمان کی سوا [illegible] کیا کیا

ہائی ری ضعف کہ [illegible]
نگراں ہی طرف گوشۂ داماں کیا کیا

بی اجازت جو دیار کا کرتا ہوں [illegible]
گھورتا ہی نگہ قہر سی درباں کیا کیا

سخت جانی کی ادا [illegible]
رہ گئی قاتل بی رحم کی ارماں کیا کیا

طعنۂ [illegible]
پانی پانی ہوئی اشک سر مژگاں کیا کیا

خون مقتول میں اک رنگ حنا کی [illegible]
رنگ لاتی گیا ہی خون شہیداں کیا کیا

زلف لہرائی جو رخ پہ مجھی آیا افسوس
ہائی کافر نی لیی بوسۂ قرآں کیا کیا

چل گیا آج کوئی غیر کا افسوں [illegible]
کل تلک تھی ہی انہیں شوخ [illegible] کیا کیا

سیکڑوں طرح کی صدمی شب فرقت [illegible]
[illegible] کیا کیا

یوں ہیں مشتاق شہادت جو رہی گا عالم
ہوں گی آباد ابھی شہر خموشاں کیا کیا

پھنک رہی ہی تپش سوز دروں سی ہر [illegible]
نالہ آتا ہی جگر سی [illegible] کیا کیا

ساتھ زخموں کی مجھی ہی چلی آتی ہی [illegible]
گدگداتی ہیں جگر کو تری پیکاں کیا کیا

شب [illegible] شوق میں تھا سوز دل [illegible]
گرمیاں کرتی رہی شمع شبستاں کیا کیا

خویش و بیگانہ مجھی دونوں سمجھتی ہیں [illegible]
موت آتی نہیں ہی غم [illegible] کیا کیا

تھل سی پہلی جھکا ہی سر دشمن تسلیم
تیغ جلاد ابھی سی ہی پشیماں کیا کیا

۱۶

عشرت رندی کا میخانی مین لطف آ کر اوٹھا — خم سر شیشہ ہوا تعظیم کو ساغر اوٹھا

ای دل بسمل چہوڑ کر کیون دیکہتا ہی بار بار — جو صلہ کچھہ اور باقی ہو تو پہر خنجر اوٹھا

اضطراب دل کی صدقی دیکہکر تابوت کو — پہر استقبال شہید فتنہ محشر اوٹھا

مختصر کر طول ونکو دام مین لاتی ہی کیون — پاون پڑ پڑ کر نہ اتنا زلف پر خم سر اوٹھا

مجھہ تصور پیشہ سی آئینہ رو چہپنا محال — پردہ چاہی چہوڑ چاہی سد اسکندر اوٹھا

جن پشیمانی نہین غفلت سرای دہر مین — جو یہان بیٹھا کف افسوس ہی ملکر اوٹھا

مرتی ہین دنرات تعمیر مکان پر اہل زر — کیا یہ تعمیر گلی لیجائنگی سر پر اوٹھا

وای غفلت سوتی ہین یاران ساحل کب سجھی — کشتی عمر روان کا جس گھڑی لنگر اوٹھا

کوی جانان مین بھی وحشت نی نہ دم لینی دیا — گرد کی مانند بیٹھا صورت صرصر اوٹھا

دیکہنی والی ہین ہم بہی تیری چشم ناز کی — دی اگر رخصت حیا گردن ذرا اوپر اوٹھا

سبزہ روئیدہ بس ہے پردہ پوش بیکسان — ای صبا تربت سی میری پہول کی چادر اوٹھا

کٹ چکی شام جدائی صبح وعدہ ہی قریب — اور دم بہر صدمہ فرقت دل مضطر اوٹھا

بزم نوشانوش مین واعظ بیان زہد کیا — طاق نسیان پر کتاب پند رکھہ ساغر اوٹھا

بعد مردن بہی ہی باقی وہی سرگشتگی — خاک سی میری بگولا کہا کی سو چکر اوٹھا

دیکہکر آب بقا کو بانگ مردن کی دعا — تشنگی کی ناز کر چشمہ کوثر اوٹھا

۲۹ — تا کجا مہمانسرای دہر مین تسلیم خواب
دیکہہ آغاز سحر بیدار ہو بستر اوٹھا — ۱۴

حشر برپا کی دم بہی کوچہ قاتل مین تہا — ایک شور بیقراری سو وہ میری دل مین تہا

پرورش کی ہی کنار بیقراری نی مری — ہون وہ ارمان مین تون جو سینہ بسمل مین تہا

کوئی صحبت ہو مجھی چھپ کر تماشا دیکھتا
میں بھی گویا رنگِ محفل تھا کہ ہر محفل میں تھا

آگئی تھی ہائی جوشِ آرزو کو کیا کہا
آج وہ ارماں نہیں میں کہ آگ جی میں تھا

تھا ازل سے ہی میں پسندِ خاطرِ افتادگی
خاک میں ملنا برنگِ اشکِ آبِ گل میں تھا

شورِ بختی نے کہا محرومِ عرضِ حال سے
ہر حبابِ بحر تبخالہ لبِ ساحل میں تھا

عاشق و معشوق ہوتے ہیں مقرر از ازل
کہتے ہو تم وہی جو آج میرے دل میں تھا

شہرتِ بی اعتباری تھی جو حسن و عشق کو
نجد میں لیلی تھی مجنوں پردۂ محمل میں تھا

قسمتوں سے ملی ہوئی ورنہ بلا تھی راہِ عشق
راہزن رہبر تھا رہزن خضر اس منزل میں تھا

یہ غلط ہے یاد کرتی تھی مجھے تم ہجر میں
غیر الفت کچھ نہ تھا جو آپ کے ہی دل میں تھا

تھا تمنا مرگ کی پر دل میں حیلہ ساز کے
مطلب آسان تھا لیکن پردۂ مشکل میں تھا

۳۰
وہ ہوا تسلیم ثابت مجھکو نفیِ غیر سے
حق تو یہ ہے حق ہی پنہاں پردۂ باطل میں تھا
۲۲

پھر خیالِ زلفِ برہم مشک افشاں ہو گیا
پھر مرا مجموعۂ خاطر پریشاں ہو گیا

ہجر میں خنجر ہلالِ عیدِ قرباں ہو گیا
غیب سے پیدا مری مرنے کا ساماں ہو گیا

جب گیا سیرِ چمن کو بھی تری مارا پڑا
برگ خنجر تیر شاخیں غنچہ پیکاں ہو گیا

پائی قاتل سے نہ اوٹھا سر سبکدوشی کے بعد
سایۂ شمشیر مجھکو بڑا احسان ہو گیا

آشنائی لذتِ زخمِ جگر طفلی سے ہوں
شیر کا قطرہ مرے سینے میں پیکاں ہو گیا

تا فلک پونہچا ہے ہر جوششِ سیلِ نمِ اشک
گم ہی ہونے پہ یہ قطرہ ایک طوفاں ہو گیا

لاکھ چاہا پر نہ نکلا سینۂ صد چاک سے
دردِ دل بھی آپ کی ملنے کا ارماں ہو گیا

لی ہائی مرگ کی نیند میں ہر اک طفلِ سرشک
گوشۂ دامن مرا شہرِ خموشاں ہو گیا

سیکڑون دن کھاتا تھی قسمین اعتبار آتا نہین
وعدۂ محبوب بھی اللہ کا ایمان ہوگیا

انگلیان اوٹھتی ہین جسمِ زار پہ شکلِ ہلال
جسقدر مین کم ہوا اوتنا نمایان ہوگیا

پرورش کرتا ہی میری آہ کس کس پیار سی
حلقۂ زنجیر آغوشِ عزیزان ہوگیا

پہونکتا ہی اک جہان سوزِ دلِ بیتاب سی
آفتابِ صبحِ محشر داغِ پنہان ہوگیا

گھر کیا دل مین حسینانِ جہان نی اسقدر
رفتہ رفتہ اپنا پہلو پرستان ہوگیا

التفاتِ عشق سی دل کی خرابی ہوئی ہی
یہ وہ گھر ہی جب ہوا آباد ویران ہوگیا

داغِ ناکامی غمِ فرقت جفای آرزو
ایک اس دل پر نہین کس کس کا احسان ہوگیا

اک بہار تازہ ہی رنگینیِ ادای یار سی
داغِ الفت سی مرا سینہ گلستان ہوگیا

قتل بھی ہو کر کیا دشمن کو بھی سرفراز
خون اپنا خلعتِ شمشیرِ عریان ہوگیا

اعتبارِ ظلم گویا انتہای صبر تھی
چار آنکھین جب ہوئین مین خود پشیمان ہوگیا

دی کبھی تکلیف صرصر نی کبھی برسات نی
مین چراغِ تربتِ گورِ غریبان ہوگیا

اس قدر روئی لپٹ سنگِ درِ دلدار کی
بدگمان آخر مری جانب سی دربان ہوگیا

انتظارِ یار مین امید نی مارا مجھی
پھر گیا جو دم دہن تک آ کی پیکان ہوگیا

۱۴
اب کہان تسلیم لطفِ صحبتِ جام و سبو
چند دن احسانِ وہ ای پیرِ مغان ہوگیا
مقطع

ہین اشارات مین سو سحر کی پہلو پیدا
بات کرتی ہی تری جنبشِ ابرو پیدا

ایک عالم پہ نہین حسنِ دورنگی تیرا
فتنہ آنکھون سی کبھی ہی کبھی جادو پیدا

یاد کس کی لبِ گلگون کی رولاتی ہی مجھی
صفتِ لعل ہین ہر آنکھ سی آنسو پیدا

چاہتا ہی دلِ سوزان ہوا اسیرِ کاکل
حسن کرتا ہی چراغِ شبِ گیسو پیدا

پیشتر مجھ سے مری نام نے پائے شہرت
گل بھی پیچھے ہوئی اس باغ میں خوشبو پیدا

گر چھپا مجھ سے تو کیا بہرِ نمائش صد جا
صورتِ رشتۂ تسبیح ہوا تو پیدا

مژدہ اے دل کہ بڑھی تیری تمنا کی جگہ
چاکِ پہلو سے ہوئی وسعتِ پہلو پیدا

سرمہ آنکھوں میں لگایا تو یہ سمجھے عاشق
عینِ وحشت میں ہی گردِ رمِ آہو پیدا

یہ وہی لب ہیں جو اعجاز کا دم بھرتے ہیں
انہیں آنکھوں سے کیا کرتی ہیں جادو پیدا

آبروئے روئے کی شبنم نے چمن میں رکھ لی
چشمِ نرگس میں ہوئے ہیں عجب آنسو پیدا

دردِ پہلو میں تپش دل میں غرض عالم میں
کچھ نہ کچھ کرتی رہی جنبشِ ابرو پیدا

پردۂ گل میں بھی پردہ دری نکہت کے
چھپ کے قطرہ تو ہوا اور وہ ہر سو پیدا

کیا کھوئے وصل میں ہم ان کی بدولت بیہوش
ہر ادا کرتی ہے کیفیتِ جادو پیدا

ہمسری کیا قدِ موزوں سے کرے گا یہ ہی
چال تو پہلے کرے سروِ لبِ جو پیدا

طائرِ جاں نے پے پروازِ عدم مقتل میں
اوڑ کے کرتا ہے پر تیر سے بازو پیدا

۳۲۱	نازِ اربابِ سخن کی نہ اوٹھی اے تسلیم مر مٹی جبکہ ہوا چرخِ جفا جو پیدا	۱۶

پھر مری جوشِ جنون کا چار سو چرچا ہوا
پھر جہان میں شورِ ہی تسلیم کو سودا ہوا

پھر وہی بندہ نوازی ناصحِ مشفق نے کی
پھر مری بالین پہ ہنگامہ وہی برپا ہوا

پھر قدم رنجہ کیا بہرِ خلش فصاد نے
پھر مجھے نشترِ زبان طعنۂ اعدا ہوا

پھر ہوئی پردہ دری شامِ مصیبت دیکھئے
پھر گریبانِ سحر کی طرح میں رسوا ہوا

پھر لیے جاتا ہے مجھکو دل حسینوں کی طرف
پھر کسی کی چاہنے کا حوصلہ پیدا ہوا

پھر سکھائی مجھکو بیتابی نے بجلی کی تڑپ
پھر مرا رونا بعینہٖ ابر کا رونا ہوا

پھر ہوا ہین نازبردار فریبِ عیش و غم / پھر برنگِ زخم خون شوق لگا ہنستا ہوا
پھر وہی بی اعتباری عشق نی بخشی مجھے / پھر مین اپنے وعدۂ محبوب کا شکوا ہوا
پھر محبت کی لن ترانی سنکی ہتا ہون خموش / پھر جدائی دیکھتا ہون دیر مین بیٹھا ہوا
پھر کھٹکتا ہی مری آنکھون مین سامانِ طرب / پھر بلائی جان خیالِ شیشہ و مینا ہوا
پھر مجھی سمجھا ہی کوئی بیخبر خواب و خیال / پھر بنا افسانہ مین تقدیر کا بھولا ہوا
پھر عدو سُن سُنکی خوش ہوتی ہین میری حالکو / پھر صدای خندۂ معشوق مین گویا ہوا
پھر برنگِ قیس جی وحشی ہوا آرامِ دل / پھر غزالِ وادیِ غربت سگِ لیلی ہوا
پھر سمجھتا ہون اجل کو حاصلِ عمرِ عزیز / پھر امیدِ التفاتِ مرگ پر جینا ہوا
پھر کسی کی انتظاری نی بنایا بت مجھے / پھر برنگِ چشمِ روزن چشم کا حلقا ہوا
پھر مجھی نازِ عدو وجہِ نیاز گو رہی / پھر بدولت آسمان کی خاک مین ملنا ہوا
پھر ہوا جامی سی باہر نکہتِ گل کی طرح / پھر کسی کی جستجو مین کو بکو پھرنا ہوا
پھر ہی کوئی بیخبر صورتِ نمای تجو دے / پھر کسی کے یاد مین ہون آپکو بھولا ہوا

۳۴ — پھر سکوتِ مدعا قفلِ لبِ اظہار ہی / پھر حیا کہتی ہین تسلیم تمکو کیا ہوا — ۱۶

خون ورلائی گا مجھی مہندی لگانا یار کا / رنگ لائی گا مقرر رنگ لانا یار کا
سر بکف دوڑا خوشی سی ہی سیم استقبال کو / ہائی جب مینی سُنا مقتل مین آنا یار کا
نزع مین نظارۂ دلدار کی فرصت کہان / ابتو یکسان ہی مجھی آنا نہ آنا یار کا
ناوک افگن ہی وہ مجھپر نالہ کش مین چرخ پر / ہی فلک میرا نشانہ مین نشانا یار کا
ٹھنڈی سانسونپر گمان ہو مہر کے ہی مجھی / کم بہانے سے نہین آنسو بہانا یار کا

مرگ کی باعث ہی یاد ہجر ہی بعد وصل
قتل کرتا ہی حیا سی سر جھکانا یار کا

ابھی غم تکلیف دوری تو ان ایسا نکر
عمر بھر مجکو ابھی ہی ناز اوٹھانا یار کا

حشر تک خوابیدگان خاک کا اوٹھنا محال
سو رہی ہین چین سی سنکر فسانا یار کا

آتش یاقوت رشک و عنبر ہوگئی
اک طلسم تازہ ہی مسّی لگانا یار کا

خاک میری وحشت غربت سی اوڑا لائی صبا
مرکے بھی کب جی نہ چھوٹا آستانا یار کا

گو بظاہر میری نظرون سی وہ پنہان ہوگیا
خاطر ناشاد سی مشکل ہی جانا یار کا

خوب ہو یا قبر مین جس دم چلی منکر نکیر
یاد آیا مجکو تنہا چھوڑ جانا یار کا

مدعی کو برق خرمن بزم عشرت مین ہوا
دیکھکر دزدیدہ مجکو مسکرانا یار کا

چھیڑتا ہی دیکھکر آشفتہ خاطر اور بھی
سر چڑہا ہی کسقدر زلفون کی شانا یار کا

حرف رخصت منھ سی نکلا شہپر طائر روح
مرگ کا آنا ہوا پہلو سی جانا یار کا

ایک تو محروم ہی تسلیم ورنہ روز و شب
چومتی رہتی ہی زلف یار شانا یار کا

کیا کرون اپنی غرض کو مین عجیبون سی ملا
تب کہین اوسکا پتا آج نصیبون سی ملا

ہر دوا مین اثر سم ہی گمان ہی مجکو
ملک الموت کہین ہو نہ طبیبون سی ملا

عام ہی دولت نظارہ دم محشر ہی
آج تو آنکھ شہ حسن غریبون سی ملا

ماتم مرگ ہوئی عید کی شادی مجکو
جب گلی دوڑکی وہ اپنی قریبون سی ملا

کارسازی تو بہت کی ہی سنی یا نہ سنی
شور فریاد مرا اوسکی نقیبون سی ملا

دشت مین پاس جب آیا تو بگولا آیا
عمر بھر مین انہین ہمرشتہ نصیبون سی ملا

مکتب عشق کی تعلیم نہ چھو تسلیم
جو ملا مجکو محبت کے ادیبون سی ملا

کیون وہان نہ غم سی چلا ہی قاتل نور کا
کیا زبان تیغ نی چاٹا ہی چہرہ طور کا

حشر مین ہی کشتگان عشق کی پرسش نہین
رہ گیا منصور کی گردن پہ خون منصور کا

اس طرح دنیا سی آیا گور تک مرگی مین
جیسی منزل پہ تہکا ماندہ مسافر دور کا

ساقیا مست الست ہون کیا دون بیکفی شراب
جا ہی دل پہلو مین شیشہ ہی می انگور کا

یاد آتی ہی بتون کی سرمہری کی ہی
کیا ہی مین جلتا ہون تم تاہی جب کافور کا

عالم اسباب ہی زینت اسباب حسن
پاک ہی آرائش شانہ سی گیسو حور کا

ہی امید وصل یاس نامرادی دور دور
دل مرا گہر ہی خیال شاہد مستور کا

اسقدر گہبراتی کیون ہو ٹہہر جائی تو جان
اور ہی دم بہر کا ہہرا عاشق رنجور کا

دنکو ہی ظلمت سیہ بختی کی میری کم نہین
ہو رہی ہی چاندنی دامن شب دیجور کا

مرگی ہی برہم مزاجون ہی میگا ربط کم
استخوان اپنا ہی نگا شانہ زلف حور کا

ہی کیا پہونکا مری فریاد نی سنگ جسے
دم بخود ہی صور مین نالہ زبان صور کا

مال ہو دی نوش کر بیخوف پرسش ہر مین
گہر بنا ہی لوٹنی کی واسطی زنبور کا

ہائی سہی ہمدردی الفت کہہ جب جانی لگی
تیرہ بختی نی لیا دامن شب دیجور کا

پیکتا ہی دیکہو ظالم کہ میری حال پہ
خون بہر لایا ہی دیدہ جوہر ساطور کا

کون ہی مہمان میری گہر مین کہ فیض حسن سی
رونق دیوار پر عالم ہی چشم حور کا

اسقدر نازک مزاجی نی مجہی کہینچا ہی دور
جانتا ہون نازاو ٹہانا کام ہی مزدور کا

نی غنیمہ چلتا ہی کچہہ ہواے وفا نہین
طور ہی میری چراغ دل مین شمع طور کا

تم ہو مثل قیس غم مجہ تیرہ قسمت کا کرو
خیمہ لیلی بنی دامن شب دیجور کا

کیون خوشی ہنستی ہی مجہ بیکسی پر نی ہی کہین
دل غنی کا ہون مین ارمان ہی ہر مقدور کا

عاشق ہین دونون یکسان ہے فقط اتنا ہی فرق
مین بتونکا شیفتہ دیوانہ زاہد حور کا

پانون جھیل جھیل کر ایسا بیٹھا ہی گُم قید مین
دیدۂ زنجیر اپنا دیدہ ہے ناسور کا

وہ خموشی آشنا ہون ہی محشر تک صدا
کاسۂ سر کو بنائین کاسہ گر تنبور کا

۳۶ اک بتِ پر نور ای تسلیم ہی پیشِ نظر
آنکھہ کا ڈورا نہین رشتہ ہی شمعِ طور کا ۱۴۳

اور کیا کا ہیدہ ہوتا لاشہ مجھ کمزور کا
سایہ ہی جای کفن مژگانِ چشمِ حور کا

گھلتے گھلتے شمع کی مانند آخر جل بجھا
منہ نہ دیکھا میری لاشی نی دہانِ گور کا

سوزشِ غم سی ہون مین افتادہ سراپا آبلہ
شیر کا ناخن مجھی ناخن ہی پای مور کا

دیکھنی کی صاف دل جلتی ہین شب بغض سی
خانۂ آئینہ مین حصہ نہ دیکھا چور کا

ضعف مین افتادگی زندان سی ہمکو کم نہین
طوق ہی گردن مین حلقہ موجِ آہ مور کا

بیکسون کو آج سونی کوئی آئیگا ضرور
بی سبب ہنسنا نہین میری چراغِ گور کا

ناتوانی نی جگہ دینی توان کی آنکھہ مین
میلِ سرمہ ہی تن کا ہیدہ چشمِ مور کا

کیا کری شکوہ مری عجزِ محبت کا کہ مین
بن گیا ہون آبلہ بھی دہانِ گور کا

ناتوان ہون کہ زیرِ خاکِ مدفن بعد مرگ
بار ہی سایہ مجھی مژگانِ چشمِ مور کا

کوئی صدمہ ہی نہ کا شکوہ زبان تک آ گیا
مین لبِ تصویر ہون گو غم نہین ہی شور کا

کھینچ لایا فاتحہ خوانی کی حیلی سی انہین
نقشِ محبوب ہی ای اجل تعویذ میری گور کا

وصف مین اونکی دہان و لب کے کیا کھولی زبان
نطق کا دم آتا نہین یان پہ کشتی زور کا

۳۷ تیرہ دل کو نفع کیا تسلیم شعرِ صاف سے
دیکھنا بیکار ہی آئینہ چشمِ کور کا ۱۱

هدفِ ناوکِ نظر نہوا
آہ ٹکڑے سے کبھی جگر نہوا

کر چکے چارہ گر مسیحائی
درد منت کشِ اثر نہوا

لاکھ فریاد کی مگر وہ شوخ
پوچھنا ایک طرف خبر نہوا

مہر نکلا ہی کیا چمک کر حیف
یار اس وقت بام پر نہوا

دیکھ لے مہربانیِ قاتل
ایک سے بھی زخم کارگر نہوا

اوغمِ ہجر اور کیا کہیے
حیف اب تک لہو جگر نہوا

آفرین باد تجھکو محرومی
اثرِ نالۂ سحر نہوا

تشنہ جانے نے کچھ اور کر تدبیر
آبِ خنجر سے حلق تر نہوا

ہوں وہ افسردہ سنگِ مدفن سے
گرم ہنگامۂ شرر نہوا

کاش فرقت میں دم نکلجاتا
بارہا چاہا بیشتر نہوا

۳۸
سجدۂ بت کی واسطے تسلیم
ہای پای طلب سے بھی سر نہوا
۱۱

آئینہ رو کی یاد میں ٹکڑے جگر ہوا
مجھکو ہلالِ تیغ ہلالِ صفر ہوا

کس درجہ تھی مجھے بھی اسیری کی آرزو
نوچا کیا جو قابلِ پرواز پر ہوا

دیکھیں شبِ فراق گذرتی ہی کسطرح
دن تو فریب وعدہ میں اید ل بسر ہوا

پیری میں لیچلی ہی قضا جانبِ عدم
جب دست و پا تھکے تو ہمارا سفر ہوا

اندھا بنا دیا مجھے جوشِ سرشک نی
نورِ نظر ہی دشمنِ نورِ نظر ہوا

ملتا نہیں وصال میں اب کیا علاجِ مرگ
جینا تو ہجر میں تری امید پر ہوا

جوڑا جو کھل گیا نہ اوٹھی فرطِ ناز سی
آخر کو بارِ زلف وبالِ کمر ہوا

بعد فنا بھی ہین ہی آتش مزاجیان
نخل چنار سبز مری خاک پر ہوا

اپنی بہی ہو حصول تمنا محال ہے
دریا سی آج تک لب ساحل تشنہ ہوا

١٣٩
تسلیم کین اگرچہ عرض ہزیان تو کیا
حاصل نہ اس زمین مین کوئی شعر تر ہوا
١٣

مرکی بھی برسون خیال اسباب کا آیا کیا
ہین لب شیرین پہ اونکی زہر کیون کہایا کیا

بکتے بکتے ہو گئی تھی اسقدر بکنے کی خو
مدتون ناصح مجھی ناحق بھی سمجھایا کیا

لی اجازت لی لیا تھا ایک بوسہ خواب مین
مرتے دم تک مجھسی پھر اشوق شرمایا کیا

یار کیا صدمی خیال یار بہی دیتا رہا
روز جوش بیخودی مین مجھکو ترسایا کیا

کار فرما جب تلک تھی نوجوانی کی امنگ
کیسے کیسے تنگ جوش آرزو لایا کیا

کس قدر تھا ننگ ہستی مین کہ میری قتل پر
استخارہ اونکو واجب عمر بھر آیا کیا

وای قسمت وصل کی شب حرف تسکین یار سے
صبح تک سنتا رہا اور دل مین گھبرایا کیا

جستجو گم گشتگی کا عمر بھر جھگڑا رہا
روز دل کھویا کیا ہین روز وہ پایا کیا

غیر کی بیمایگی کا درد پوچھو آنکہ سی
دیکھکر دامن کو خالی اشک بھر آیا کیا

کچھہ تو تیری نازنی سمجھا دیا تھا ورنہ کیون
مدعی بنکر مرا دل مجھکو دھمکایا کیا

غیر کا احسان بہی کام آیا نہ سوز عشق کے
حشر تک پانی لحد پر ابر برسایا کیا

اف ری بیتابی کہ مین ہر روز اوسکی تلک در
شوق مین جایا کیا مایوس پھر آیا کیا

١٤٠
حشر مین تسلیم اوسکا ظل رحمت چاہیی
ابر تر نی جسکی سر پر دھوپ مین سایا کیا
١٤١

پیام مرگ جو پیغام پر عتاب ہوا
جواب نامہ سے مجھ نامی کا جواب ہوا

مٹا حباب کی صورت تو بحر آب ہوا | بنا ہین خوبی قسمت سے جب حباب ہوا
بجھا دیا عرق شرم کی تلاطم نی | مری سبب سے جہنم کو بھی عذاب ہوا
شکست توبہ کی لہر آئی دیکھکر دریا | حباب بھی مجھی پیمانہ شراب ہوا
شب فراق مین کوئی نظر نہین آتا | خیال یار بھی آنکھونکو میری خواب ہوا
نگاہ مست سی دیکھا جو اوسنی دریا کو | حباب مین اثر ساغر شراب ہوا
مثال ہی نہین عمر خضر سی دی ہینی | تمہاری زلف کو ناحق ہی پیچ و تاب ہوا
وہ دیکھتی ہین مجھی مین کفن مین ہون روپوش | ادہر نقاب جو اوٹھی ادہر حجاب ہوا
ہوا نہ دوست مرا وہ کبھی بھی دشمن سے | یقین کیا ہو زمانی مین انقلاب ہوا
ابھی سی نام خدا کم سنی یہ آفت ہے | جہان مین ہم نہین ہونی کی گر شباب ہوا
فنا ہی ساتہ قیام جہان فانی کے | حباب کیا لب جو بیٹھکر خراب ہوا
دکھایا منہ نہ مسیحا نی آج تک پھر کر | دم اجل جو مری درد سی حجاب ہوا

۴۱ نہ سوئی چین سی ہی تسلیم کنج مدفن مین
بلای جان ہمین مرکر بھی اضطراب ہوا ۱۴

آگی بیٹھا ملک الموت یہین سیدہا اوٹھا | مجھسی دم بھر بھی اجل کا نہ تقاضا اوٹھا
تھا وہ سرگشتہ کہ سنکر خبر مرگ مری | خاک اوڑانی کی لیی سر پہ بگولا اوٹھا
خاک اوڑائی لب ساحل جو تری مجنون نی | بدلی گرداب کی دریا مین بگولا اوٹھا
ضعف سے صفت نقش قدم توڑ کی پاؤن | جس جگہہ بیٹھہ گیا پھر نہ اوٹھایا اوٹھا
تھا وہ ناکام سر چرخ دعا کی خاطر | بھول کر بھی نہ کبھی دست تمنا اوٹھا
سنکی پھر بھی لب پر شور کی افسانی کو | نہ رہی تاب دل عدو کو چلا اوٹھا

خارِ صحرا کو ہوا بارشِ نیسان کا خیال | جس گھڑی سیر کو مین آبلہ فرسا اوٹھا
عاشقی مین بھی ہی مشہور ہی معشوق مزاج | نازِ بیجا نہ کبھی ہمسے کسیکا اوٹھا
تم نہ آئی دلِ محروم تمنا آخر | بیٹھی بیٹھی شبِ تنہائی مین گھبرا اوٹھا
ہون وہ شوریدہ کہ دم سی مری ہر محفل مین | بیٹھتی بیٹھتی سو طرح کا فتنا اوٹھا
چشمِ مجنون کو ہوا محملِ لیلی کا گمان | جب کوئی وادیِ وحشت مین بگولا اوٹھا

دلِ گم گشتہ اگر تھا تجھی بیمار التسلیم
پاس کیون اوس بتِ عیار کی بیٹھا اوٹھا

قریب کام سحر ہی وقت پہ نہین آتا | بجھانی دل کی لگی کو جگر نہین آتا
کہان گئی جو عیادت پہ جان دیتی تھی | مزار مین کوئی لینی خبر نہین آتا
حجاب دیدۂ نرگس سے باغ مین نکرو | یہ دیکھنی کی ہین آنکھین نظر نہین آتا
لحد کو نشۂ دولت مین بھولی ہین منعم | خبر نہین کہ وہان کام زر نہین آتا
جہان مین صورتِ تصویر ہون سراپا خوب | مگر یہ عیب ہے کوئی ہنر نہین آتا
وہ شمع ہون کہ جلاتی ہین دوست دشمن سب | کسی کو رحم مری حال پر نہین آتا
حیا ہوئی سببِ توبہ جفا شاید | کہ تیرِ ناز کوئی تا جگر نہین آتا
خیالِ گریہ جبھی تک ہے ابر و طوفان کو | کہ اشکِ دیدۂ تر جوش پر نہین آتا
جو بوسہ دو لبِ جان بخش کا تو احسان ہے | وگرنہ قرض مرا آپ پر نہین آتا
تبِ فراق ابھی ہی جلا چکی شاید | کہ دم کی ساتھ وہ دودِ جگر نہین آتا
سُنا کی پاس کی باتین نہ جیتی جی کا مجھے | فرشتہ موت کا ہی نامہ بر نہین آتا
خیالِ خام ہی اپنی سے مستفیض ہونا | صدف کے کام نیسان گہر نہین آتا

غضب کے بلبل بیکس سے پڑ گئی ہے ضد | چمن کو چھوڑ کی صیاد گھر نہین آتا
اجل خفا ہے فلک مدعی زمین دشمن | مرا جہان مین کوئی نظر نہین آتا
ہنسا ہمین کیا تری اٹکھیلیان مجھی کہ ہنوز | تجھی وہ ناز نسیم سحر نہین آتا
قفس مین تھی یہ رہائی سے ہمین بلبل کو | کہ آشیان مین ہی باور مگر نہین آتا

ابھی سے کیا کرین دعوی شاعری تسلیم
یہ کام وہ ہے کہ جو عمر بھر نہین آتا

بیحجابانہ ہے کیف جوش مستانہ مرا | چومتا ہے لب مری مستی مین پیمانہ مرا
تاب روی آتشین سے داغ ہوتا ہے ہرا | سبزہ بر لاتا ہے سوز شعلہ سے دانہ مرا
جیتے جی گمنام مجبور کر دیا تقدیر نی | مجھسے پہلے اوٹھ گیا دنیا سے افسانہ مرا
جلوہ گر ہے ربط حسن و عشق بزم عیش مین | شمع تیری ہمنشین دلسوز پروانہ مرا

ناز اوٹھاتا ہون کس کس ناکس کے اے تسلیم مین
اب کہان اگلا مزاج میرزایانہ مرا

دل ہے مفتون بت ستمگر کا | شیشہ دم بھر رہا ہے پتھر کا
عشق زندان ہے زندگی ہے مری | آب و دانہ ملا ہے گوہر کا
سخت جانی کے کشمکش دیکھو | دم سماتا نہین ہے خنجر کا
کیون اکڑتا ہے سرو قد کے حضور | یہ بھی اک گل ہے کیا برابر کا
رند ہون چاہتا ہون عالم مین | اوج ساقی کا دور ساغر کا
نہ لگائے گا پھر گلے کو سے | میری دم تک ہے ناز خنجر کا
پردہ پوشی روا ہے اشک نی کی | ہائے ری پاس دیدہ تر کا

صورتِ نقشِ پا ہون خاک نشین | شوق بالین کا ہے نہ بستر کا
برق لائی کہان سی بیتابی | سب یہ صدقہ ہی جانِ مضطر کا

۴۵ حالِ تسلیم کیون نہین سنتے
کیا کوئی شکوہ ہے مقدر کا ۱۱

اللہ ری احسان ستم ضبطِ زبان کا | ہونٹھون نی مری خواب بھی کچھ نہ بیان کا
کیون یاس سی تکتا ہی تو منہ ضبطِ نہان کا | ای نالہ بیتاب ارادہ ہی کہان کا
سرمستِ ازل کو نہین کھٹکا رمضان کا | کیا روزہ ہو پنبہ کسی شیشی کی دہان کا
جز نام نشانِ تنِ لاغر نہین رکھتا | مجبر ہی پڑا سایہ تری موی میان کا
تصویرِ خیالی ہی نظر آئی گا کیونکر | تن نام رکھا ہی مری کاہش نی گمان کا
کیونکر ہین شبِ وصل مین خوش ہو کہ دمِ صبح | دلبرا بھی ہونا ہی ستم شورِ اذان کا
چٹکی سی بیان کر خبرِ رخصتِ گل کو | گلچین کہین بلبل نہ سنی نام خزان کا
کیون ڈہونڈتی ہین مستِ وعدہ مین مجھے احباب | گو مین ہی باہر ہی پتا میری مکان کا
محروم رکھا وصل سے تکرارِ عبث نی | لو صبح ہوئی آ ہی گیا وقت اذان کا
برباد مجھی رکھتی ہی کیون گردشِ تقدیر | عنصر مین مری دخل ہی کیا ریگِ روان کا

۴۶ دم بھر بھی نہین ہی کبھی اک حال پہ تسلیم
چہری کا مری رنگ بنا رنگ جہان کا ۱۲

سے ترے ماتمکدہ گلشن ہوا | خندۂ گل نالۂ شیون ہوا
ہو گیا صد چاک بی دستِ جنون | اپنا دامن صبح کا دامن ہوا
سر ہو تا رقص مین قاتل کی آہ | آج میرا طوق سنے گردن ہوا

حیف ہے او بے وفا نا آشنا / تو بھی میرے جان کا دشمن ہوا

پھر نہ اوٹھی ضعف سی مانند اشک / ہم جہاں پر گر پڑی مسکن ہوا

کچھ نہ تھا جب تک ہمیں الفت تھا / پیار جب کرنے لگے بد ظن ہوا

دیکھتے ہی زخم دل کے کھل گئے / چشم بد بین دیدۂ سوزن ہوا

تیرگی ہے شعلہ رویوں کا مآل / شمع کے بجھنے سے یہ روشن ہوا

کیا کہیں سوز محبت بعد مرگ / خاک جل کر سبزۂ مدفن ہوا

وقت گریہ اشک ٹپکی اس قدر / اپنا دامن ابر کا دامن ہوا

دیکھنے جب دیکھتا ہی یار کو / آنکھ میرے دیدۂ روزن ہوا

مثل طفل اشک عریاں ہی رہے / ہم پہ کب احسان پیراہن ہوا

ایک عالم ہے شہید تیغ ناز / آفت جان یار کا جوبن ہوا

اور بھڑکے اوٹھی سی دل کی لگے / آب گریہ آگ پر روغن ہوا

جس جگہ عکس رخ روشن پڑا / ذرہ ذرہ شعلۂ ایمن ہوا

کیوں نہو ترک محبت غیر سے / تو بھلا کب تابع پر فن ہوا

گر نہیں تسلیم عشق شعلہ رو / سوز غم سے سینہ کیوں گلخن ہوا

جب بہار آئی کی بلبل کا وطن جل جائیگا / آتش گل بھڑکی کی سارا چمن جل جائیگا

گر یہی سوز محبت بعد مردن بھی رہا / جسم تک اپنی نیائی کا کفن جل جائیگا

سوز دل میرا نہ لکھنا شعلہ سی نامہ بر / مفت میں تیری زبان تیرا دہن جل جائیگا

دست نازک کو ابھی تکلیف آرائش نہ دو / آتش رنگ حنا سی جان من جل جائی گا

ضبط کرنا آہِ آتشناک کا اچھا نہین
استخوان مانندِ شمعِ انجمن جل جاییگا

سوختہ قسمت ہی ای قاتل اگر برسیگا ابر
سبزۂ گورِ شہیدِ خستہ تن جل جاییگا

عکس سی آتشین رخ کے آئینہ بھی ایکدن
دیکھتی ہی دیکھتی ای سیمتن جل جاییگا

سوزِ غم سی ہون سراپا شعلہ ہاتھ تو باندہ
دم مین ظالم حلقۂ تارِ رسن جل جاییگا

یہ تو کیا وہ سوختہ قسمت ہون ہوگا اگر
چادرِ آبِ روان کا پیرہن جل جاییگا

کیون مین کرتا نوجوانی مین عبث سیانِ عشق
کیا خبر تھی دیکھکر چیخ کفن جل جاییگا

تابِ رخ سی شعلہ بھی محفل جو آئیگا قریب
صورتِ پروانہ شمعِ لگن جل جاییگا

ان بتونکو بیمروت بیوفا مین کیا کہون
آگ بجھائیگا سنگِ برہمن جل جاییگا

پیچدہ چوٹی ہی جسکے تصویرِ شیرین کی تہا
مثلِ شمعِ کشتہ خونِ کوہکن جل جاییگا

اپنی خونِ گرم کی چھینٹی شرر سی کم نہین
کوچۂ وامق سنا ای ہمنشین جل جاییگا

میری سوزِ عشق کی کھاتا تو ہی جھوٹی قسم
منہ ترا اک دن ای بت پیمان شکن جل جاییگا

چمکیگا ہنگامہ میری داغِ سوزِ عشق کا
قد سراپا صورتِ نخلِ کہن جل جاییگا

دیکھکر دندان و لب کو تیری شرم و رشک سی
پانی پانی ہوگا در لعلِ یمن جل جاییگا

ای جنون جس دشت مین گرم رو ہونگا مین آتش قدم
جادہ مثلِ تارِ شمعِ انجمن جل جاییگا

کچھ تو آہِ گرم سی کم ہوتی ہی دل کی جلن
غم نہین فرقت مین [illegible] جل جاییگا

لکھی ہی تسلیم ہمنی نوکِ شعلہ سی غزل
دیکھکر بد بین یہ اندازِ سخن جل جاییگا

چارہ سازِ زخمِ دل وقتِ رفو رونے لگا
جی بھر آیا دیدۂ سوزن لہو رونے لگا

بسکہ تھی رونی کی عادت وصل مین بھی یار سی
کہکی اپنا آپ حالِ آرزو رونے لگا

ہجر میں اوس سرو قد کی جب گیا گلشن کو میں — بیٹھکر تنہا قریب آبجو رونے لگا

صدمہ یہ جی سے ساقی نہ اوٹھا بزم میں — جی بھر آیا دیکھکر خالی سبو رونے لگا

خندۂ زخم جگر نے دل کو کھایا اور ابھی — جس گھڑی ٹوٹا کوئی تارِ رفو رونے لگا

آگیا زاہد کو بھی زہدِ ریائی کا خیال — سر سے اپنی توڑ کر ظرفِ وضو رونے لگا

نبض تک بیمارِ الفت کی ابھی دیکھی نہیں — ای مسیحا جیتی جی کیون مجکو تو رونے لگا

تھا مصیبت آشنا بعرضِ مطلب حشر میں — جاتی ہی فریاد کرکی روبرو رونے لگا

ہای کیون شرمِ وفا تا تیغ بخشِ دل ہوئی — قتل کرکے مجکو یارِ جنگجو رونے لگا

کیا اثر اولٹا تھا میری سرگذشتِ عشق کا — دوستون نے ہنس دیا سنکر عدو رونے لگا

تھا عدم میں کھینچ لایا آب و دانہ جب یہان — دیکھکر بیچارگی ہی چار سو رونے لگا

کیا کہون نظارۂ سنبل نے کیا تکلیف دے — یاد آئی تیری زلفِ مشکبو رونے لگا

ہون ہوا خواہِ اسیری جب نظر آیا ہلال — مین سمجھکر ایک طوقِ بگلو رونے لگا

۴۹ — آگیا کعبے مین جب محرابِ ابرو کا خیال — بیٹھکر تسلیم خستہ قبلہ رو رونے لگا — ۱۶

آتی آتی آہ سی دل سوی لب سی پہر گیا — تو وہی پہر کی وہین بیتاب ہو کر پہر گیا

گردشِ تقدیر بہی ہمراہِ بیتابی رہے — شوق لایا بارہا محروم اکثر پہر گیا

اسقدر تکلیف بہرِ پندِ بیجا کیا ضرور — سنتی سنتی ناصحا جی پک گیا سر پہر گیا

سخت جانی نے کیا شرمندہ قاتل سے مجھے — دم چرا کر رہ گئی شمشیر خنجر پہر گیا

بحث کرنے کو جو آیا بام پر وہ ماہِ حسن — فرطِ غیرت سے رخِ خورشیدِ انور پہر گیا

کسقدر غفلت فزا تہا خوابِ آغوشِ مزار — ہم نہ چونکی آکی سر پر شورِ محشر پہر گیا

مجھسے فیض عام مین بھی بخل ساقی ہی رہی
جب مری نزدیک آیا لی کی ساغر پھر گیا

حوصلہ کیا کیا تھا عیسے کو لیکن شکر ہی
سنکے اعجاز لب جان بخش دلبر پھر گیا

کھنچ رہی تقدیر سے توڑین جو مینے بیڑیان
میری پھرنے کی لیے مجھسے مقدر پھر گیا

گر پڑا نامہ کہین یا بھول آیا خط شوق
کیا کہون کیون دیکھکر مجکو کبوتر پھر گیا

میری ترسانی کو عہد وصل بھی کچھ کم نتھا
جب یقین آنے لگا مجکو ستمگر پھر گیا

فہم مین آتا نہین کیون آج میری خاک پر
چند قطری اشک کی ظالم بہاکر پھر گیا

جب ملی جھک کر گلی شمشیر قاتل رو دیا
آنکھ مین طرز تپاک اہل جوہر پھر گیا

بوسۂ لب تا لکجا کچھ اور رخصت دیجئی
ذائقون سی شہد کی ال بندہ پرور پھر گیا

تھا فریب اشک سی تاثیر آب خضر مین
چشمۂ حیوان تلک آکر سکندر پھر گیا

رخصت ای دربان اگر آئی تو کہنا یار سے
آج بھی تسلیم آکر تیرے در پر پھر گیا

سکوت غیر سی سوز جگر بیان ہوگا
زبانہ شمع لحد کا مری زبان ہوگا

فریب عشق پس مرگ بھی عیان ہوگا
مرا فسانہ نبنے کا تری زبان ہوگا

نہ مرنی دی کی تمنا ہی وعدۂ جانان
فریب خضر سے مجھے عمر جاودان ہوگا

دکھائی گی سحر ہجر حشر کی سامان
صدای صور سے مجھے نالۂ اذان ہوگا

لحد مین داغ دکھائین گی جلوۂ مہتاب
مرا کفن مری آغوش مین کتان ہوگا

پس فنا یہ جفائین سبھے نمانون گا
تہ زمین لحد کو سئے آسمان ہوگا

گھڑی گھڑی نئی رولا چارہ گر کہ پھر مجکو
نصیب خندۂ زخم جگر کہان ہوگا

بلا نصیب ہون کیا مہر کی کہون امید
خلاف ہوگا فلک بخت بدگمان ہوگا

جرس کہاں ہے بیابان میں جو طرف نالان
مری طرح کوئی گم کردہ کارواں ہوگا

جلا کی شمع جلاؤ نہ پتنگے کو مری
گروہ غم کہ لب گور نوحہ خوان ہوگا

لگا میں لاکھ نہ چھٹی خدا سے ڈر کیا ہے
گواہ عذر مرا چاہ تو بہتان ہوگا

گھڑی گھڑی نہ قسم لی کہ سچ بتا ظالم
مرا گمان ہی تری طرح بدگمان ہوگا

عدو نصیب ہے کیونکر کہوں پھر آئی گی
مری دعا کا مرا بخت پاسبان ہوگا

وہاں بھی شوق میں پائی طلب تکا کہیں
بتا دی عرصۂ محشر میں تو کہاں ہوگا

صنمکدہ ہو کہ ہو کعبہ ہم تو عاشق ہیں
کرینگی سجدہ ترا نقش پا جہاں ہوگا

چھپاتی کیوں ہو تہ خاک یوں نہیں ہی تو
کوئی تو لاش غریبان پہ نوحہ خوان ہوگا

لحد میں بہلی گا کیا خاک دل وحشی
نہ رازداں کوئی ہوگا نہ ہمزبان ہوگا

مجھی اسیر کیا ہی تو پھونک دی صیاد
جو میں نہ ہونگا تو پھر کیا یہ آشیان ہوگا

مزار پر مری لاؤ نہ پھول کی چادر
مرا چراغ لحد مجھ پہ گلفشان ہوگا

۵۱ خبر کسی ہی جو دلپر گذر گئے تسلیم
مرا فسانہ مری بعد کیا بیان ہوگا ۵

غم نہیں گر ستم کاوش خنجر دیکھا
آرزو رہ نہ گئی موت کو مر کر دیکھا

ایک صدمہ کے سہی دینی میں تامل اتنا
بس ترا حوصلہ او چرخ ستمگر دیکھا

ہجر میں پیرہن ہی دیکھکی ٹپکے آنسو
جی بھر آیا کوئی لبریز جو ساغر دیکھا

ان حسینوں سی ہی ملنی کی تمنا بیکار
میں نہ کہتا تھا تجھی او دل مضطر دیکھا

۵۲ مجکو ندی پہ تری آتا ہے رونا تسلیم
نیکدی میں عوض نقش قدم سر دیکھا ۱۱

کیا کیا فریبِ گریۂ بیتاب بہر تھا
دیکھا تو صبح کو سرِ مژگان بھی تر نہ تھا

بلبل نے بخیۂ تارِ نفس سے کیا نہ کیون
چاکِ قبای گل کوئی زخمِ جگر نہ تھا

باغِ جہان مین سرو چراغان کی طرح مین
وہ نخل تھا جو موسمِ گل مین بھی تر نہ تھا

کیون سنکی شعلۂ غضب اتنا بھڑک اوٹھا
ذکرِ وفا تو شکوۂ سوزِ جگر نہ تھا

بھڑکا رہی ہی آتشِ غیرت کو بوی زلف
کیونکر کہون کہ زانوی دشمن پہ سر نہ تھا

آوارگی مین عمرِ دو روزہ گذر گئی
اپنا کہین غبار کی مانند گھر نہ تھا

کیون سنکی وو دیی مری آمد وہ بزم مین
مین کچھ تو یہ مرگِ عدو کی خبر نہ تھا

طی کی برنگِ شمع رہِ منزلِ عدم
کوئی سوای سوزِ جگر ہمسفر نہ تھا

کاہش نی بی نشان مجھے کس لیے کیا
نقشِ دہن مین تھا رگِ موی کمر نہ تھا

کیون زخم ہنس پڑی لبِ سوفار کی طرح
پیغامِ وصلِ یار خدنگِ نظر نہ تھا

۵۳
تسلیم بات بات پہ قول و قسم ہی کیون
ایسا تو بدگمان تو کبھی پیشتر نہ تھا
۳۲

بی تعلق ستمِ دہر سے آزاد آیا
سنگِ طفلان نہ کبھی تا سرِ شمشاد آیا

بدگمانی یہ بڑھی ہی ستمِ دشمن سے
اپنی سایی کو سمجھتا ہون کہ جلاد آیا

تھا وہ آزاد کہ حسرت ہی اسیری کی رہی
دھوکی دی دی کی مجھی باغ مین صیاد آیا

تو ہی ای مرگِ عدو باعثِ احسان ہو جا
چھیڑنی پھر مجھی ہنگامۂ فریاد آیا

کیون پشیمان ہی مری نام کو سنکر ظالم
کیا کوئی عہدِ وفا ہی کہ تجھی یاد آیا

صحبتِ روح بھی تھی ننگِ تجرد مجکو
صورتِ قالبِ تصویر ہون آزاد آیا

شادیِ مرگ سی بھولا غمِ ہستی دل کو
نغمہ خوان مین ظرف خانۂ جلاد آیا

کسقدر شوق شہادت نے کیا ہی بیہوش
آپ جلاد سی کہتا ہون کہ جلاد آیا

کیا عداوت تھی کہ جب دام مین لائی قسمت
دیکھتا ترچھی نظر سی مجھی صیاد آیا

خندہ تہا وقت ولادت مرا مردون گریہ
خوش عدم سی مین کیا دہر نا شاد آیا

بی سبب آنکھ نہین پڑتی ہی خنجر پہ تری
پھر کوئی آج فراموش قضا یاد آیا

قد شعلہ کبھی منت کش پوشاک نہین
زیب ظاہر سی بری حسن خداداد آیا

سبب مرگ ہوا چھیڑ کی زخم دل آ
چارہ گر کاہی کو آیا کوئی جلاد آیا

دعوی خون بھی ادب سے نہ زبان تک لائی
کیا فسون حشر مین پڑھتا ہوا جلاد آیا

دہن زخم مین حسرت سے بھر آیا پانی
بوسۂ تیغ ستم کا جو مزا یاد آیا

ماتم عاشق ناشاد کیا شیرین نی
کام آخر اثر تلخی فرہاد آیا

قید مین ہی حوصلۂ آہ کو روتا ہون مین
تنگی کنج قفس دیکھ کی دل یاد آیا

نیک طینت کو نہین صحبت بد سے چارہ
دامن روح سی لپٹا ہوا ہمزاد آیا

توسن عمر روان تیز قدم تہا کتنا
اک تراری مین قریب عدم آباد آیا

زحمت کشمکش جوش جنون کیا کہیی
تا صبح اوٹہا نہین بالین سے کہ فصاد آیا

عہد پیری مین ہین آغاز جوانی کی گلے
قصۂ شام مجھی وقت سحر یاد آیا

دہن زخم سی طعنے نہ سنون مین کیونکر
غیر کی ہنسکی زبان نشتر فصاد آیا

کیا بری ہوتی ہی مرنی کی تمنا ظالم
سر بکف آپ مری سامنی جلاد آیا

بی سبب شورش بیخبر نہین حشر کی دن
فلک پیر کو پھر چرچۂ ایجاد آیا

کسقدر سخت فراموش ہی ہستی میری
ظلم جب اتنی کیے شکر خدا یاد آیا

نیند آئی نہ کبھی امن مدفن مین مجھے
تیری پہلو مین جو سونے کا مزا یاد آیا

وہ ہوا خواہ قضا ہون کہ عدم سے چھپ کے
سایۂ تیغ مین تا خانۂ جلاد آیا

ماتم عاشق ناشاد کی شادی دیکھو
سرخ پوشاک مین کر ستم ایجاد آیا

بگڑی تقدیر کی تقدیر سے بنتی دیکھی
غیر کی ضد سے مری گھر وہ پریزاد آیا

تھی وہ آفت تری تصویر کہ چہرے کے عوض
آہ کھینچی جو کبھی ہوش مین بہزاد آیا

تیری محفل ہوئی تعلیم گہ سوز مجھے
شعلۂ شمع نظر سیلی اُستاد آیا

بیت — نکہت گل کیطرح باغ جہان مین تسلیم
خانہ بر دوش گیا صورت آزاد آیا — ۱۷۱

سلامت کون پھر کر کوی قاتل سے یہان آیا
کوئی بسمل کوئی مجروح کوئی نیمجان آیا

وہ ہون دلسوختہ جب دم قریب شمع جا نکلا
اوٹھا تعظیم کو شعلہ گلے ملنے دھوان آیا

کفن سے مجکو بوے پیرہن یوسف کی آتی ہی
طواف قبر کو کسکا غبار کاروان آیا

بتاؤن کیا اثر کیطرح گر پوچھے کوئی مجھسے
غرض کیا ہی کہ جاتا ہون کہین سے آ کہان آیا

خیال خاکساری عالم بالا سے بالا تھا
زمین سمجھا کیے زیر قدم جب آسمان آیا

نکالی شمع بزم دوست نے آکے گرمیان مجھسے
شرر کی طرح کچھہ دم کی لگی تھی مین یہان آیا

جنون مین بھی لیا احسان نہین سے اہل رفعت کا
ہمیشہ طوق بن بنکر ہلال آسمان آیا

رہا قفل ادب فکر دہان یار مین لب پہ
طبیعت پیچ کھائی یاد جب موے میان آیا

کمال ضعف نے ہمجنس کو تکلیف احسان دے
اوٹھانے نعش بعد مرگ مور ناتوان آیا

محبت ہے جو نوخیزون سے اکثر وحشت غیبت مین
خضر جب سامنے آیا مرے بنکر جوان آیا

کرے گو ذبح بھی کوئی تو منہ سے کچھہ نہین کہتا
عدم سے ہو کے ہستی مین مثل ماہی بے زبان آیا

گرفتار اسیری مین تھا بعد رہائی بھی
قفس یاد آ گیا جسدم قریب آشیان آیا

وہ رندِ صاف مشرب ہون جب آئے ہوئی کہا	در میخانہ تک لینے مجھے پیرِ مغان آیا

سحر سے منتظر بیٹھی ہو جو اس رہِ جانان میں
۵۵ سمجھتے ہو تم اے مصحفی کیا قول پیمان آیا ۱۲

وصل کی شب وائے رسمِ حرمان میں رہا
صبح تک میں آتشِ شوقِ فراوان میں رہا

ایک دم بھی نہیں صیاد و گلچین سے اگر
کیا مزا رہنے کا پھر بلبل گلستان میں رہا

مر گئے لاکھون شہیدِ ناز کچھ پروا نہیں
وہ تماشائی ہلالِ عیدِ قربان میں رہا

چھوڑ کر ہوتا ہے رسوا دستِ وحشت کو غضب
اے جنون اب کیا مرے جیب و گریبان میں رہا

شکل دکھلائی نہ طفلِ اشک نے مر گئے
دیکھتے کب تک تو آغوشِ مژگان میں رہا

زخمِ تن میں ہنس کی بہلایا کئی قاتل کی
عمر بھر میں نازبرداریِ پیکان میں رہا

صبح سے تا صبح رویا ہون فراقِ یار میں
روز و شب کا فرق میری چشمِ گریان میں رہا

تیری لب کے سامنے پایا فروغِ قدر کیا
لعل آخر شرم سے جا کر بدخشان میں رہا

کب جہان میں فارغ ہے پست و بلندِ دہر سے
چاہ سے نکلا جو یوسف کنجِ زندان میں رہا

زخم کی بیٹھی سے نکلی پیرہن ہی ہو گیا
شورِ الفت خندۂ چاکِ گریبان میں رہا

بعدِ مردن بھی ہے تکلیفِ ہستی عشق میں
بنکی میں فکرِ وفا بزمِ حسینان میں رہا

ہو گئی حیران کس توقع پر دلِ امیدوار
آج تک تیری فریبِ عہد و پیمان میں رہا

اختلاطِ شمع و پروانے نے پھونکا اور بھی
شعلہ زن داغِ تمنا ہر رگِ جان میں رہا

سونگھ کر میرا گریبان کہتا ہے وہ بدگمان
سچ بتا تو پاس کس گل کی گلستان میں رہا

کام تمام کر چکی بیماریِ عشقِ بتان
میں غریب نسخہ و تاثیرِ درمان میں رہا

ہو رہی یاسِ وفا اے مہدی شرمِ آرزو
ہر نفس ہمراہیِ عمرِ گریزان میں رہا

کیا پڑھے ہے اشعار تسلیم جگر افگار نے
شور تحسین ہر طرف بزم سخنداں میں رہا ۱۱

وصل میں کیا غرض غم کا سلسلہ جاتا رہا	یہ گلہ کم ہے کہ میرا ہر گلہ جاتا رہا
دور ہی آپ کو بیٹھی اگر آکر قریب	فاصلہ پیدا ہوا جب فاصلہ جاتا رہا
ہمسفر پونہچی عدم کو میں سوال گور میں	باتوں باتوں میں خیال قافلہ جاتا رہا
اب بچاؤ انکو سمجھائی اجل ہی عنقریب	دوستو ٹھہرو کہ وقت فیصلہ جاتا رہا
نا امیدی اسقدر بخل فلک سی بڑھ گئی	حوصلی کا اپنی دل سی حوصلہ جاتا رہا
پھوٹی قسمت نے رلایا مجکو کیا کیا دشت میں	جب قریب خار پونہچا آبلہ جاتا رہا
پھاڑ کر دامن کیا دیوانگی نی چاک چاک	آج ہی دست جنون کا مشغلہ جاتا رہا
ہوش میں بھی اضطراب دل سی بیتابی رہی	کوئی دم آیا تو مثل زلزلہ جاتا رہا
مفلسی سی اہل معنی کا نہیں گھٹتا وقار	کس جگہ آتی ہی حرف مہملہ جاتا رہا
چاہتا ہوں جوش پیری میں جوانی کی امنگ	ولولہ کچھ بڑھ گیا کچھ ولولہ جاتا رہا

اسقدر فکر سخن تسلیم کسکے واسطے
قدرداں ہی لطف احسان صلہ جاتا رہا ۱۸

یہ سب غنچے مسکرا رہے ہیں صبا کیا	کوئی تازہ چمن میں گل کھلا کیا
ادائے ناز وطرز خود نمائے	سکھایا اسکو آئینے نے کیا کیا
نہ کی ستھے بی نیازی کچھ گلو نے	دم گردش ترا خنجر رکا کیا
شرر ہی جلوۂ شمع عدم تھا	فروغ زیست پر اپنی ہنسا کیا
تمنا سے ہے تیری یاں سینہ سخت	شب تنہائی میں ظالم حیا کیا

وہی سنے پردگی شیشے مین ہی ہی — بنی ہے دخترِ رز پارسا کیا
عدم اتجھے عبث تکلیفِ دربان — بھلا ہی چارہ گر مجھ نہین رہا کیا
شعبادۂ کاروانِ بی نشان ہین — ہمارے ہم ہی بانگِ درا کیا
ہین عاشق اپنی مطلب کے کہین گے — تمنا کیا ہمارے مدعا کیا
ہوا کیون سُنکے برہم یارِ جانی — بتا ای نامہ بر تو نے کہا کیا
جہان مین ہر بشر آتا ہی عریان — عدم ہی ہی کوئی وحشت سرا کیا
اگر رسوائی عالم سے نہون مین — تو پھر اس دل لگائی کا مزا کیا
غرورِ حسن ہی کچھ دن کا مہمان — سمجھے عالم رہے گا بیوفا کیا
وہ افتادہ ہون ننگِ دستگیری — جو اوٹھا ہی تو مثلِ نقشِ پا کیا
اگر چھیڑا نہین بادِ سحر نے — ہر اک غنچہ چمن مین ہنس پڑا کیا
ہمین جس نے داغ تو کیا اور دیگا — ترا جب سے رخِ ستمگر جلا کیا
عبث قاتل نے کھینچے تیغِ ابرو — شکستِ رنگِ عاشق دیکھنا کیا

۵۹ عبث تسلیم مشقِ غیبتِ غیر
ہر اک کہنے سے ملتا ہے بھلا کیا ۱۵

بتا مین کیا کہ ہوا غفلتِ شباب مین کیا — خبر نہین ہی کہ ہم دیکھتی تھی خواب مین کیا
پدر کی مال تیچ ہووے نہ بدنصیب پسر — مثالِ بحر بھی ہی خانہ حباب مین کیا
کیا ہی وعدۂ فردا سحر کو آئین گے — ابھی سے ہی دلِ بیصبر اضطراب مین کیا
وہ دیکھکر مجھی ہی پردہ کیون ہوئی اے دل — نگاہِ شوق نی سمجھا دیا نقاب مین کیا
ابھی جو وعدۂ تکلیفِ حشر باقی ہے — عذابِ ہجر جدائی نہین حساب مین کیا

پھری نہیں طرفِ چشمِ مضطرب تک
نگاہِ شوق نی سمجھا دیا اضطراب میں کیا

جگا کی خوابِ اجل سی جلاؤ گی اب کیون
پھنساؤ گی مجھی پھر تم کسی عذاب میں کیا

گلہ کیا ہی تو اپنی سیاہ بختی کا
تمہاری گیسوئے شبگون ہیں پیچ و تاب میں کیا

ہمیشہ پاس کسی آکی دیکھ جاتی ہے
کوئی امید ہی باقی دلِ خراب میں کیا

کبھی ہی مرگ کا رونا کبھی نشاطِ حیات
پھنسے ہوی ہیں عبث زندگی کی ہم عذاب میں کیا

وہی سوالِ وفا ہی جو روز کرتی ہو
سکوت ہی لبِ خاموش کا جواب میں کیا

جلائی گی ہمیں ہجر یار کب تک کو
رکھا ہی ظلم نی دلِ خراب میں کیا

اوتر کی حلق سی بیہوش کر دیا مجھکو
بجھی تھی تیغ جفا آبِ شراب میں کیا

پس فنا بھی کیون ہی یقین جنت کا
بنی گی حور پری آج انقلاب میں کیا

۵۹ خبر نہیں ہمیں تسلیم اوسکے نامے کو
پڑھا ہی شوق میں کیا کیا لکھا اضطراب میں کیا ۱۳

بن کے آیا وہ بتِ بی پیر کیا
آج بگڑی ہی غضب کی تقدیر کیا

اوڑ کی پونچی خاک کوئی یار میں
کام آئی گردشِ تقدیر کیا

بعدِ مردن گھات میں ہی دیکھیے
خاک اوڑا سے خاکِ دامنگیر کیا

آنسوؤن کو دون جگہ دامن میں کیون
آبروئی اشک نی تاثیر کیا

شوخیان ہوتی ہیں ہر ایجاد میں
نوجوان اب بھی ہی چرخِ پیر کیا

ہون میں وہ آتش قدم کہتا ہی قیس
پھونک دوگی خانۂ زنجیر کیا

روز کیون دیتی ہو صدمی ہجر کی
پھر سنوگی نالۂ شبگیر کیا

ایک دم میں سیکڑون ہوتی ہیں قتل
چال تیری چلتی ہی شمشیر کیا

دل نے نقش روئے نگار دہر کو   اعتبارِ گلشنِ تصویر کیا
تو دیکھتا ہے کہ جو شکن میں   ہیں ستون تیری دلِ دلگیر کیا
پاؤں سو جاتی ہیں سنگ کیوں چھوٹیں   داستان ہی نالہ زنجیر کیا
چھپ رہی آنکھوں ہی گر کر خاک میں   منہ دکھاتے اشکِ بے تاثیر کیا

بی ادب تسلیم رحمت سے نہو
لیچلا ہے اتنی اسی تقصیر کیا

دھوتا ہی غیر اشک سے لوحِ مزار کیا   سمجھا ہی مجکو بھی تری دل کا غبار کیا
کیوں انتظارِ یار میں غفلت کے جوش میں   بیداریِ شباب ہی خوابِ مزار کیا
ہر بات میں فریبِ تلون ہی جلوہ گر   میں ہوں مزاجِ یار مرا اعتبار کیا
الدم میں گل کھلی ہی ہوئی پایمان ہی   لائی خزان کو ساتھ نسیمِ بہار کیا
جتنا پسین گی او رسوا نگ لائیں گے   ہمکو حنا کی طرح غمِ روزگار کیا
آغوشِ یار تنگی لیا ہی لحد نے کیوں   لطفِ وصال دی گا عذابِ فشار کیا
آغازِ شام ہی وہی ابتک فراق میں   ہونی سحر نہیں مرے پروردگار کیا

۱۶   تسلیم آنے کا بتِ پیمان شکن نہیں
تم دیکھتے ہو جانبِ دربار کیا   ۱۵

قید اپنا وہ آپ پُر فن تھا   حلقۂ زلف طوقِ گردن تھا
خاک ہی ہو کے سر بلند رہا   دوشِ بادِ صبا کا مسکن تھا
سینہ چاک کے مجھے عبث بخشے   نہ گریبان تھا میں نہ دامن تھا
جلوہ گر داغِ دل نہ تھا پسِ مرگ   اوجڑی گھر میں چراغ روشن تھا

جیتی جی سب تھی مر گئی جب دیکھا
نکوئی دوست تھا نہ دشمن تھا

کس کے آنے کے تھے خوشی بلبل
آج کچھ باغ باغ گلشن تھا

شب کو دلسوزی جسد پہ مری
جل کے ہنستا چراغِ مدفن تھا

کیا دلایا تھا تمنے آکر یاد
مسکراتا شگافِ مدفن تھا

کچھ نہیں تھا تو یون لبِ شہوار
ہی سبب کوئے گردشیون تھا

مر کے سمجھے ہم سبے اسیرِ جنون
طوقِ قمری کہ طوقِ گردن تھا

پوچھتا کون حالِ بیتابی
تم خفا تھے نصیب دشمن تھا

اک جہان دیکھتا تھا حیرت سے
بیکسی پر ہے میری جوبن تھا

غم بلبل مین عمر بھر صیاد
ماتمی تھا تو برگِ سوسن تھا

خال و مژگان عشق سی دل مین
سیکڑون داغ لاکھون روزن تھا

٦٣

عذر مانع نہ تھا کوئی تسلیم
ترکِ شعر و سخن تو قصداً تھا

٩

مصرفات بہار سب ضبط ہو مین تھا
نالہ برنگِ قلقلِ مینا گلو مین تھا

سنکر سوالِ وصل نہ انکار کر سکے
گویا لحاظ غیر مری آرزو مین تھا

پیرِ مغان کچھ اور ہی خیراتِ میکدہ
کہتا ہے مجھ سی ہوش مرا کیا سبو مین تھا

بیتاب ہو گئی خنجرِ قاتل لپٹ گیا
سو سو طرح کا ناز ہماری گلو مین تھا

خالی نہین غرض سے اپنی کی دوستی
دل بھی رقیب تھا کہ تری جستجو مین تھا

مقتل بھی بوسہ گاہِ قضا بعدِ مرگ بھی
تیری حنا کا رنگ ہماری لہو مین تھا

کسکو کیا تھا شوقِ اسیری نے غرقِ آب
گرداب شکلِ طوقِ گلو آبجو مین تھا

تو بھی بہانہ بخشش تقصیر چاہیے
سجدے کیے ہیں اشک سے جب میں وضو میں تھا

۱۳ تسلیم اشک دیدۂ عاشق تھا کوئے
نی آسما کس لیے چشمِ عدو میں تھا ۱۱

وصل میں کروٹ جو وہ شوخِ جوان لینے لگا
ضبط سے دل رخصتِ آہ و فغان لینے لگا

گو بظاہر ترک تھی الفت مگر جب آ گئے
شوق تنہا پا کے دل میں چٹکیان لینے لگا

ہنس کے ساقی آ گئی تھی یاد کس بیہوش کو
جام چھلکا شیشۂ می ہچکیان لینے لگا

فصلِ گل آئی ہے لیکن جنوں کی جوش میں
دستِ وحشت پیرہن کی دھجیان لینے لگا

حشر میں بسدم درِ فردوس دیکھا مجھے
تو بھی بلی کی قسمیں بدگمان لینے لگا

ہوں وہ رندِ بادہ پیما جب کبھی آیا نظر
دوڑ کر میری قدم پیرِ مغان لینے لگا

گرمِ مطلب دیکھ کر کہتی ہیں سو سو ناز سے
جب بلایا پاس تجھکو میہمان لینے لگا

واہ کیا اعجازِ ساقی ہے کہ مسجد چھوڑ کر
میفروشی کی لیے زاہد دکان لینے لگا

وقتِ آخر ہی دکھا جا آ کے صورت بیوفا
ابتو الٹی سانس تیرا نیمجان لینے لگا

بسکہ عجیب دنیا یہ ہی مہمانسرای پُرفریب
جو چلا ملکِ عدم سے میہمان لینے لگا

۱۴ جمع دیوان بھی نہیں اب تک تما پھر بعدِ مرگ
کوئی کیوں تسلیم نام سے نشان لینے لگا ۱۸

دل مذاقِ درد سے جب آشنا ہو جای گا
شکر بھی منہ سے جو نکلے گا گلا ہو جای گا

عندلیب اتنا بہارِ چند روزہ پر نہ پھول
چار دن میں رنگِ روئے گل ہوا ہو جای گا

آرزو سمجھیں گے ناکامی سے ناکامی کو ہم
انتہا کو جوشِ حسرت مدعا ہو جای گا

گر یہی ہے رونقِ شوقِ قتلِ عاشق اک دن
رفتہ رفتہ تیرا کوچہ کربلا ہو جای گا

آرزومندِ رفو ہیوجہ زخمِ تن نہین
جامۂ ہستی پرانا ہی نیا ہوجای گا

ایک بوسی کی نہین کچھ اصل دیدی الو مجھی
تم سخی کہلاؤگی میرا بھلا ہوجای گا

گرمی ہی انتہای سخت جانی دیکھنا
قطرۂ زہراب بھی آبِ بقا ہوجای گا

جسطرح ہوتا درِ تاثیرِ حسرت جای گی
نردبانِ آسمان دستِ دعا ہوجای گا

وای غفلت ابتدا مین وصل کو سمجھی تھی ہم
بیشتر جیا ہین کی ایسا بارہا ہوجای گا

قتل کرنا مجھکو تیغِ تیز سی اچھا نہین
غیر کو بھی اس ستم کا حوصلا ہوجای گا

ہون وہ سرگشتہ کہ مجھکو خضر کی حاجت نہین
گردبادِ دشتِ غربت رہنما ہوجای گا

ہو گی برہم بزم سی جب مین چلا کہنی لگی
اوہ جی اک تم نہ آوگی تو کیا ہوجای گا

قتل کر تیغِ تبسم سی دیت کا غم نکھا
جلوۂ لبہای رنگین خونبہا ہوجای گا

جذبۂ دل بھی عطا کر دردبخشا ہی اگر
ورنہ ای تقدیر نالہ نارسا ہوجای گا

ہان زبانِ تیغ سہتی دو دہانِ زخم ہین
شکرِ احسانِ ستم کچھ تو ادا ہوجای گا

ہون وہ مضطر بعدِ مردن امتحان کیواسطی
پہلوِ مرقد مین پہلی زلزلا ہوجای گا

دل دیا اوس بیوفا کو سخت نادانی ہوئی
کیا خبر تھی اسقدر نا آشنا ہوجای گا

٦٥ شکوہای زلف پر ہم اسقدر تسلیم کیون
مین نہ کہتا تھا گرفتارِ بلا ہوجای گا ٢٢

کاہشون سی حال اپنا نوعِ دیگر ہوگیا
جسمِ لاغر بنکی رشتہ تارِ بستر ہوگیا

قابلِ پروازِ صیدِ جانِ مضطر ہوگیا
قاتلِ بیرحم کا تیر شہپر ہوگیا

آبرو گر چاہتا ہی کنجِ خلوت کر قبول
قطرۂ نیسان صدف مین آکی گوہر ہوگیا

چھوڑ کر تنہا گئی جسدم وہ آہی رات ہی
دوپہر جینا مجھی فرقت مین دوبھر ہوگیا

سخت دل کو نور کر دیتی ہیں اربابِ ضیا
مہر کی فیضِ نظر سی لعل پتھر ہو گیا

مٹھی مٹھی دشمنِ جان کی ہی خونریزی وہی
نیمچہ قاتل کا ٹوٹا ہی تو خنجر ہو گیا

اہلِ دنیا سی ملا جب آینہ عبرت ہوئی
صاف ظاہر ہو گیا باطن مکدر ہو گیا

یار خود بین تھی جہان ہین کے قیامت آشکار
عکس سی آینہ خورشیدِ محشر ہو گیا

صدقی تاثیرِ الفت تو نی کیا سمجھا دیا
آج قتلِ غیر پر راضی وہ کیونکر ہو گیا

مر گیا ہی دم بھر نہ پہلو سی کیا مین نے جدا
آپ کا پیکان بھی دل کی برابر ہو گیا

مجھ مین حیرت برستی ہی در و دیوار سی
بی تری گھر آینہ خانی سی بدتر ہو گیا

ہر گھڑی زیرِ فلک حاصل ہی بربادی مجھی
ذرہ ریگِ روان طالع کا اختر ہو گیا

دھوپ ہو یا چاندنی دونون سی کہتا ہی جہان
قبر کا دامن مجھی دامانِ مادر ہو گیا

کاتبِ لوحِ جبین سی انتہائی ذوق مین
لکھتے لکھتے مصرعِ ابرو مکرر ہو گیا

باعثِ شدت ہوئی بیتابیِ فرقت مجھی
اسقدر تڑپا کہ دل پہلو سی باہر ہو گیا

مستی جو بانکا آج وقتِ صبح ہو کر بی نقاب
روزنِ در مطلعِ خورشیدِ خاور ہو گیا

سمجھی تھی مر کر ابھاری ہی چھٹ جائینگی ہم
قسمتوں میں تھی جو سر پر خاک پتھر ہو گیا

جسکو تو چاہی ہم سے لطفِ تجلی نہیں
نورِ وحدت حضرتِ موسی مین اخگر ہو گیا

شکلِ یوسف سی تھی چاہِ زنخدان کی صفت
پانی پانی حلقۂ گردابِ کوثر ہو گیا

اک جہان پڑھتا ہی کلمہ صنعتِ رب بیش کا
خط صحیفہ ہو گیا عارض پیمبر ہو گیا

سمجھی تھی دل کی حقیقت کو فقط دو حرف ہم
لکھنے بیٹھے جسگھڑی خط ایک دفتر ہو گیا

یہ تمنا ہی کہ مر کر جو جنت سی ملون
شکر ہی تسلیم خاکِ پای حیدر ہو گیا

میں کہاں کشمکشِ عشق سے ٹل جاؤں گا
کیا تری تنگ قبا ہوں کہ نکل جاؤں گا

وہ سیہ بخت ہوں کہ زندان سے کبھی تنگ آکے
صفتِ نالۂ زنجیر نکل جاؤں گا

ہاے کیونکر نہ میں گھبراؤں گا اے سختیٔ جاں
ایسا تو دم ہی نہیں ہے جو بہل جاؤں گا

مجھسے لیتا ہے عبث عہدِ وفا کی قسمیں
میں نہیں کیا تیری نظر ہوں جو بدل جاؤں گا

آتشِ داغِ جگر بھڑکی گی فصلِ گل میں
وہ شجر ہوں کہ بہار آتی ہے جل جاؤں گا

آہی جائیگا کبھو نہیں ہے کسیدن گھکی جم
ہوں قریبِ دلِ دشمن کبھی چل جاؤں گا

مجھسے کیا راز تری ہونگی عیاں مستی میں
کچھ خمِ بادہ نہیں ہوں جو اُبل جاؤں گا

شجرِ شمع ہوں ہر اشک ثمر ہے میرا
جب جلاؤگی کبھی آپ سے پھل جاؤں گا

چارہ گر ہاتھ اوٹھا چارہ گری سے میری
چشمِ بیمار نہیں ہوں جو سنبھل جاؤں گا

آج یہ شکل ہے کل اور ہی صورت ہوگی
میں بھی اک نقشِ برآب ہوں بدل جاؤں گا

ثــ ٦٤ — شورِ ماتم ہوں کہ ہوں خاک بگرای تسلیم
جسطرح ہوگا میں اوس کوچے میں کل جاؤں گا — ۱۲

گر دلِ کافر مرا کعبے میں دلبر مانگتا
ایک بت اللہ سے ہر ہر صبح مانگتا

محفلِ ساقی سے ارادے کر رہی رہتا ہے
چلتی چلتی اور میں دو چار ساغر مانگتا

روکنا تیغِ نگاہِ ناز کا آسان تھا
میں تو کیا ہوں خضر بھی پانی نہ اوسکا مانگتا

خار ہوتا بلبلوں کو آسمانی گل کو داغ
خاک میں کیا ملتی ہیں پیدا کی چادر مانگتا

ننگِ ہمت تھا جہاں میں جا ہو دن کیواسطی
کیا فلک سے جاہ و منصب تخت و افسر مانگتا

تو خفا نا کشیدہ آرزو میں بیگمان
ان نصیبوں پہ دعاے وصل کیونکر مانگتا

میری ہمت نے کہا پہلو کو خالی بعدِ مرگ
ان بتوں سے کیا دلِ صد چاک پیکر مانگتا

خاک مین گردون ملاتا صورت طفل سرشک
ایک بوسہ بھی نہین دیتی عروس حسن ہیت
عہد طفلی سی عدو میرا ہے چرخ پیر ہے
وہ بلا بالا ہی تو گر دیکھتا وقت خرام

مین اگر بہولی سی بھی دامان باد مانگتا
ان بتون سی ہی خجل اکیا خاک پتہر مانگتا
خون دل دیتا اگر مین شیر مادر مانگتا
فتنۂ قدسی امان آشوب محشر مانگتا

آپکا کہلائی تسلیم جگر تشنہ غلام
غیر سی کیا جام ای ساقی کوثر مانگتا

۱۶۸ ۱۶۹

اولٹی ہوئی جو دعا مین تیرہ قسمت مانگتا
ہون مضطر سنکی نالہ صور بہی اللہ سی
کچھ تو رہتا اتحاد جو قاتل بعد مرگ
ہون وہ ایذا آشنا پاتا اگر دل مین جگہ
ہمت دیوانگی ہنستی وگرنہ مرکے مین
رکہہ لیا شرم گنہگاری کی پردہ پوشی کا ہی
اگیا کچھ پاس ورنہ حشر مین اعمال ترا
صورت تصویر مین ہون شکل آئینہ جہان
اسقدر محروم قسمت تہا کہ ہو جاتا لہو
بڑہنی دیتا کب مجھی ویران نصیبی کا اثر
پیشتر کہنی سی تو منکر ہوا اب کیا کہون
گر نہ محروم اثر ہوتی دعا میری تو مین
کچھ سمجھکہ صورت نقش قدم افتادہ ہون

داغ دیتا آسمان گر شمع تربت مانگتا
منہ چھپا لینی کو دامان قیامت مانگتا
کاش آب تیغ سے غسل میت مانگتا
اور مین اسد سی اک داغ حسرت مانگتا
خاک اڑاتی کبیا بان قیامت مانگتا
اہل محشر سنکی ہنستی گر مین جنت مانگتا
داغ کہاتی کو تری دشمن کی صورت مانگتا
کیا طلسمی گہر مین بیٹھکر غیر حیرت مانگتا
شیر دایہ سی جو ہنگام رضاعت مانگتا
گور کہدنی آسمان سی گر عمارت مانگتا
غیر جو کچھ مانگتا ہی بیمروت مانگتا
تار او ٹہانی کی لیی کچھہ اور طاقت مانگتا
خاک مین گردون ملا دیتا جو رفعت مانگتا

ہوں وہ عاشق گر خدا دیتا تو میں دنیا ہی سے
پیار کرنے کی لیے اک حورِ جنت مانگتا

۴۹
تھا حبابِ بحر ای تسلیم جو رِ چرخ سے
کیا میں اس طوفان میں دم لینے کی رخصت مانگتا

یادِ چشمِ بتِ عیار نے سونے نہ دیا
عمر بھر فتنۂ بیدار نے سونے نہ دیا

چشمِ روزن نے جو دیکھا اوسے شب بھر مجکو
غیرتِ عشقِ فسونکاری نے سونے نہ دیا

رات بھر خفتہ نصیبی سے ہی اٹھک وے ان
گردشِ کوکبِ سیّار نے سونے نہ دیا

روزِ محشر کی دعائیں تہِ مدفن مانگیں
مرگ بھی وعدۂ دیدار نے سونے نہ دیا

مرگ کی نیند میں بھی آنکھ نہ جھپکی دم بھر
اضطرابِ دلِ بیمار نے سونے نہ دیا

نیند صیاد کو آئے نہ پھڑکنے سے مرے
وحشتِ تازہ گرفتاری نے سونے نہ دیا

کہیں سحر تک غمِ جانان سے جیلی آنکھیں
داستانِ دلِ بیمار نے سونے نہ دیا

ہجر میں اور بھی بیچین ہوا تسکین سے
ایکدم ناصحِ غمخوار نے سونے نہ دیا

شکلِ تصویر نہ جھپکی شبِ وصل میں پلک
صبح تک لذتِ دیدار نے سونے نہ دیا

کیا نزاکت تھی کہ اوس بت کو سحر تک تسلیم
خلشِ رشتۂ زنار نے سونے نہ دیا

جان بھی لی کے سرِ تیر جگر سے نکلا
میرا مہمان مجھی لوٹ کی گھر سے نکلا

تنگ آیا ہوں وطن سے میں شرر کی صورت
پھر نہ آؤں گا نظر جسگھڑی گھر سے نکلا

واہ ری شورِ جنون دیکھنے وہ ڑا عالم
فتنۂ حشر ہوا ساتھ جدھر سے نکلا

بوسہ للہ دیا اونے زبردستی سے
خیر کا کام جو نکلا بھی تو شر سے نکلا

بدگمانی کو نہ کیوں ملہمِ غیبی میں گن
غیر کا خط مری قاصد کی کمر سی نکلا

داغِ امید جو اُن دم میں چمکا
لو سے شامِ غریبان سحر سے نکلا

بیت
داغ لاکھون وہ بھی اُلفت میں لگی تسلیم
کوئی ارمان نہ اوس شیشۂ قسمت سی نکلا
۵

نہ ہوا کم کسی تدبیر سے چکر میرا
جب تھکی پاے جنون پھرنی لگا سر میرا

جیسی کی دل میں تمنا ہی احباب معلوم
تھی ترقی بھی ہو نہ ایسا ہی مقدر میرا

کیون نہ پامال کبھی پستیِ طالع مجکو
دیدۂ خاکِ گذرگاہ ہے اختر میرا

شوکتِ شورِ جنون نی وہ ندامت بخشی
چھپ رہا دیکھ کی منھ فتنۂ محشر میرا

بیت
کیون سناتا وہ ستمگر مجھے باتین تسلیم
میری کہنی میں جو ہوتا دلِ مضطر میرا
۶

قیس کیا فرہاد بھی مجھ سا دل افگاری رہا
سکۂ داغِ جنون ہر وقت مین جاری رہا

حوصلہ کوئی نہ دل تک مفلسی میں آسکا
پارسائی کا سبب احسانِ ناداری رہا

لاکھ واعظ نی کہا توبہ نکرنی تھی نکی
مرگیا لیکن وہی پاسِ گنہگاری رہا

اوسکی کوچی میں پڑا ہون نیتِ نقشِ قدم
خاک میں ملکر بھی ذوقِ نازبرداری رہا

رو کی بھی تھم سا گئی آنسو کو ہم مثلِ حباب
دیدۂ تر کو ہمیشہ عذرِ ناداری رہا

بیت
اک اک آفت لگا لایا کیا تسلیم ہے
مین دلِ مضطر کی ہاتھون عمر بھر آری رہا
۱۱

بھولی بھی ہی نہ جانبِ اغیار دیکھنا
شرطِ وفا بھی ہی خبردار دیکھنا

تاثیرِ جذبِ شوقِ زلیخا ہی گر تجھے
یوسف کو ایک دن سرِ بازار دیکھنا

مانندِ شمع بیٹھ کے ملتی کی راہِ عدم
یارو یہ معجزہ ہی کہ رفتار دیکھنا

للہ اسقدر نہ بھڑک کہ جل بجھون
میری طرف تو گرمی بازار دیکھنا

کہتی ہی سوز دل سی دم نزع ہوشیار
ہم تو عدم کو جاتے ہین گھر بار دیکھنا

یونہین سحر کرون نہ اگر رخ کی یاد مین
صورت نہ پھر سحر کی تو شب تار دیکھنا

اللہ ری اضطراب تمنای دید یار
فرصت مین اک نگاہ کی سو بار دیکھنا

میری خطا نہین ہی خدایا جو کچھ کہون
پیچھے پڑا ہی زاہد مکّار دیکھنا

موسی کی طرح کیا ارنی شوق مین کہون
لازم ہے پہلے طاقت دیدار دیکھنا

کافر ہین عشق زلف محمد کی روز حشر
جنت مین ہون گی ہم سے سیہ کار دیکھنا

تسلیم روی یار کو حسرت کی آنکھ سے
اچھا نہین ہے شوق مین ہر بار دیکھنا

عدم کو دوش عزیزان پہ تا مزار آیا
خدا کی شان پیادہ گیا سوار آیا

تمہاری دید کو کوی رقیب مین شبکو
ہزار بار گیا مین ہزار بار آیا

برنگ غنچۂ سیماب جبین مر کی بلا
قرار ہے مجھے آیا تو کیا قرار آیا

وصال و ہجر سی خالی رہا نہ دم بھر دل
جو اضطراب تمنا گیا قرار آیا

سنا ہی ہی بہ تنگ آکی یہ گرانجانی
کہان ہی خنجر بیدم گلے کا ہار آیا

قفس مین داغ تمنای گل سی ہونگی
نوید ہو نہ ہے مجھے موسم بہار آیا

ہم اس چمن مین ہین اک شاخ خشک ہے
ہری ہوئی نہ کبھی روز ابر گو بار آیا

جلایا دوست نی مجکو یہ سرد مہری سی
کہ دشمنون کو مری جاڑی ہی بخار آیا

بتون سے پاکی دغا اب یقین ہوا تسلیم
ہماری کہنی سی تمکو نہ اعتبار آیا

اوج فرما حسن ہے وہ غیرت گل ہو گیا
آسمان پہ مرغ زرین بال بلبل ہو گیا

لا چکی تھی تیغ بہر قتل لیکن وای بخت
کہدیا کچھ ناز نے پھر کچھ تامل ہو گیا

مر گئی ہم نوجوانی میں اسیر دام زلف
شام سے اپنا چراغ زندگی گل ہو گیا

بے تری گلشن نظر آیا مجھے ماتمکدہ
دود آہ بیکسان ہر برگ سنبل ہو گیا

جیتے جی بیتابی دل سے یہ کب امید تھے
ای اجل صدقے تری کچھ تو تحمل ہو گیا

دیکھکر اوس نونہال حسن کے شادابیان
رنگ روی گل چمن میں عیش بلبل ہو گیا

لوٹتا ہی بیٹھکر مسجد میں زاہد خلق کو
دست دزدان حرم پای توکل ہو گیا

بیعت پیر مغان میں آ گئی تسلیم آج
سنکی قلقل توبۂ صد سالہ کا قل ہو گیا ۱۲

گلہ کیا عشق میں تکلیف یا آرام ہوتا تھا
ہوا جو کچھ مری قسمت میں اے گلفام ہوتا تھا

ہوا ہی بوسۂ لبہای میگون تھی اگر ای گل
تو موج بادہ ہوتا تھا کبھی یا جام ہوتا تھا

شکایت کیا مجھے بیرحمی صیاد ظالم سے
مری تقدیر میں اک دن اسیر دام ہوتا تھا

کوئی تو چین پاتا آگئے ہم ملک فانی سے
تجھے ہی ظلمت مدفن شب آرام ہوتا تھا

نگین نقش کی صورت نہ کیونکر غیر سے ملتے
کہ اوسکی روسیاہی میں ہمارا نام ہوتا تھا

جنون میں کیوں نہ قسمت دیر سے کعبے کو لیجاتے
کہ ٹکڑے ٹکڑے اپنا جامۂ احرام ہوتا تھا

گلہ کیا وہ نہ آئی کل کی وعدی پر اگر ٹالا
انہیں ناکامیوں میں آج اپنا کام ہوتا تھا

جو تھی منظور خاطر عندلیب مضطر کی
رگ گل تجکو چبھتی ہی رگ اندام ہوتا تھا

وہ شمع مہرو سر بالین پر آیا نزع میں شاید
چراغ صبح کو میری چراغ شام ہوتا تھا

وہ کچھ ملک عدم سے پھر نہ آیا بات رہ جاتی
شریک میت عاشق تمہیں کیا کام ہوتا تھا

مری پہلو سے وہ کیونکر نہ جاتی یاس غیروں کے
کسی جا عید ہوتی تھی کہیں کہرام ہوتا تھا

ملا کر خاک میں تسلیم کو ناحق پشیمان ہی
یہی ای چرخ میرا ایک دن انجام ہونا تھا

مر کی بہی باقی ہی چکر میری مشتِ خاک کا
ہر بگولی مین ہی عالم گنبدِ افلاک کا

مین وہ رندِ بادہ پیما تہا کہ میری قبر پر
شامیانی کی عوض سایہ ہی نخلِ تاک کا

چھو گیا ہی کس چمن آرا کی پیراہن سے آج
دی رہا ہی بوی گل دامن ہماری خاک کا

وقتِ طفلی روتی ہین سوائی پیری کو ہم
شام سے ماتم ہی یان صبح گریبان چاک کا

بوی گل ہمرنگ ہی بی پردگی مجہکو نہان
میری عریانی اوڑہائی نازکیا پوشاک کا

ظلم سے تو بنکر برباد ہون ای آسمان
خاک مین ملنا ابہی باقی ہی میری خاک کا

نیستی ہستی ہی فرصت دونون عالم مین نتہے
حشر تک بگڑا بنا پتلا ہماری خاک کا

برق جب چمکی ہی تسلیم سمجہی دل مین ہم
اک شرر یہ بہی ہی اپنی آہِ آتشناک کا

جو ٹوٹی آبلۂ دل تو چشم تر کرنا
ہمین بہی گریۂ بیچار سے خبر کرنا

وہ کہتے ہین یہان افسانۂ الم نکہو
تم اپنے گھر گلۂ بخت عمر بہر کرنا

ہماری لاش کو تنہا چہوڑنا شب گ
سمر ہا نے بیٹہکے ای بیکسی سحر کرنا

مین گہورتا ہون جسے بدگمان نہین ہوتا
مرا بہی صورتِ آئینہ ہی نظر کرنا

عجب ہی کیون اثرِ نالۂ حزین ہی مرے
تمہاری یاد سے سیکہا دلون مین گہر کرنا

خدا کیوا سطی تڑپو نہ اس قدر تسلیم
ابہی ہی شامِ جدائی تمہین سحر کرنا

دشمن جان وحشت مین ہر توان ہو جای گا | ذرہ ذرہ یک پریدہ آسمان ہو جای گا
تیر کہاکر ہم کرین گی شکر قاتل کا ادا | زخم تن ہوگا دہان پیکان زبان ہو جای گا
لطف مین بیدادنی دشنوا جینا کردیا | ہای کیا ہوگا جو تو نا مہربان ہو جای گا
اسقدر گہبرا نہ ای دل آئی دی خط یار کا | جو لکہا ہوگا مقدر کا عیان ہو جای گا
کثرت گریہ بہا لیجای گی اکدن ہمین | بستر اپنا چادر آب روان ہو جای گا
وای قسمت برق ہی گرتی نہ ظلمت کم نہیں | ہم یہ سمجہی تہی کہ روشن کچھ مکان ہو جای گا
خط نکل آئی گا اکدن روی آتشناک پر | شعلہ بہی میری ولائی کو دہوان ہو جای گا
شوق کا ایسا ہی پیکان کو دل بسمل نچہوڑ | بدگمانی کہہ رہی ہی رازدان ہو جای گا
کچھ سمجہکر دل دیا تہا بیوفا کو وای بخت | کیا خبر تہی یون نصیب دشمنان ہو جای گا
دیکھ پہلی کاروانی جسطرح ہین آج خاک | ایکدن تو بہی غبار کاروان ہو جای گا

رہتی دو تسلیم چندی بتکدی مین بکہنا
شیخ بہی اک بندۂ پیر مغان ہو جای گا

بوسے لیکر نیلا روی ارغوانی کردیا | آج ہمنے گل چراغ لن ترانی کردیا
کل جہری کا سامنا ہی آج سی صیاد نی | بند اسیران قفس کا دانہ پانی کردیا
کہہ خراباتی کو واعظ پاس تقوی اب کہان | مدتین گذرین کہ نذر نوجوانی کردیا
کیا کرون کیونکہ حسینون پہ نہ مین مرتا رہون | موت کو میری خدا نی زندگانی کردیا

اسقدر تسلیم لکہا شور بیتابی کا حال
یک قلم نامے کو دیوان فغانی کردیا

ہی بہی کثرت وحدت مری ای یار جدا | جس طرح بانگ درا ساتہ نہ زنہار جدا

مرگئی ہی زیر سجدہ چشم تمناشے کھلے | نہ ہوئی مجھسے مری حسرت دیدار جدا
ہائی کس کسکو سناؤن نہین محرم کوئی | ہست پہ نالہ ہی جدا آہ شرربار جدا
وہ جگر سوز عنادل ہی یہ سوز جہان | آتش گل ہی جدا آتش رخسار جدا
مجکو بیدل نہین منظور جہان مین رہنا | بیٹھہ پہلوسی مری اوبت عیار جدا
ایک تو سوز جگر سی مجھی جینا ہی محال | پھونکی دیتی ہی تری گرمی بازار جدا

۱۲ ضعف نی صورت تصویر بنایا تسلیم
لب سی لب ہو نہین سکتی دم گفتار جدا ۱۰

ہر سحر خلوت مین میری اک نیا ماتم ہوا | شمع کشتہ کا مجھے اپنی برابر غم ہوا
غم کی نیرنگی نہی میرا کچھہ عجب عالم ہوا | بنگیا فریاد جو کچھنے کی قابل دم ہوا
گریۂ پیہم سی خالی مین نہ کوئی دم ہوا | خون رویا جس گھڑی اشکون کا آنا کم ہوا
تہا وہ محزون عمر بھر محروم عشرت ہی رہا | یار جب آیا تو ناکامی کا اپنی غم ہوا
کسنے چھیڑا اونکی زلفونکو جو ایدل رات کو | سلسلہ تار نفس کا خود بخود برہم ہوا
ہمنی طی کی راہ استقبال پیری کی بل | سرو سا قد مثل شاخ بید مجنون خم ہوا
دردمندان ازل کا غیب سے دیکھا علاج | پنبۂ زخم گل تر قطرۂ شبنم ہوا
چشم تر مین کیا کرون بیمارگی قسمت مین ہے | نوح کا طوفان ملا رونی کو بہی کم ہوا
حور کا چہرہ سراپا مین پری کی شوخیان | مجکو حیرت ہی کہ تو کیونکر بنی آدم ہوا

۱۲ مے کی پیتی ہی وہ عالم کی حقیقت کھل گئی
ایک ساغر مین دل تسلیم جام جم ہوا ۱۹

گلہ کیا دل مین آخر کچھہ نہ کچھہ امید ہر دم ہوتا | اگر حسرت نہ ہوتی کوئی داغ آرزو ہوتا

ہوا بی پردہ رازِ عشق تیری مژدہ گری ہی
نہ گہر مین بیٹہتا چپ کی نہ رسوا کوبکو ہوتا

دکہاتی گر محبت ہجر مین تاثیرِ بیرنگی
ہر آنسو آتی آتی تا سرِ مژگان لہو ہوتا

غلط ہی جذبِ الفت کا فسانہ ورنہ بی پردہ
گریزان ہی جو مجہسی آج بیٹہا روبرو ہوتا

نہ تہا بیوجہ رکنا سوزنِ مژگانِ بلبل کا
ہزارون زخمِ نو ہوتی جو زخمِ گل رفو ہوتا

دلون مین حشر برپا ہی یہ عشوتِ غائبانہ سی
نہین معلوم کیا ہوتا اگر وہ روبرو ہوتا

گنہگارون کو ای واعظ نکر مایوس جنت سی
یہ سچ ہوتا تو کیون قرآن مین لاتقنطو ہوتا

گرانا ضعف کا کوچی مین اوسکی ہین حکمت سی
پہرا تی گردشِ تقدیر نام جستجو ہوتا

تماشا دیکہتی گر دیدۂ عبرت سی گلشن کا
بجای اشکِ حسرت چشمِ بلبل مین لہو ہوتا

یہ حسن و عشق کی ہی دوست سب نیرنگ ہین ورنہ
نہ تو ہوتا نہ مین ہوتا نہ مین ہوتا نہ تو ہوتا

سنائی لن ترانی گر یہیں پہ وہ سی کیا حاصل
مزہ جب تہا کہ میری طرح تو بہی روبرو ہوتا

مقدر مین لکہی ہی تشنہ جانی ورنہ ای قاتل
کبہی تو میہمانِ آبِ خنجر یہ گلو ہوتا

یہین بیدل کیا تالی گیا کیون ساتہ وہ ظالم
جو ہونا تہا دلِ مضطر پہ میری بہی وہ ہوتا

نہ کیونکر آئی رونا کشتِ دل کی شوربختی پر
کبہی تو پہولتا پہلتا جو نخلِ آرزو ہوتا

محبت مین یہ بیرحمی کہ جینا ہو گیا مشکل
خدا نا کردہ کیا ہوتا جو وہ کافر عدو ہوتا

زبانِ نشتر کیون ہو کہتی مین تشنہ جانی سی
رگِ سودا مین ای فصاد اگر باقی لہو ہوتا

امیدِ لطف سی کیا جہک کی ملتا اہلِ دولت سی
مین کیونکر آبرو کی واسطی بی آبرو ہوتا

کہا بونکی عوض لازم تہا اس ساعت مین ای واعظ
کوئی پہلو مین خم ہوتا نہ خم ہوتا سبو ہوتا

لگا لیتا گلی اوسکو کسی دن تن نہائی مین
نہونا کاش مین تسلیم موجِ آبجو ہوتا

کیا پوچھتے ہو عشق مین کیا فایدا ہوا
اک داغِ دل ہی وہ بھی تمہارا دیا ہوا

آیا ہی خط جواب مین پرزی اوڑا ہوا
پڑھتا ہون مین نصیب کا اپنی لکھا ہوا

کیون سنکی ذکرِ غیر جبین پر شکن پڑی
کیا یہ بھی میری بختِ نگون کا گلا ہوا

دیتا فریب کیا مجھی واعظ بہشت کا
مین رند بادہ کش نہوا پارسا ہوا

آئی لحد پہ وہ بھی نہین اب یہی امید
اچھا ہوا مریضِ محبت بُرا ہوا

شکرِ جفای یار سی فرصت کہان نصیب
جتنا ادا کیا اسی اوتنا قضا ہوا

مدت کے بعد سنکی وہ غمگین ہوئی تو ہون
اتنا اثر فغان مین ہوا ہی تو کیا ہوا

سو سو لگاوٹین ہین شبِ وصل عذر دیکھنا
سرمہ ہی چشمِ یار پہ کیا ہی پسا ہوا

پایا عدو ہی خانۂ دلدار کا پتا
قسمت سی غول ہی بھی خضر رہنما ہوا

۸۵ تسلیم کیا کہون بتِ نا آشنا کا حال
اغیار کا ہوا نہ ستمگر مرا ہوا ملا

سمایا ہی نظر مین اسقدر عالم شبِ غم کا
کہ اپنی صبحِ عشرت پر گمان ہی شامِ ماتم کا

اودھی چھا رہی ہی شعلۂ دل جھلملا کی
مری داغون پہ جوبن ہی چراغِ شامِ ماتم کا

لہو حسرت سے رو دیتی ہین زخم کر چارہ گر سنکر
مری زخمون کو طعنہ ہو گیا ہی نام مرہم کا

کہون کیا پستی طالع اگر بخشی بلندی بھی
بنایا ظالمون نے سر کو میری قبہ پرچم کا

بدل سکتی نہین خلقت کسی کی پاک طینت سے
کہ اب تک شور ہی پانی حرم مین چاہِ زمزم کا

۸۶ کجی کافر کی ہی تسلیم کیا کوئی مٹائے گا
نکل سکتا نہین شانی سی بل گیسوی پرخم کا ملا

خارِ حسرت دل مین تھا یا کوئی کانٹا اک کا
ٹکڑی ٹکڑی ہو گیا دامن الجھکر آہ کا

سر جھکا لیتی ہین قدسی دیکھکر تعظیم کو
دل مرا گھر ہی کسی محبوب عالیجاہ کا

آبروے اہل زمین کی چرخ سی بھی ہی محال
دیکھہ سکتا ہی نہین وہ لاابالی چاہ کا

راحت دل ہی اطاعت عشق مین تکلیف کیا
سبزۂ جنت ہی جو کانٹا ہی اپنی راہ کا

دونون عالم فتنۂ شوخی سی ہین بے وزن
عرصۂ محشر لقب ہی اوسکی بازیگاہ کا

مقطع

مغبچو آئے دو گز تسلیم نے دیر مین
چاہنے والا ہی یہ سب سے اک بت بیخواہ کا

۱۴۳

کیا تجھسی کہون کیا ہی کہ مین کچھ نہین کہتا
کچھہ تو سبب ایسا ہی کہ مین کچھہ نہین کہتا

انصاف کی کہہ کیا ہی کہ مین کچھہ نہین کہتا
تو خود نہین سنتا ہی کہ مین کچھہ نہین کہتا

دشمن نے جو کچھہ چاہے کہا ہو تو کہا ہو
اب تو یہی کہتا ہی کہ مین کچھہ نہین کہتا

تصویر ہون چپ کی مری ہستی کو سمجھہ لو
میرا یہی کہنا ہی کہ مین کچھہ نہین کہتا

دل بات کی کہتی ہی مری خامشی لیکن
مجھسے یہی کہتا ہی کہ مین کچھہ نہین کہتا

بت سدۂ مطلب کی ہلا ہون اوسی سی یا
منہ پھیر کی کہتا ہی کہ مین کچھہ نہین کہتا

کیا رہین کہو کیونکر اوس سی لگی دل کی
تنہا کبھی ہلتا ہی کہ مین کچھہ نہین کہتا

جو چاہو کہو مین لب تصویر ہون ای جان
میرا یہی شیوا ہی کہ مین کچھہ نہین کہتا

بھڑکا یا ہی غیرون نے خدا را او نہین لاؤ
اتنا بھی کہنا ہی کہ مین کچھہ نہین کہتا

کیا عہد وفا کی رکھون بیرحم سی امید
ابتک یہی کہتا ہی کہ مین کچھہ نہین کہتا

ایسا کہو چپک جا ہی مری غیر کی جھگڑا
یہ بھی کوئی کہتا ہی کہ مین کچھہ نہین کہتا

کیون چپ نہ رہون جب کہ قیامت کا فسانہ
کیا دل کا بکھیڑا ہی کہ مین کچھہ نہین کہتا

چھیڑا ہی عدو عاشق ناکام تمہارا
قرآن اوٹھاتا ہی کہ مین کچھہ نہین کہتا

بیکار ہی تسلیم گلۂ ترکِ سخن کا
کہنا وہ مرا کیا ہی کہ مین کچھہ نہین کہتا

٨٨ — ردیف بای موحدہ — ١٦

دردمندون کی نہین تقصیر یہ ہین ہم تا شباب
کوئی طفلِ اشکِ محرومی نہ پہونچا تا شباب

پارسائی ہو چکے آؤ نکالین حسرتین
خاک مین ناحق ملاتی ہو مرا اپنا شباب

کمسنی مین ملکی منہ چڑہی ن لاتی ہین ہمین
دیکھی کیا رنگ لاتا ہی ابھی اونکا شباب

دیکھتی ہین جب کسی نو خیز کی اٹکھیلیان
داغ دی جاتا ہی دل آکر ہمین اپنا شباب

تم تو کیا ہو صورتِ یعقوب ہین سوانِ شوق دیتی ہین
ہمنے دیکھا ہی نہین آنکھون سی یوسف کا شباب

دلمین جبتک ولولی تھی کیا نہین کہتے ناصحا
دیکھہ میری نوجوانی یاد کر اپنا شباب

آئی تھی قسمت کو رونی مثلِ شبنم رو چلے
پوچھتی ہو کیا ہماری نوجوانی کیا شباب

کچھہ سمجھکر جمع کین تھین دلمین آتنی حسرتین
کیا خبر تھی داغ دی جائیگا یون اپنا شباب

اب تمنا کی تمنا ہی دلِ ناکام کیون
ہوگئی رخصت جوانی ہی گیا ڈہلکا شباب

روتی گذری عمر مثلِ شمع کیا ہمکو خبر
کسکو کہتی ہین جوانی جوش کیا کیسا شباب

مل گئی جب خاک مین ثابت ہی اسپ خاک تھا
کیا بڑہاپا کیا لڑکپن کیا جوانی کیا شباب

بیخودی ہی جب کھلین آنکھین نشہ آیا کچھہ نظر
کیا کوئی تھا نکہتِ پیمانہ کا جھونکا شباب

وقتِ مشکل خود غرض دیتی نہین ہمدم کا ساتھ
آرزو میری گئین دلمین گیا تنہا شباب

کیسے کیسے جوش کیا کیا امنڈ اٹھتی ہی موت
دلمین کر دیتا ہی پیدا عالمِ دریا شباب

بیخودی حسرت تمنا ولولہ وحشت جنون
سو طرح کی آفتین اک جان کو لایا شباب

آج یہ عالم ہی کیا ہوتی ہوگی مشقِ ناز
جوبن تسلیم چرخِ پیر کا ہوگا شباب

مر گئی ہی یونہین رہی گر خارِ غم نصیب
مر مٹنیکو چاہ ور گل ہو چکی ہمدم نصیب

زلفِ سنبل ہوتی بوی گل عجب ہی کیون مجھے
رکھتی ہین باغِ جہان مین ہم نصیب

مر تو جاؤنگی پہونچ کر گلشنِ مقصود تک
تھا اگر یہی تو ای شداد یہین نصیب

کیا میسر دیدہ سرگوشی ہی ہر زلف کو
بیشتر دیکھی سنی آتی ہوا نہین کم نصیب

گلشنِ فردوس ہی ہو جای گا ماتم سرا
پونچھی جسد انجمِ خوان چار ہی عجب نصیب

شب کو سرگوشی گلون کی دیکھو وصلِ آفتاب
واہ کیا کہتی ہی باغ و ہر یمن شبنم نصیب

چارۂ دردِ ازل پیدا زمانی مین نہین
کب ہوا زخمِ گلِ تر کو کبھی مرہم نصیب

پھرتی ہی آنکھون مین ای تسلیم جمعِ دوستان
دیکھی ہوتی ہی کب وہ صحبت یا رب نصیب ۹۰

ہجر مین سیکھا ہی نازِ دلبرِ عیار خواب
پردہ کرتا ہی مری آنکھون سی شانِ خواب

کر دیا ہی بدگمان دونون کو ہجرِ یار نے
خواب ہی یا دو آنکھین آنکھون نے ہزار خواب

راحتِ طفلی جوانی غفلتِ پیری و مرگ
جاہی ہی مرتی بچھڑ دو آنکھون نے دیکھی تھا بار خواب

شام ہی تھا کسکی تیرِ نوکِ مژگان کا خیال
صبح تک اونٹھا کیا آنکھون مین مثلِ خارِ خواب

اب تو کیا مر کر بھی ای ظالم نہ جھپکی گی پلک
لی گیا آنکھون سی تیرا وعدۂ دیدار خواب

اہلِ غفلت لذتِ راحت سے دیکھی بی نصیب
دیدۂ تصویر کا بنتا نہین غمخوار خواب

مرتی دم تک وصل کی تدبیر ای تسلیم کے
عمر بھر تعبیر سوچی دیکھکر یکبار خواب ۹۱

مستِ مے شار نہین محرمِ اسرار ہین سب
جتنی بیہوش نظر آتی ہین ہشیار ہین سب

اب تو اٹھا دو رخِ روشن سی نقاب
ہو چکا حشر کھڑی طالبِ دیدار ہین سب

چھوڑ کر آپ کو کیا خاک ہوں عالم میں
ایک تم ہی جو نہیں کار تو بیکار ہیں سب

شرر آہ و فغاں شعلۂ دود [illegible]
شام ہی سے صفت کوکب سیار ہیں سب

ان حسینوں سے عبث عہد وفا کی امید
فتنہ پرواز ہیں عیار ہیں مکار ہیں سب

۹۲
نہ رہا مشغلۂ آہ و فغاں بھی تسلیم
آج کس فکر میں غلطان گرفتار ہیں سب
۱۱

اک طرف نالاں ہیں ہم اک سو فغانِ عندلیب
آج ہو جائے گا گلچیں امتحانِ عندلیب

سنتی ہو تی گوش گل گر داستانِ عندلیب
جاے سبزہ باغ میں اُگتی زبانِ عندلیب

کیا طراوت خیز ہے اب کی برس جوشِ بہار
ہو رہا ہے سبز خارِ آشیانِ عندلیب

وصلِ عشقِ فغاں کے دن نہایت کم رہے
آشنا نالوں سے ہو کیونکر زبانِ عندلیب

خود بخود گل کا گریباں ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا
سن لیا کیا آج کچھ رازِ نہانِ عندلیب

قید ہوتی ہے نہ کر صیاد ویران آشیاں
رہتی ہے دو چار دن باقی نشانِ عندلیب

تنگیِ کنجِ قفس رنجِ اسیری داغِ گل
اتنے سامانِ ستم اور ایک جانِ عندلیب

منہ نکلوایا سوالِ آب و دانہ نے کبھی
شکر ہے ہونے نہ پائی کسرِ شانِ عندلیب

باغباں گر تو نہیں امید اشک ہی [illegible]
آسماں سر پہ اٹھا لی کی فغانِ عندلیب

باغ سارا سرخ کر دی گی برنگِ ارغوان
گر سلامت ہے چشمِ خونفشانِ عندلیب

۹۳
نغمہ سنجی آئی فیضِ نالۂ تسلیم سے
ورنہ کیا تھی باغباں پہلی زبانِ عندلیب
۷

ہو سمندر میں جاے آبِ شراب
پئیں ہم رند بےحساب شراب

پی رہے بزمِ عیش میں ساقی
شیشے چھالی ہیں خونِ ناب شراب

رند ہون چاہیے پسِ مردن	غسلِ میت کو چاہیے آبِ شراب
زاہدا میکدی سے کر پرہیز	زہد کو کرتی ہے خراب شراب
رات دن عکسِ روی روشن سے	ماہ ساغر ہی آفتاب شراب
بند آنکھین ہین جوشِ مستی مین	ہو گیا عالمِ شباب شراب

دہر مین کھانے پینے کو تسلیم
چاہتا ہون فقط کباب شراب

ردیف بای فارسی

٩٤   ٩

مل گئی خاک مین پامالِ ستم آپ سی آپ	مٹ گئی ہم صفتِ نقشِ قدم آپ سی آپ
آنی والی ہی مقرر کوئی آفت دلپر	آج گھبراتا ہی کچھ سینی مین دم آپ سی آپ
تھی وہ مشتاقِ اسیری کہ اسیری کی لیے	بڑھ گئی جانبِ زنجیر قدم آپ سی آپ
لاکھون صدمی جو اوٹھائی نہین سون	بڑھ گئی آپ کی یہ مشقِ ستم آپ سی آپ
مین تو شکوہ بھی نہین صبحِ طرب سی کرتا	مُنہ چھپا لیتی ہی شامِ شبِ غم آپ سی آپ

کس لیی پوچھتی ہو رازِ محبت تسلیم
بات جو ہوتی ہی کہدیتی ہین ہم آپ سی آپ

ردیف تای فوقانی

٩٥   ٣٠

اوٹھ گیا ہاتھ سی کیا وہ گلِ تر آج کی رات	کفِ افسوس ہی ہر برگِ شجر آج کی رات
میری پہلو مین ہی وہ رشکِ قمر آج کی رات	جا دلِ غیر مین او داغِ جگر آج کی رات
خبرِ ہجرِ غریبان نی گلا گھونٹا ہی	کیسی خاموش ہین مرغانِ سحر آج کی رات
وصل مین دیدۂ غماز کا ہوتا ہی گمان	بند کیونکر نکرون روزنِ در آج کی رات

ابتو غمخوار بھی بالین پہ نہین قسمت سی | بیکسی کس سے کہون درد جگر آج کی رات
عیسی نے مانا کہ ہوا دن بھی وہ آئی بھی مگر | چارہ گر کسکو ہی امید سحر آج کی رات
کیون عدم سی نہ سحر چاک گریبان آئی | لی گئی تھی مری مرنی کی خبر آج کی رات
روز سنتا ہون تقاضای اجل کی طعنے | مجکو مرجانی دی ای درد جگر آج کی رات
نیند ہی آتی ہی مجکو نہ اجل آتی سے ہے | تیرہ بختی سی ادھر ہو نہ ادھر آج کی رات
سامنی یار کی کیون آنکھہ سی ٹپکی آنسو | گر گئی میری نظر سی یہ گہر آج کی رات
آپ آتا ہی نہ تو پاس بلاتا ہی مجھے | بیوفا کیا ہی تجھی مد نظر آج کی رات
ہجر مین کس سے نباہی گی وفا کی شرطین | بیکسی ہاگی ادھر تو کہ ادھر آج کی رات
کس طرح وصل مین رہتا ہی نظر سی پنہان | ہم تجھی دیکھتی ہین ہوی کمر آج کی رات
وعدہ کرتی ہو اگر چار پہر رہنے کا | بھول جانا نہ کہین کل کی سحر آج کی رات
کچھہ اجل سے گلہ روز مصیبت کرلون | اتنی فرصت دے مجھی درد جگر آج کی رات
آنی والا ہی کوئی پردہ نشین بالین پر | بیخودی چاہیی تجھی بھی حذر آج کی رات
دن ہی بلبل یہ سر شور ہی اللہ کری | قفس تنگ مین ہو تجکو سحر آج کی رات
صبح ہونی دو ملائی گا نہ آنکھین وہ شوخ | اور مہمان ہی عنایت کی نظر آج کی رات
ہان ہی بہر خلش ای غم کہ ذرا دل بہلی | مشغلہ کوئی تو ہو تا بسحر آج کی رات

٩٦ — آہ کیا نالہ و فریاد و فغان کہان تسلیم | ایک مین ہم نہین باقی ہی اثر آج کی رات — ١٧

خیال صبح کا دھڑکا نہ تمہارا رات | بنے تھی طول مین زلف سا رات
تپ فرقت سے مثل شعلہ شمع | برابر صبح تک بیٹھا اوٹھا رات

ہی جو شرح جواب نہ سمجھی ہین پوچھ	شب [illegible] ہین یار رات
قریب یاس [illegible] ادا [illegible] اثر سے	[illegible]
ورنہ ای بیوفا کیا جان کہتا	تمہی [illegible] کرتی تھی [illegible] ارات
چھپے دامن مین طفل اشک ڈر کر	کو [illegible] تی [illegible] ارات
بقدر طالع دشمن کی صورت	مین [illegible] ہے تو ای بیوفا رات
دہن نقطہ کمر تار نظر ہے	[illegible] ہین [illegible] کیسے اختصارات
خم شمشیر سے ہوتا ہی معلوم	بلائی جان ہے دشمن کی مدارات
لیے بوسے ہزارون بی اجازت	رہا گستاخ کیا کیا حوصلہ رات
نہ آئے پردہ مینا سے باہر	عروس می بنی تھے پارسا رات
خیال بیکسی غمخوار ہے دل	ہمین کس کس کا تھا پاس خسارات
عدو سے چھپکے آیا قبر پر کون	ہوئے ہمسایہ بال ہما رات
بلای جان ہین سب کس کو کہی	حیا غمزہ ادا چشمک اشارات
تمنا دیکھنا اوسکے گلے سے	گریبان کی طرح لپٹا ہزار رات
سحر کو وصل مین مومن نی لی آہ	ہوئی تم بیوفا نا آشنا رات

دعا ہے وصل مین مومن بہر تسلیم
نہ کہلائے جدائی کی خدا رات

۹ ردیف تای ہندی ۹

یکبارگی نقاب رخ سی صنم اولٹ	موسی کی طرح جائی گا سینے مین دم اولٹ
کیا سوچتا ہی مرگ کا جھگڑا مٹا ہی دے	خنجر لی آستین کو اوپر ستم اولٹ

ایسی لیے نہین ہین نجم سپہر ناتوان
نالون سی آسمان نہین ہین تیلی ہم الٹ

یکا و سیاہ زلف رخ پاک سی ہٹا
دیکھین خدا کی گھر کو حجاب حرم الٹ

میرا فسانہ صبح کو سنتی ہین جن
کر دون نہ ہر دو سہ کی ورق صبحدم الٹ

برگشتہ سی ہی حسن کی تو بھی وطن
جاتی ہی سو بقا سر راہ عدم الٹ

تمام شب فراق سحر ہو گی کس طرح
دل کو مری ابھی سی نہ او آہ غم الٹ

ہوجائی اپنی تاب نظر کا بھی امتحان
اچھا ہی تو نقاب او صنم الٹ

۹۸ کروٹ کمان کی سی بھی وہ افتادہ خاک پر
تسلیم کو نہ صورت نقش قدم الٹ ۹

او سنگدل اس طرف سی گر نظر لی تو پلٹ
مین یہ سمجھون میری افسون سی وفا پلٹ

باوفا تجکو ہنسین گے رو و نگا قسمت کو مین
عہد و پیمان سی اپنی ابھی تو پلٹ

بار آیا ہی دل مضطر رفاقت سی تری
چھوڑ میرا ساتھ جا ملک عدم تو پلٹ

ہنستی ہین کچھ نہ غم تو قتل جاتا ہی کہار
بانکپن کا اپنی صدقہ ابھی تو پلٹ

دل پہ کیا گذری آئی بپیدہ اس قدر
آئی مژگان تک گئی آتا ہی کیون آنسو پلٹ

جی اٹھون گل مین لگالی ہی گلی تو گلے
عمر رفتہ آتی ہی پاکر تیری خوشبو پلٹ

صبر کر اے نالہ فرصت پاکی ہی رون ادہر
آئی ابر لی کی ساقی ساغر مئ تو پلٹ

کچھ ادب کر دل کا کعبہ ہی بتخانہ نہین
او لٹی پاؤن تو یہان سی جا ہی ہر گیسو پلٹ

۹۹ چارہ تعقیب ای تسلیم اسمین ہو چکا
اپنی تو نا نو بدل مضمون کی یا پہلو پلٹ ۹

ردیف ثای مثلثہ

خاک میں جب مل گئی یہ جلوہ و تزئین عبث — گل عبث چاک و عبث شمع سر بالین عبث

مجھ میں کیا باقی رہا جینے کی ہو جس سے امید — چارہ گر درمان میں ہو اب نہ یاں تسکین عبث

رنج و راحت عشق لیلی میں وہ مجنون تھی ایک — کھینچتے ہیں قیس کی تصویر کو غمگین عبث

دیتی ہی تعلیم ماتم دیکھ تو کس رنگ سے — تلخی فرہاد کو سمجھی ہی یاں شیرین عبث

بلبل و صیاد کی جھگڑے میں جل غیر کیا — بیٹھے بیٹھے بول اٹھتا ہی تو اے گلچین عبث

فرق لائی ہے خیالی میں تیری صورت سے — آئینے سے بدگمانی ہی بت خود بین عبث

گلشن عالم میں عارض ہستی ہے سو ہے بیکار ہی — جس طرح سے تیری محفل میں گل قالین عبث

شمع میں بھی ہے سحر ہونے ہی یاں فکر دوست — کیوں احبا پڑھتے ہیں بیٹھے ہوئے تلقین عبث

ہیں تیرے شعر و نہیں کہاں تسلیم جای اعتراض
دیکھتا ہی نقطہ دیدۂ بد بین عبث

بھول کر آئے ہیں ہم آج ادھر کیا باعث — پوچھتے ہیں مرا احوال ایک سے کہہ کیا باعث

چارہ گر کوئی دوا کی نہ مداوا نہ علاج — نہ ہو بیخود آج ہے کم درد جگر کیا باعث

مر گیا شب کو ترا بیسر و سامان تو نہ — ٹکڑے ٹکڑے ہی گریبان سحر کیا باعث

بدگمان ہی میں سے ہی کچھ جو نہیں ہے ظالم — بچھی جاتی ہی تری آج نظر کیا باعث

زلفیں کھولی ہوئی ہیں رات بھر کرتے ہو — تمکو مطلق نہ رہا پاس کمر کیا باعث

کیا میں غربت سے وطن کو نہ پھرونگا زندہ — لپٹی جاتی ہی مجھی گرد سفر کیا باعث

کچھ نہ پوچھو صفت نقش قدم بیٹھے کی ہم — خاک اڑاتی ہیں سر راہگذر کیا باعث

ہای کوئی تو خبر لو کہ مرا دل ٹھہرے — ناصح آیا نہیں دن سے پہر کیا باعث

پوچھتی تھی ہو تسلیم زبانی کا مزاج — آج تک اپنی نہیں تمکو خبر کیا باعث

۹ **ردیف جیم تازی** ۱۰۱

ہوش کیسا ضبط کیا جاتا رہا اگلا مزاج
چارہ گر آکر خبر لی پھر مرا بگڑا مزاج

مرگ آزردہ خفا قاتل کشیدہ تیغ تیز
دیکھتی ہین وقت آخر آہ کس کس کا مزاج

زلف لائی پیچ مین یا چشم دی تری فریب
عاشقِ جانباز ہون کہتا ہون سیدھا مزاج

وہ سبکروحِ جہان ہون آن بھی نہتی نہین
بوی گل ہون گل کا بھی دیکھا نہین جاتا مزاج

گو گداتی ہی بحد یہ بات بھی کرتا نہین
خاک سی گرتا ہی کیا کیا خاک کا پتلا مزاج

ہون یہ حیران کیون جلاتا ہی غمِ حسنِ صبیح
سرو ہی کافور کا لکھا ہوا دیکھا مزاج

ایک ساعت مین بدلتا ہی ہزارون رنگ یہ
ہی زمانہ بھی کسی محبوب کا گویا مزاج

سنتے ہی حرفِ سوالِ بوسہ بگڑا ہی اسقدر
واہ وا ای جانِ جان بس آپکا دیکھا مزاج

۱۴ ۱۰۲

بیزری ہی زرد رو ہوتا ہی انسان جی ہر مین
پوچھتا ہی کون ای شیطلِ مفلس کا مزاج

وصل کی شب اولی شکوی تو زبان پر لانہ آج
ای بتِ کافر خدا کو مان منہ کہلوانہ آج

خون ہو لاتا ہی شب تکلیف مین سامانِ عیش
ساقیا دکہلا مجھی شکلِ می و مینا نہ آج

ای دلِ کم حوصلہ کیون چھیڑتی ہی دو دیا
ناز ہی کیا بارِ احسان تہامئے جو اوٹھانہ آج

جی بہل آتا ہی سو یعنی ہی دمِ ہجرِ بتین
ناصحِ مشفق مجھی للہ تو سمجھانہ آج

مر کی بلبل کو ملی ہر قیدِ ظالم سی نجات
اب نگلچین کا خطر صیاد کا دھڑکا نہ آج

کہل گئین آنکہین سرشکِ گرم کی تاثیر سی
عالم سویا مین ہی جی کہول کر سویا نہ آج

جس طرح ہوگا شبِ فرقت بسر کر لینگی ہم
وہ تو کب آتی ہین تو بہلا ہی اجل آنا نہ آج

کہل گئی سیاہی دل کی شگافِ زخم سی
قطرۂ خون سمجھی تہی سو وہ بھی کچھ نکلا نہ آج

ناقۂ زنجیر سی آگاہ کرنا ہی او نہین
اسقدر اہی ناتوانی پاون تو پھیلا نہ آج

بیخبر سمجھا مجھی یا کن ترانے کم ہوئے
کچھ تو پردہ تھا جو اوس بت نے کیا پردا نہ آج

قیس کل رسوائی تہا سو ہمنی ای جنون
جانکر فالِ جنون طوقِ گلو پہنا نہ آج

جو کیا سب یاد ہی تحریر کی حاجت نہین
نامۂ اعمال ہی کر کیجیے رسوا نہ آج

ہی یہ نفرت مجکو اپنے سے جو ہوتی وہ ہو
رنگ رو میرا مری تصویر سی ملتا نہ آج

سلخ

طرح مین ہی اک غزل تسلیم لکھنا چاہی
خامۂ جادو بیان کو روکنا اصلا نہ آج

۳٦ ھ

چاہیے مینا ہی می کو سجدۂ شکرانہ آج
سر کی بل آتا ہی زاہد جانب میخانہ آج

کیا ہوا کیسی پلادی ساقیِ مستانہ آج
عقل سی مین آشنا غفلت سے ہون بیگانہ آج

اپنی جوبن پہ فدا ہے آپ شمع خانہ آج
جنبش شعلہ ہی پرواز پر پروانہ آج

خواب کیسا رات بہر رویا کیا سن سنکی یار
قصۂ مرگِ عدو سمجھا مرا افسانہ آج

رخصت اے واعظ مبارک قیدِ مشرب آپکو
رکھتی ہی توبہ ہماری لغزشِ مستانہ آج

چھیڑتا ہی کس لیی ساقی خدا کی واسطی
چوسنی دی ہمکو جی بہر کی لبِ پیمانہ آج

گورکن ہین منتظر بیکار رکھا ہی کفن
اب نکالی مرگ ہمسی نازِ معشوقانہ آج

دی جگہہ دل مین لحد نی اقربا رخصت ہوئے
اپنا بیگانہ ہوا اپنا ہوا بیگانہ آج

پیٹتا ہی سر کو شعلہ روتی ہی شمعِ لگن
رونقِ بزمِ طرب ہی ماتمِ پروانہ آج

کل نگاہ منتظر ڈوبی ہوئی تہی جام مین
پھرتی ہی آنکھونمین میری گردشِ پیمانہ آج

اسقدر چمکی ہی بختِ آسمان سی مفلسی
شعلۂ فریاد ناکامی ہی شمعِ خانہ آج

مرگئی ہی شاید بہڑک اوٹھی ہمارے داغِ دل
سینۂ مدفن نظر آتا ہی آتشخانہ آج

دشت مین کس شکلِ لیلی نی قدم رکھا — گھر بھلائی دیتی ہی مجھسی ویرانہ آج
کیا کہون مین ظلمتِ شامِ جدائی کا فروغ — آفتابِ صبحِ محشر ہی چراغِ خانہ آج
جسکو دیکھا ایک نظر دو دو پہر آیا نہ ہوش — گردشِ چشمِ پری تھی گردشِ پیمانہ آج
پردۂ مینا سی کھینچا بی تکلف شوق نی — دخترِ رز سی آنکھ ملتی ہی ہوا یارانہ آج
دیکھکر خنجر بکف مقتل مین اوس سفاک کو — اور کچھ سمجھا رہی ہی ہمتِ مردانہ آج
کوئی مژدہ ہاتھ دل کا مقرر ساتھ ہے — طفلِ اشک آتی ہین گرتی پڑتی بیتابانہ آج
خانۂ صیاد مین کل وہ ہی ملتا ہی کیا — آب و دانہ اشک کا ہی ہمکو آب و دانہ آج
پہر بھی کیا کیا ہمین برہم کری گی یار کو — ہر طرح الجھا ہی زلفِ پر شکن سی شانہ آج
آگیا جلسی مین شاید عہدِ شوخی کا خیال — پای بوسِ شمعِ محفل ہی سرِ پروانہ آج
حشر تک رہتا ہی ماتم عاشقون کا دہر مین — دل دکھا دیتا ہی کیا کیا قیس کا افسانہ آج
چھوڑ کر یا کام مجکو وہ گیا پہلو سی کون — چشمِ حسرت بنگیا ہی روزنِ کاشانہ آج
بی تری آوازِ قلقل شورِ ماتم ہی مجھے — بنگیا ہی ایک چشمِ خونفشان پیمانہ آج
عینِ مستی مین خیال آتا ہی اپنی عیش کا — توڑ دی واعظ کی سر سی شیشہ و پیمانہ آج
گر یہی ہی ہمتِ شورِ سلاسل دیکھنا — آسمان سر پر اوٹھا لیگا ترا دیوانہ آج
زاہدِ بیدین کی ضد پر چاہتا ہی دل مرا — پہر کرون تعمیر صحنِ کعبہ مین بتخانہ آج
مرتی مرتی سخت جانی نی دیا اک اور داغ — دستِ دشمن مین ہی قاتل کا ہوا شانہ آج
نشۂ جامِ مئی وحدت نی وہ بخشا سرور — گر گیا نظرون سی ہی ساقی ترا میخانہ آج
ہر قدم کی ساتھ ہی شورِ مبارکبادِ حشر — پہنچی ہی کشتن تمام کی بہر بھی ترا دیوانہ آج
بی تامل سر تہِ شمشیرِ قاتل رکھدیا — ہم بھی جانبازی کو سمجھی بازیِ طفلانہ آج

گرمیِ جوشِ جنون ہی بسکہ ہوں آتش قدم
دانۂ یاقوت ہی زنجیر کا ہر دانہ آج

محتسب کا خوف آثارِ قیامت ہو گیا
بند شکلِ بابِ توبہ ہی درِ میخانہ آج

پھر نہ آیا جا کے یار ہو وفا میں مر گیا
عمرِ رفتہ بن گیا میری لیی جانانہ آج

ہوں وہ دیوانہ کہ مجکو قید صحرا بھی نہیں
خانۂ زنجیر ہی میری لیی ویرانہ آج

مذہبِ تسلیم دو دن ایک صورت پر نہیں
کل تھی قبلہ کعبہ دیکھا ساکنِ بتخانہ آج

۱۰۴ ردیف جیم فارسی ہلے

اتنی زحمت نہ اے ستمگر کھینچ
پھینک شمشیر کند خنجر کھینچ

اور رستے ہیں سیکڑوں ہیں تو دل سے
تیر پہچان کر ستمگر کھینچ

ٹوٹ جائے گا دل جو ٹوٹا یہ
چارہ گر خار پا سمجھ کر کھینچ

چین لوحِ جبین پہ یار نہ ڈال
ورقِ مہر پر نہ مسطر کھینچ

شرطِ بیتابیِ جگر ہے یہی
رات بھر نالے کھینچ دن بھر کھینچ

اوسکو پروا نہیں اگر تسلیم
۱۵ پھر تو کیوں نالے زندگی بھر کھینچ ۵ش

کھولدو گلشن میں اگر مشکبو کاکل کی پیچ
دو قدم چل کر بلا دو خاک میں سنبل کے پیچ

فصلِ گل میں گر اسیرِ دام ہی افسوس کیا
سیکڑوں ایسی ہیں الجھیں قسمتِ بلبل کے پیچ

ایسی کھائی محتسب نے سیکتہ میں آنچ ہول
آ رہا دستار کا گرہن میں سی کھل کی پیچ

ماری تھے ہونگے کلیوں میں تک خارِ غیر
چل گیا جس وقت اپنا ساتھی اوس گل کے پیچ

وہ کہاں تحقیق اپنے وہ کہاں تسلیم ذوق
خاک ہم سمجھیں کلامِ شاعرِ آتش کے پیچ

١٠٦ — ١٢

بیوفا باتین بنا جاتا ہی کیا کیا جھوٹ سچ
وصل کی امید پہ سنتا ہون جینا جھوٹ سچ

تیری وعدہ پہ نہین مین زہر کہا جاتا ہون مر جانی کو تن
دیکھہ لینا ہی یہ تیری آج میرا جھوٹ سچ

کچھہ تو ہو تسکین دل ظالم وعدہ اقرار وصل
ایکدن تو اپنی منہ سی کہہ دی اچھا جھوٹ سچ

پائی موقع اب تو کچھہ باتین ہی کر لیتی ہین ہم
رہ گیا ہی میری اونکی نہ کہین وہ جھوٹ سچ

ہمنشین سنتی نہ سنتی وہ بلا ہی دو گھڑی
کہہ تو لیتی اونسی کچھہ دل کی تمنا جھوٹ سچ

بیٹھکر دیر و حرم مین برہمن ہی شیخ بھی
عمر بھر ہمنی سُنی بیکار کیا کیا جھوٹ سچ

کوئی کیا سمجھی حسینان جہان کی گفتگو
سچ سراپا جھوٹ ہوتا ہی سراپا جھوٹ سچ

دشت غربت مین سع ہمراہ اونکی پنا ہی کون
کچھہ ابھی تک دی رہا ہی سلسلہ سا یا جھوٹ سچ

کوئی کیا جانی جو میری اونکی باہم ہین راز
کہتی و کہتی ہین جو کچھہ اہل محفل جھوٹ سچ

عمر بھر باتین سُنین ہر شب بت عیار کی
پر زبان شمع کو آیا نہ کہنا جھوٹ سچ

انتظار مرگ ہی بالین پہ آکر گاہ گاہ
نسخی لکھہ جاتی ہین خط اسی اطبا جھوٹ سچ

١٠٧ — ٥

رات ان چیزا اعتراض مدعی فرمائی
کیا ملا تسلیم تمکو کہہ کی اتنا جھوٹ سچ

کوئی کہنے کو کوئی سر بسر سچ
دہن تو ہی ہی کچھہ لیکن کمر ہا سچ

بہار افزا طلسمی کارخانہ
عجب عالم ہی یہ دنیا مگر ہا سچ

ہجوم خلقت کون و مکان کو
سمجھتی ہی تری تیغ دو سر سچ

حصول دو جہان سمجھی ہین وہ انکو
مقدر آگی نکلی یہ بھی گر ہا سچ

١٠٨ — ١٢

حقیقت مین خدا ہی جانی تسلیم
بظاہر تو سراپا ہی بشر ہا سچ

۱۵۸ **ردیف حای حطی** ۱۲

صورت نقش قدم کر بی نشان اچھی طرح
خاک مین ہمکو ملا ای آسمان اچھی طرح

چشم سے تلی دہن آیا ہی نظر ہر لخت دل
منزل مقصد کو پونہچا کاروان اچھی طرح

پھول کیسا ہمنی پتا بھی کوئی چھوڑا نہین
دیکھہ لی اپنا چمن ای باغبان اچھی طرح

ناز توبہ اوٹھہ نہین سکتا خدا کی واسطی
کوئی ساغر اور بھی پیر مغان اچھی طرح

عین فصل گل مین آنکھین بند کین صیاد نے
دیکھنی پائی نہ سیر بوستان اچھی طرح

ہو ہی گا کل جو کچھہ ہوگا نہین یون کل لکھا
آج تو سن لو مری تم داستان اچھی طرح

دیکھکر کہتی ہی مجکو تجھہ مین جنون کی سوج
تم کہان تہی آج تک ای مہربان اچھی طرح

لی نلون بوسہ لب رنگین کا خواب ناز مین
منہ وہ دیکھی ہی چھپا لی بدگمان اچھی طرح

فصل گل مین مست آجاتی ہین صیاد کو
کیجیئے دو چار دن مشق فغان اچھی طرح

ہونٹہ چپٹوائی کی لذت ہے نہین ملتی کبھی
چوس لینے دو کبھی اپنی زبان اچھی طرح

کم سمجھی ہی نہین عشق دہن مین کوئی شعر
فہم مین آتا نہین اپنا بیان اچھی طرح

۱۵۹ کیون نہ ہو ہنستا بیان سنکر دل احباب کو
پائی ہی تسلیم نے اچھی زبان اچھی طرح ۲۲

پانو پڑتا ہون مین ہمدامان کی طرح
گلی لپٹا لو گریبان کی طرح

کیا کہون صبح وطن مین تجھے
ہای ری شام غریبان کی طرح

خانہ برباد تو ہونے دی جنون
خاک اوڑاؤن گا بیابان کی طرح

غم اغیار بھی آیا ہمراہ
گور مین داغ عزیزان کی طرح

گلشن دہر مین پھرتی ہی صبا
آپ کی بی سر و سامان کی طرح

ہمہ تن سوز جگر سے اپنے	داغ ہون سرو چراغان کی طرح
ربط باہم ہے نہ فرق آئی جنون	چاک دامن ہو گریبان کی طرح
پوچھتے کیا ہو مرے بستے کو	کچھ نہین آپ کی پیمان کی طرح
ہی جب راحت بھی تڑپتا ہی جگر	ہاے پیکان ہوئی پیکان کی طرح
ناامیدی مجھے تو سے اک دن	داغ دے جائیگی مہمان کی طرح
جاکے پھر یار نہین آنے کا	عمر بھر عمر گریزان کے طرح
ایک عالم ہے مرے رونے کا	رات بھر شمع شبستان کے طرح
قطرۂ اشک مرا گردون کو	آنکھین دکھلاتا ہی طوفان کی طرح
مجکو سے صبح ہنستا ہے مگر	نام کو صبح گلستان کی طرح
شب فرقت مین اوداسی بھی مری	ناز اوٹھواتے ہی مہمان کی طرح
سنے انجر ہے مرا ہنسنا رونا	غنچہ و شبنم بستان کی طرح
سینے جلکے تقدیر جو شکوہ تو سحر	مل گئے خاک مین افشان کی طرح
گذرے کیا دل پہ پشیمان بھی جو آج	پھری حسرت بھری ارمان کی طرح
جاتے ہین سو بھی عدم دنیا سے	تو گرفتار پشیمان کی طرح
روز وعدہ کی گھڑی بھی اے دل	نہین کٹتے شب ہجران کی طرح
دلربا ہے مری شوریدہ سری	آپ کی زلف پریشان کی طرح

۱۵ فکر تسلیم ہے دشوار پسند
خاطر ناظم شروان کی طرح ۱۱۱

بھول جاتا ہین بھی سکو تسکین باطل کی طرح	کاش دل ہوتا مرا بسمل کی دل کی طرح

فیضِ بیتابی ہی میری کیا تعجب ہے جنون
جادۂ صحرا بھی تڑپی نبضِ بسمل کی طرح

حلِ مشکل کبھی ہوتی ہی کیونکر وقتِ ذبح
تیغ نی بھی ہی مُنہ پھیرا ہی قاتل کی طرح

دل دُکھایا دردِ ہمدردی نی کیا کیا رات کو
دیکھکر رویا کبھی ہم شمعِ محفل کی طرح

نزع کا عالم ہی جلد آؤ جو آنا ہو تمہین
اور رہون دم بھر کا مہمان وقتِ بسمل کیطرح

قیس کو صحرا بھی دیتا ہی فریبِ دوستی
ہر بگولا جھومتا آتا ہی محمل کی طرح

گل ملی آغوشِ غنچہ آج ہی کنجِ قفس
آئی مشکل بھی گل نکلی عنادل کی طرح

جس طرف جائیگا مین بھی جاتا جاؤنگا ضرور
عشق ہی اوس بحرِ محبوبی سے ساحل کیطرح

دوست بھی پایا ہو عدو دونون جلاتی ہین ہمین
نقش مٹتی ہی ہمارا نقشِ باطل کیطرح

مرگ کی ظلمت دکھائیگا فروغِ زندگی
گل چراغِ زیست ہوگا شمعِ محفل کیطرح

آسمان بی مہر ہی اہلِ جہان ہین بی نیاز
داغِ دل کسکو دکھائین ماہِ کامل کیطرح

دی تھی راہِ طلب مین طاقت رفتار نے
رہ گئی محروم ہم منزل سے منزل کیطرح

وحشتِ غربت بھی بچھی نذرِ غم سے کم نہین
خارِ صحرا پاؤن پڑتی ہین سلاسل کیطرح

کچھ تو دو جہان جہان آشوبِ عالم ہی سہی
حشر پیدا ہی ہمین کب سی سائل کیطرح

تابِ تیغِ عشق تو نادان ہی جو کہتا ہے سنو
بحث کیون کرتی ہو تم تسلیمِ جاہل کیطرح

۱۱۱ ردیف خائے معجمہ ۱

خزان مین کشتۂ بیداد اوکا چمن ہی سرخ
ہوا ہی ایک نشتر کا ہی ہنگامِ بیابان مین ہوا سرخ

شہیدِ نازسی بھی ہین رنگ رنگیان ای چرخ
کہ چادرِ لحد کی سبز ہی کفن ہی سرخ

ہجومِ شوق مین گلگیر نی یہ چوسا ہے
زبانِ شعلۂ ہر شمعِ انجمن ہے سرخ

کیسی تنگ لیا ہی کنارِ حسرت مین
کہ نازکی سی تنِ نمناکِ یاسمن ہی سرخ

ہمیشہ پاکِ غم مین نگین مزاج احسان ہی
کہ غنچہ و بخودِ گلِ خندان کا پیرہن ہی سرخ

سکھائی تیشی نی آرایشِ عروسی کیا
دولہن کی طرح سراپائی کوہکن ہی سرخ

فراقِ یار مین شیشہ سی تھوکتا ہی لہو
کسی یقین ہی کہ رنگِ مئی کہن ہی سرخ

اوڑا ہی خونِ کفِ پا کا رنگ غربت سی
ہزار رحون کو جس غبارِ رہِ وطن ہی سرخ

۱۲۵۱ عروسِ مہر کا جلوہ قریب ہی تسلیم
فقط لباس ہی پہنی یہ پیرہن ہی سرخ مٹ

رہتا ہی تپِ عشق سی ہر عضوِ بدن سرخ
تن ہون صفتِ شعلۂ آتش ہمہ تن سرخ

کس رنگ سی مین آبلہ پا دشت کو آیا
کوسون ہی سرِ خارِ بیابانِ وطن سرخ

کیا بات ہی جو بات کی قابل نہین لیجان
غنچہ ہی تو کہتا ہی تمہارا سا دہن سرخ

سوزِ جگری کی ہی اسیری مین یہ تاثیر
ہر بال رگِ شعلہ ہی رگِ تارِ رسن سرخ

ہم مرکے ہوئی قاتلِ بیرحم سی یکرنگ
اوسکی ہی قبا سرخ ہمارا ہی کفن سرخ

کیا ماتمِ بلبل کی ہی گلزار مین شادی
پوشاک جو پہنی ہین عروسانِ چمن سرخ

۱۲۵۱ شنجرف سی کس شوخ نی نامہ لکھا تسلیم
کاغذ ہی برنگِ شفقِ چرخِ کہن سرخ مٹ

بسکہ تہا ہوش ربا یار پریزاد کا رخ
دیکھکر چھوٹ گیا مانی و بہزاد کا رخ

کٹتی ہین زیرِ قفس بیم و رجا مین گھڑیان
دیکھتی رہتی ہین بیٹھی ہوئی صیاد کا رخ

دلکو ترٹپاتی ہی امیدِ شہادت قاتل
کب ادھر ہوگا تری ناوکِ بیداد کا رخ

حیرتِ مرگ نی آئینہ بنایا دمِ قتل
دیکھنی پائی تہِ تیغ نہ جلاد کا رخ

ایک سی ہین مری محبوب کے دونون آنکھین | کیا رہا کاتب قدرت سی سر صاد کا رخ
کل تو تھی بیخودی رد مین بلای فلک | دیکھنا آج کدھر ہی مری فریاد کا رخ

مصرع طرح نہین فکر کی قابل تسلیم
بکتے جاتی ہو عبث یار پریزاد کا رخ

۱۱۴ ردیف دال مہملہ ۱۳

برلائی فلک کیا دل ناکام کی امید | اور رہ ہی شب وصل دلارام کی امید
پیری مین عبث وصل دلارام کی امید | بیکار ہی خورشید لب بام کی امید
کیون ناز اوٹھائین ستم زخم جگر کے | رکھتی نہین مانند نگین نام کی امید
وہ مست خرابات ازل ہون کہ یہان بھی | میخانون مین پھرتی ہی لیی جام کی امید
وہ آئین نہ آئین یہان عدہ ہی برابر | ای صبح ازل کسکو ہی اب شام کی امید
رو رو کی جو ملتی تھی گلی پاس سے شب کو | ہو گی وہ تری عاشق ناکام کی امید
رونا بھی اون چیزون پہ آتا ہی کہ جنکی | تقدیر مین ہونا تھا مری نام کی امید
ایسا نہو بلبل چمن دہر مین اکدن | پھر خار کو بھی تجھی گلدام کی امید
ای مرگ ادھر آ کہ ابھی خاک مین ملجای | بھاری ہی ستم چرخ جفا کام کی امید
وہ خاک بھی سنتا نہین میری پہ ابھی بھی | تا حق ہی خفا ہی دل ناکام کی امید
کرتا ہون تصور مین صدا یار سی باتین | قاصد کی نہ پروا ہی نہ پیغام کی امید
زیبا نہین پیری مین ہوای گل نوخیز | بیجا ہی خزان مین ثمر خام کی امید

کیا غم ہی گر اس طرح مین اچھی نہین اشعار
تسلیم کسی سے نہین انعام کی امید

۱۱۵ ۱۹

ہنس کو بہاتی ہین موتی کبک کو اخگر پسند
یہ مثل سچ ہی جہان مین طبیعت ہر پسند

بوی گل ہو مجکو رکھہ قید تعلق سی معاف
غیر بربادی نہین باغ جہان مین کچھ پسند

سر قبول داغ ہے منظور خار دشت پا
تو رگ سست جنون کر کاوش نشتر پسند

خاک مین ملنی نپایا تن کی صورت شکر ہی
حلقۂ فتراک کو آیا ہمارا سر پسند

بی سبب ہی غیر سی کم حوصلہ کہنا مجھی
یہ تری عادت نہین مجکو بت خودسر پسند

دیکھکر ہر صبح بہر جاتی ہی شبنم سوی چرخ
اس چمن کی گلبن آتی نہین تن پہ پسند

سچ تو یون ہی ہمین جا بی نا امیدی ہی نہین
آپکو میرا دل پر داغ ہو کیونکر پسند

دیکھکر ہنس دیتی ہین صدقی ہو اپنی بخت کے
اونکو ہی تیر اتر پنا او دل مضطر پسند

ایکدن سنگ در کعبہ سی پہوڑون گا اسے
گر نہین آتا تری چوکھٹ کو میرا سر پسند

چشم ہی جدا آنسو جذب کیسے نہین
کیا کری آوارگی اولاد کی مادر پسند

چھوڑ پہلو کو مری جا تجکو راحت ہو جہان
یہ نہین ہیتا بیان تیری دل مضطر پسند

بی تکلف خاکسارون کی بستر ہوتی ہی عمر
دیکھو کب ہی نقش پا کو بالش و بستر پسند

کیا کرینگی قتل مجکو گر طبیعت ہی ہی
آج تک آیا نہین اونکو کوئی خنجر پسند

اہل نعمت کو نہ کیا زینت ظاہر سی شوق
چرخ کو با اینہمہ ہی نیلگون چادر پسند

کسقدر رد خلائق ہون کہ بعد مرگ بھی
میری مشت خاک کو کرتی نہین صرصر پسند

کچھہ خدا کی شان ہی ورنہ لہو تو کیا کہون
یہ دل کم حوصلہ کم بخت ہو دلبر پسند

دیکھہ حسن کی الفت کہ میری قبر کو
آج تک ہی سبزۂ نوخیز کی چادر پسند

ہم گنہگارون کو بس ہی عذر بخشش کے لئی
ایک ہی سجدہ جو ہو جائی دم محشر پسند

شکر تسلیم نا تمامی اگر تارین جبین
یہ وہ نعمت ہی جسی کرتی ہی پیغمبر پسند

١١٦ نالے دن بھر ہیں رات بھر فریاد ۱۵ ہمہ تن بن گیا جگر فریاد

کس قدر ضعف تھا کہ تجھی سے | لب تک آئے نہ عمر بھر فریاد

ہو چکے صبح شام تنہا ئے | نا رسا آہ بے اثر فریاد

بے نصیبوں کی کون سنتا ہے | کیجیے کس امید پر فریاد

حشر برپا ہوا زمانے میں | نکلے سر پیٹتی جدھر فریاد

نکل آتے ہیں سنگی گھر سے وہ | کچھ تو لائی ہی راہ پر فریاد

وصل کی آرزو ہی فرقت تھی | میں زمیں پر ہوں عرش پر فریاد

وقت آخر ہے موت آتی ہے | اب نہ جا مجھکو چھوڑ کر فریاد

عشق میں جی نہیں بہلتا ہے | پھر رہی ہے ادہر ادہر فریاد

پھر ملے مجھسے آکے یا نہ ملے | دیکھ لوں تجھکو اک نظر فریاد

خضر کو سے نہ لایا خط کا جواب | تیرے غفلت سے ہی نامہ بر فریاد

صفتِ شیشہ ٹکڑے ہو نہ کہیں | دلِ نازک پہ رحم کر فریاد

دیکھنا عشق کی دو رنگی کو | شورِ خندہ ادہر ادہر فریاد

اُف نکرنے تھی سوزِ غم ہی نے | لوٹی کیا کیا ہے آگ پر فریاد

١١٧ دمِ پیری تو نے کھینچے تسلیم ۸
نالہ کوتاہ مختصر فریاد

ابتو کہتا ہی نہ گھبراؤں گا میں دلبر کی بعد | دم نہ لیگا اے دلِ بیتاب تو دم بھر کی بعد

اُف تھی وقتِ جوشِ مستی وہ اہی کیفیتِ شباب | چوستے ہیں ہم لبِ ساقی لبِ ساغر کی بعد

ہم بھی اے مشتاقِ مردن ہیں کہ قاتل کی خفا | شمع کی مانند سر پیدا کرینگے سر کی بعد

رو رہا ہوں میں ابھی افسوس میں پیشِ حباب | خانہ ویران کہاں جاؤنگی بھر گھر کی بعد
خجل ہیں کبھی چشمِ افشان سے بھی گئیں گے مضطر | مہر کا ہوتا ہی جلوہ جلوۂ اختر کی بعد
اسقدر تو سخت جانی لطفِ احسان چاہیے | تا بر وار گلو ہوں تیغ بھی خنجر کی بعد
حاصلِ آتش مزاجی غیر بربادی نہیں | مشت خاکستر ہی رہا شعلۂ اخگر کی بعد

بعد مردن اعتراض ہی تسلیم کیا
کیا خلل پیدا ہوئی قرآن کو پیغمبر کی بعد

ردیف دال ہندی

۱۱۸

دو دن جہاں میں کی لی بتِ بدگمان گھمنڈ | آخر کہاں شباب جوانی کہاں گھمنڈ
نکلی چمک جھمک کی منہ پھر سٹ گئی | اپنی کا بھی نہ دیکھ سکا آسمان گھمنڈ
بیکس سمجھ میں پکیکی گہتی ہیں دست و پا | چھوڑا آئی اضطرابِ اجل میں کہان گھمنڈ
سنتی نہیں ٹھہر کی مری ایک بات ہے | اللہ اس قدر تجھی عمرِ روان گھمنڈ
وعدہ خلاف یار نی آخر کیا قبول | کیا کیا اثر پہ تھی تجھیں آہ و فغان گھمنڈ
نازان کمالِ خاص پہ ناحق عوام ہیں | یوسف کی حسن پہ نکری کاروان گھمنڈ

مانندِ خامہ صفحۂ ہستی پہ جھک کی چل
تسلیم کچھ نہیں جو کری نکتہ دان گھمنڈ

ردیف ذال معجمہ

۱۱۹

ابتو ہی میری گلی کا بتِ پرفن تعویذ | غم نہیں لکھ کی جلایا کری دشمن تعویذ
مرگئی سیکڑوں رہی نہ بلا کا دھڑکا | ابتو بیکار ہے ہونا مرے مدفن تعویذ
پھوٹ نکلی جو دوپٹی سی کسی شب سرخ | دی گیا لطف چراغ تہِ دامن تعویذ

باغ کو جاتی ہو ڈرہی نظر نرگس سے	پہنواہی رشک چمن غیرت گلشن تعویذ
نرم اکدن بہی نہ دل وس بت کافر کا ہوا	لاکہون رکہی تہ خاکستر گلخن تعویذ
دیکہکر چرخ سے مہر کو کرتا ہی نثار	دی سہاہی تری چہپکی کا وہ جوبن تعویذ

۱۲۰
جیتی جی سب مین اثر ہی دم مردن تسلیم
نہ عمل کام کچھ آتا ہی نہ جوشن تعویذ
ے

ہای ملانی یہ کیسا لکہا اولٹا تعویذ	غیر سہی اور وہ کہل کہیلی جو باندہا تعویذ
بہیجون کیا خط کہ شد بغض عداوت کے لئی	خون ہی میری کبوتر کی سے لکہے گا تعویذ
دم رخصت وہ نشانی کی لیی کہتی ہین	تم لو تعویذ مرا دو مجہے اپنا تعویذ
دل اکہڑا ہٹا ہی کوئی تفرقہ پڑتا ہی ضرور	غیر کی ہاتہہ سی پہر یار نی پہنا تعویذ
آئی وہ دوڑی ہوئی دیکہی سنکر بیتاب	ہو گیا دل کے لیی دل کا تڑپنا تعویذ
بی اثر ہی تو نکہو یہ بین مرون احباب	کہ مری ساتہ ملی خاک مین سینہ تعویذ

۱۲۱
دل بیمار کی صحت کی لیی ای تسلیم
نہ مری یار کا نامہ نہ کسیکا تعویذ
۵

دیکہکر حشر مین طومار عمل کا کاغذ	مین یہ سمجہا کہ مری یار نی بہیجا کاغذ
حال دل لکہتی ہوئی روئی مین کچہ ایسا اکہ تر	بہ گیا ہاتہہ سی مثل کف دریا کاغذ
جبتلک خط نہیں آتا نہیں آتا خط ہی	ساد کی جانی دو آئی گا نہ سادا کاغذ
خط جانان جو رکہا داغ پہ سوزش سی ہی	بن گیا مرہم کافور کا پہاہا کاغذ

برہمی کی جو حقیقت لکہی اوسکو تسلیم
سطر مین بل کہائی لگین تاو مین آیا کاغذ

۱۴۲ — **ردیف رای مہملہ** — ۱۵

چاندنی رہتی ہی شب بہر زیر پا بالای سر
ہای مین اور ایک چادر زیر پا بالای سر

خارہای دشت غربت داغ سودای جنون
کچھ نہ کچھ رکھتا ہون اکثر زیر پا بالای سر

بہاگ کر جاؤن کہان پست و بلند دہر سے
ہین مین وہ چرخ گہر گہر زیر پا بالای سر

کون ہی بالین تربت آج سر گرم خرام
وجد مین ہی شور محشر زیر پا بالای سر

بی تکلف کیا بسر ہوتی ہی کنج گور مین
خاک بستر خاک چادر زیر پا بالای سر

اوڑھ کر آب روان کا گرد و بیٹا تم چلو
موج زن ہو اک سمندر زیر پا بالای سر

کچھ اوڑا کر شوخیون سے وہ ستارے ہی تم بلین
کہتی ہین لو دیکھو اختر زیر پا بالای سر

جادۂ و موج ہوای تیر و تون و شست مین
کر رہی ہین کار خنجر زیر پا بالای سر

جز خراش خار یا خاک مذلت قیس کو
اور کیا دیتا مقدر زیر پا بالای سر

جیتی جی سب لی تجہی مر کر بجای تخت و تاج
خاک کہتا ہی سکندر زیر پا بالای سر

سایہ ہون کیا اوج میر کیا مری افتادگی
ایک عالم ہی برابر زیر پا بالای سر

مر رہی ہین پامال اشتیاق نظارہ مین ہم
دیکھتا چل و ستمگر زیر پا بالای سر

جسم و جان دونون زمین و آسمان کے ہین بیچ
ایک مین ہی کہتا ہون گوہر زیر پا بالای سر

ہو نہین سکتا کبہی خاصان حق کو کچھ حجاب
ایک تہا پیش پیمبر زیر پا بالای سر

۱۴۳ — دعوی تشنہ سہی ای تسلیم لکھی یہ غزل
ورنہ مہمل سب ہے سراسر زیر پا بالای سر — ۱۵

روئی وحشت مین ہم وحشت کے سامان دیکھکر
جی بہر آیا خندۂ چاک گریبان دیکھکر

یاد آیا مرگی تصویر خیالی تہا جہان
کہل گئین آنکہین مری خواب پریشان دیکہکر

بسکہ مشتاقِ شہادت ہون میان قتلگاہ
جوش کہاتا ہی لہو شمشیرِ عریان دیکہکر

حوصلہ گستاخ دل بیتاب پر ارمان جگر
گور پہ پہیری قدم رکہنا مری جان دیکہکر

چار دیوارِ عناصر کی خرابی کیا کہون
اولٹی پاؤن پہر گئی عمرِ گریزان دیکہکر

بہتی ہی تیغ نہین مری سینی مین او ظالم دو سار
کچہہ تو ہوگی دل کو تسکین پیکان دیکہکر

صدقی اپنی بیکسی کی ابتو کوی یار بہین
بار ہا مجکو بلا لیتا ہی زندان دیکہکر

کہتا ہون مین آنکہین اپنی پر کفن
دیکہون کیا شکلِ فرشتہ حسنِ جانان دیکہکر

ہو گئی ثابت دو رنگی گلشنِ ایجاد کی
گل کو خندان دیکہکر شبنم کو گریان دیکہکر

شکوۂ صیاد کیا لکہا تہا یہ تقدیر مین
ہم قفس اک روز دیکہین گے گلستان دیکہکر

جنت آیا صحنِ شانِ بادہ مین کہان
حجت ای واعظ کیا کر ہمسی قرآن دیکہکر

ڈہونڈہ دل کی ساتہ تیرِ آرزو بہی چل بسے
پہونکتا سینہ ڈسا ای داغِ پنہان دیکہکر

کس قدر انہین بہرا تہا لطف ایذا دو سی
زخم خون رونی لگی خالی نمکدان دیکہکر

خشک گل افسردہ سبزہ غنچہ چپ گلبن اداس
جی بہر آیا عالمِ گورِ غریبان دیکہکر

۱۲۳
یار آیا چہٹی دن بہر رہی تسلیم آج
صبحِ عید اوٹہی تہی کسکا روی خندان دیکہکر
۱۹

رہی گلا تمنا مین ہو صدا کیونکر
ہجومِ شوق ہو یار کی قبا کیونکر

یہ ضعف ہی کہ نہین ضعف تک اوٹہا سکتا
زبان پہ آئی مری حرفِ مدعا کیونکر

اوٹہین جو خار تہی خونین لون بہی حیرت سی
پہونچ گئی کفِ گلرنگ تک حنا کیونکر

نہ موت آتی ہی ظالم نہ جان جاتی ہی
اوٹہاؤن دل پہ ترے سنگِ جفا کیونکر

ملا رہا ہی مجہی خاک مین کسی کا سکوت
بلند ہو لبِ فریاد کی صدا کیونکر

یہی سہی کہ میں روتا ہوں آپ سے لیکن
تو اس قدر دل پابوس پر جفا کیونکر

فدا ازو پیچ عدو ہوں اپنی محرومی
جتایا کروں انکا فریب میں ای خدا کیونکر

غضب ہی تہمتِ احسان بتِ ستمگر پر
نہیں دیا جو مجھی داغ دل لیا کیونکر

حیا سے لب کو اجازت نہ تھی تبسم کی
عجب ہے وصل میں وہ شوخ کھل گیا کیونکر

مری اجل سببِ ماتمِ عدو تو نہیں
ابھی سے خاتمہ بالخیر ہو گیا کیونکر

یہ ضعف ہی کہ رگِ تارِ بسترِ غم ہوں
گر آئی ہی تو مجھی پائی گی قضا کیونکر

جنوں کی پردہ دری سے اسی ہی نفرت ہے
نکل سکی مری زنجیر سے صدا کیونکر

دمِ ستم ہی سے ای فلک عجب ہے مجھے
کہ بھول کر تجھی پھر یاد آ گیا کیونکر

وہ کہتی ہیں گلہ ضعف سن کی صورت دیکھ
اگر یہ سچ ہی تو پھر رنگِ اوڑا کیونکر

عجب ہے کھینچے مصور نی کس طرح تصویر
کہ شوخیوں سے تو اک رنگ پر رہا کیونکر

بتوں کی ناز اوٹھانا جنھیں تھا کوہِ گراں
سبک ہے اب نہیں سنگِ لحد بھلا کیونکر

مٹائی سی نہیں مٹتی ہیں پیچ قسمت کی
شکن کو شانہ کری زلف سے جدا کیونکر

جو خط کو لی بھی گیا نامہ بر پھٹا ہی عدو
مٹائی گا مری تقدیر کا لکھا کیونکر

۱۱۵
ہنوز دیر کی جانب نہیں پھری تسلیم
عجب ہے کعبے میں حضرت کا جی لگا کیونکر
۲۲

تیغ ابرو کو بنا لیتی ہیں ایجان کیونکر
دیکھ مر جاتی ہیں ہم بے سر و سامان کیونکر

داغ ناکامی تقدیر سے تنگ آئی تھے
دیکھتی پھر کی مجھی عمرِ گریزاں کیونکر

میں تو خوگر ہوں تماشائی رخِ گلگوں کا
مجکو بہلائی بہارِ چمنستان کیونکر

عجب آیا ہی مجھی تنگی دل سے کیا کیا
کہ رہی اسمیں سدا سیکڑوں ارمان کیونکر

صبح تک آہ کی مانا مگر اے جانِ جہان
جیتے رہنے کی مجھے شامِ شبِ ہجران کیونکر

آج کیا آپ نے جاتے ہوئے نیا دیکھے
اس طرف شوق لیے آیا تمھین اے جان کیونکر

دلِ وحشی کو تسلی ترے گیسو کیا دین
وجہ تسکین ہے پریشان کو پریشان کیونکر

تم تو سفاک نہین تھے مگر اے جان ہے سو
روز دو چار بنے گنجِ شہیدان کیونکر

وہ ادا کیا ہے کہ بنجاتی ہین کافر دین آ
ہان ذرا دیکھین تو او دشمنِ ایمان کیونکر

مجکو حیرت ہے کہ بیدادِ فلک سے ابتک
رہ گئی گل چمنِ دہر مین خندان کیونکر

لاکھ ٹوٹے ہی پر ہین تو آزاد تو کر دے صیاد
دیکھ اوڑ جاتی ہین دیوارِ گلستان کیونکر

وصل مین شرمِ وفا خاک نکلنے دیتے
چھوڑ جاتے مجھے تنہا مرے ارمان کیونکر

ضعف سے دستِ جنون کو مرے جنبش دشوار
آئے پابوسیِ دامن کو گریبان کیونکر

مر گیا دن سے پشیمانِ تمنا صد شکر
طعنے سنتا ترے شامِ شبِ ہجران کیونکر

نخلِ گردون سے عجب ہے کہ مرے سینے مین
رہ گئی قاتلِ بیرحم کی پیکان کیونکر

ساتھ غربت مین ہے آئی کی وطن مین اے دل
مین کہین سے پا چبھون خارِ مغیلان کیونکر

مین تو مر جاؤن مگر خوفِ عدو ہے جو یہی
آپ آئین گے سرِ گورِ غریبان کیونکر

کہتے ہین پاس بٹھا کر مجھے رونے کی لیے
اوٹھتے ہین دیدۂ پرآب سے طوفان کیونکر

لو نکلتا ہون مین زنجیر کی بنکر فریاد
روک رکھتا ہے بھلا دیکھون تو زندان کیونکر

لاکھ چاہا شبِ فرقت مین نہ آئی کیا تھا
آج اے مرگ ملی فرصتِ احسان کیونکر

دل ہے پہلو مین نہین رکھتے برنگِ تصویر
داغ دے گی ہمین ناکامیِ ارمان کیونکر

۱۲۶	توڑ کر پانوِ طلب بیٹھے ہین گھر مین تسلیم اب پھرائے گی ہمین گردشِ دوران کیونکر	۱۱۸

ہی سوتا ہی دل مین دل سمجھکر / مٹایا مجھکو بیجا تن سمجھکر
نقاب اولٹی ہی اوس خورشید رو نی / اودھر جانا ہے کامل سمجھکر
وہ مطلب تھا مجھی کلکِ قضا نی / نہ لکھا پھر کبھی مشکل سمجھکر
یہ تلچھٹ اور یہ قدرت خدا کی / ذرا او ساقیِ محفل سمجھکر
ہر اک ذرہ ہی چشمِ قیس لیلی / اوٹھانا پردۂ محمل سمجھکر
سزاوارِ ادب ہی کوے قاتل / اوڑانا خاک او بسمل سمجھکر
تڑپتے دیکھتا ہون جب کوئی شی / اوٹھا لیتا ہون اپنا دل سمجھکر
ہنسنے گی زخم اوچھے ہان خبردار / لگانا ہاتھ او قاتل سمجھکر
کسی نے تھے یادِ محشر بیخودی مین / ہم آئے تھی تری محفل سمجھکر
کوئی ٹوٹا ہوا شیشہ جو دیکھا / بہت رویا مین اپنا دل سمجھکر
مین واماندہ نہین ہون مانعِ طول / مگر او دورے منزل سمجھکر
دہن وہ رازِ قدرت ہے کہ چپ ہون / کبھی آسان کبھی مشکل سمجھکر
مین اس وضعِ گدایانہ کی صدقی / بلا لیتے ہین وہ سائل سمجھکر
بھلا تو اور اونکے مہربانی / کیا کر آرزو ای دل سمجھکر
حسینانِ جہان کرتی ہین توقیر / تمھارا عاشقِ بیدل سمجھکر
نکالا یار نے صحبت سے اپنے / مجھے بیگانۂ محفل سمجھکر
دکھائی ہی تمناؤں کو کیا کیا / تمھارا وعدۂ باطل سمجھکر

١١٣ — کہان تک کروٹین بدلی گا تسلیم / قضا کو آپ سی غافل سمجھکر — ١٢٣

وہی گئی کیفیتین مستی مین توبا ٹوٹ کے
خوب سا میکدی مین ابر مینا ٹوٹ کر

چوتھی مستی مین کیا کیا ہم لب میگون یار سے
کاش بنتا دل ہمارا جام صہبا ٹوٹ کے

وصل کی شب پاؤن جب چھوتا ہون کہتی ہین وہ
خشک ہو جائی ترا دست تمنا ٹوٹ کر

سلسلہ بنتی بگڑنی کا لگا ہی دم کی ساتھ
دیکھی اب کیا بنی تیرا سہارا ٹوٹ کر

اوج کیا پائی جسی قسمت ملائی خاک مین
غیر ممکن ہے کہ پہر تارا ہو تارا ٹوٹ کر

تفرقہ تقدیر کا رکہتا نہین سامان وصل
شاخ تر سی کب ملا ہی خشک پتا ٹوٹ کے

چلبلش ہر دم دل مجروح بی باعث نہین
رہ گیا ہوگا کوئی پیکان کسی جا ٹوٹ کے

دیکھنا اعجاز ساقی آملا رندون مین آج
صوفیون سی زاہد پابند تقوی ٹوٹ کے

نیستی ہستی کا جھگڑا حشر تک مٹتا نہین
بن گیا دریا حباب آب سے یا ٹوٹ کر

کیا ادا کی شرط ہمراہی رفیق دشت نے
رہ گئی تلوون مین نوک خار صحرا ٹوٹ کر

ظلم ہی ہوتی ہر عدو ہی دل کہانی کو بہت
معرکی مین تیر پہنچا تا ہی نیزا ٹوٹ کر

جب کسی کی مین صفت لکھنی لگا پہر قلم
گر پڑی آگی مری کچھ بال عنقا ٹوٹ کے

راہ دکھلاتا ہی کسکی وقت آخر انتظار
آنکھ مین ٹھہرا ہوا ہی دم ہمارا ٹوٹ کے

۱۱۸

پھر ہو گی ٹھیس اہی تسلیم اک دن آہ کی
آنکھ سے بہ جای گا دل کا پھپھولا ٹوٹ کے

۹

ایک ہنگامہ ہی برپا روز و شب جانانہ پر
خاک ڈالی ہی ہوا خون شہید ناز پر

چھیڑنی سی دل بیتابی کی کرتا ہون فغان
دم نکلتا ہی مرا مانند نی دمساز پر

الفت چشم سخنگو بت بنائی گی مجھی
سرمہ چھڑکی گی خموشی آہ کی آواز پر

کہتی ہر افسانہ گو سی ہای رسوا کر دیا
خون سی پہر جلنی کا مری ہمراز پر

گداگری کیوں کفِ پا آپکی وقتِ خرام
چشمِ عاشق کیا بچھی تھی فرشِ پا انداز پر

بلبلِ تصویر ہون صیاد کیون ہی بدگمان
کب مجھے قسمت نے بخشی قابلِ پرواز پر

باغ کا جوبن وہ کہاتی ہی حنا وقتِ خرام
پھول جھڑتی ہین قدم سے فرشِ پا انداز پر

دو طرف حسنِ تمنا ہوگا ثابت حشر مین
کچھ مری بختِ سیہ پر کچھ تمہاری ناز پر

۱۱۹

کردیا تسلیم نے اس مہوش کو بدگمان
پھٹ پڑی اک دن الٰہی آسمان غماز پر

۱۷

جلی کیونکر نہ جی میرا دلِ ناکام و مضطر پر
کہ رکھتا ہی امیدِ وصل وہ بھی اس مقدر پر

اثر آتش مزاجی کا پسِ مردن بھی باقی ہے
ہر افسانہ لکھنا چاہی بالِ سمندر پر

سرشکِ آتشین کب چشمِ تر سے تا مژہ آئی
کیا ہی سوزشِ دل نے چراغان حوضِ کوثر پر

فنا مشتاق ہون ایسا کہ مجھکو عہدِ طفلی مین
کفن کا بستر ہوگا ہوا دامانِ مادر پر

رولاتی ہی فلک کو بیکلا ہی اپنی باتون کو
ہجومِ قطرۂ شبنم نہین پھولون کی چادر پر

تصور کر نہین سکتا کہ کیا ہون فرطِ کاہش سے
خیالِ ناتوانی ہی گران ہی جسمِ لاغر پر

تمہاری بی مہری پر لہو روئیگا خنجر سے
کہ خونِ گرم اپنا جم رہا ہی چشمِ جوہر پر

کیا اظہارِ بیتابی مرا کس بے زبانی سے
کبوتر دیر تک لوٹا زمین کوی دلبر پر

جنون مین بڑھ گئی ہمت مجھ وحشی کے خلقت سے
لٹاتا ہون متاعِ آبلہ ہر خار کی سر پر

کہان بیم و رجا مین ہے نگاہِ شوق کو فرصت
کبھی ہی چشمِ دربان پہ کبھی ہے روزنِ در پر

پیامِ مرگِ عاشق یا وہ سامانِ قیامت تھا
ہزارون مر گئی نالہ تری اللہ اکبر پر

ہمیشہ زخمِ دل تیغِ جفا ہی چاک کرتا ہون
دوپیکر کا یقین کیونکر نہو طالع کی اختر پر

وہ مجنون ہون کہ فیضِ گرمی ان سے مری آخر
ہزارون پڑ گئی چھالی بیابانِ تیز نشتر پر

وہی جنگ ہے آداب اسیری کی کہ مضطر ہون
نکل سکتی نہین چاک قفس سے میری بال و پر

لکھون کیا سوزش دل کی مضامین خوف آتا ہی
گرا دی گا یہ شعلہ برق بازوی کبوتر پر

یہانتک جھکا ہی انتہا کی ضعف مستی مین
گمان ہی خط پیشانی کا مجکو خط ساغر پر

بلا سی گر نہ سمجھی پایۂ فکر رسا جاہل
دراسکہ ہی ای تسلیم طبع اہل جوہر پر

۱۲۳ | ۱۲۸

حشر تک ما سی پہری بوی گل تر ہوکر
آپ مین آئی نہ ہم آپ سی باہر ہوکر

لطف ساقی سبب قتل ہوا فرقت مین
اوتری ہی حلق سی آب دم خنجر ہوکر

عہد طفلی کی مزی لطف قضا سی پائی
قبر نی مجکو لیا دامن مادر ہوکر

پھر وہی دلکو ہوا مشغلہ بیتابی
کون گذرا مری پہلو کی برابر ہوکر

لی تری خاک ہو لالہ گلشن کیون
داغ دیتا ہی مجھی صورت اخگر ہوکر

کشش حسن سے کھنچتا ہی تن زار مرا
بنگیا تار نظر ضعف سی لاغر ہوکر

قتل کرتا ہی شب وصل مین کروٹ لینا
مجسی بیجان نہ پہرو آج مقدر ہوکر

حیف کی جا ہی کہ ہوتی نہ تری شب ہر شب
درد پہلو مین ہماری ہی دلبر ہوکر

چشم میگون کی نظاری سی آگ اٹھی جوش
پھر گئین بزم مین آنکھین تری ساغر ہوکر

شوکت فرق عدو آبلہ پائی سی بڑھی
جلوہ گر ہین سر ہر خار پہ افسر ہوکر

دیکھنا روز جزا دامن قاتل ہمدم
رنگ لائی گا مری خون کا محشر ہوکر

مر گئی عمر تک ادب قاتل سی سر جھکا
بہر پابوس جھکا تن سی جدا سر ہوکر

مل گئی خاک مین تو بھی نہ کدورت نکلی
ہمسی بدلا ہی زمانہ تری تیور ہوکر

آب انگور مین کیا تیغ مجھی ہی قاتل
خون تک خم سی نکلا مئی احمر ہوکر

گربلا دی کی جھی خاک مین تیری رفتار
اوٹھون گا حشر کی دن فتنۂ محشر ہو کر

زاہدا دیکھہ ذرا پیرِ مغان کی اعجاز
خندہ زن شیشہ ہی کیا آیا ہی پیمبر ہو کر

گر یہی جوشِ گریہ ہی تو بیشک تسلیم
سیلِ اشک آج بہی گا مری سر پہ ہو کر

۱۲۱ ردیف رای ہندی ۹

عشق کسکا کیسی چاہت افترا بہتان چھوڑ
دم پہ ناصح بن رہی ہی جا خدارا جان چھوڑ

بت پرستی اور ہین اہلِ خدا کا خوف کر
کافرون کی بہی سنی ہی تو ایمان چھوڑ

پہینک اسبابِ جہان آزاد ہو کر بیٹھہ رہ
چھوڑنی ہی بیشتر سامان کی سامان چھوڑ

چاہتا ہی گر حیاتِ خضر مر جانی کی بعد
میفروشون کی نہ جیتی جی کبہی دوکان چھوڑ

مر گیا عاشق ترا اک ہفتہ تو او خود پسند
کنگہی چوٹی سرمہ مسی چہوڑ دی منہ سی پان چھوڑ

جو فقیری مین مزا ہی بادشاہی مین کہان
بیٹھہ چل کر دشت مین قصرِ رفیع الشان چھوڑ

ایکدن خون ہو کی بہ جائیگا اے دل آنکہہ سی
دیکہہ مین کہتا ہون اوس نرگس کا دہیان چھوڑ

کچہہ تعجب خالی دل کو رکہنا کام ہی اوسی ای فلک
حوصلہ کوئی تو نکلی کوئی تو ارمان چھوڑ

سختِ دل مین شعر بہی تسلیم جانی ناخلف
یادگارِ زندگی تو دہر مین دیوان چھوڑ

۱۲۲ ث

پہینک تسبیح کو ای شیخ نہ زنار کو توڑ
ہو سکی تجھسی تو اپنی بتِ پندار کو توڑ

سخت جان ہون نہین کٹنی کا گلا او قاتل
کہنی سی ہی قسمون کی نہ تلوار کو توڑ

محتسب خیر سی ماہِ رمضان کٹنی دی
اور کسدن نہ پیمانۂ میخوار کو توڑ

رحم کر زحمتِ مہمانِ قفس پہ صیاد
ضد سی ناحق نہ پرِ مرغِ گرفتار کو توڑ

مانگتا ہی لب شیرین کا جو بوسہ دیتی ہی
وقت آخر نہ ستمگر دل بیمار کو توڑ

جب مین سر دروازہ ٹکراتا ہون سر کہتی ہین
جا مری گہر نہیں خشت در و دیوار کو توڑ

دونون آماج ہین اوس ناوک قاتل کی میرے
توڑ تو سینے کو چاہی دل افگار کو توڑ

پھر نہ توڑیگا خرابات کے خم اے تسلیم
ایکدن محتسب زاہد مکار کو توڑ

۱۲۳ ردیف زای معجمہ ۲۰

پیر ہون پر ہی جوان شوق عمر جاودانی ہنوز
لذت ہستی ہی بھی میری تن جوانی ہنوز

پردہ وحشت کفن سے بھی نہ ممکن ہو سکا
دیتی ہی ہی مجکو طعنے چاک دامانی ہنوز

چھوڑکر مقتل کہان جاتا ہی قاتل دیکھ تو
کہہ رہا ہی کچھ سکوت چشم قربانی ہنوز

دیکھکر کس گلکو نکلی ہی چمن مین تیغ خار
سوزش گلشن ہی باقی ہی حیرانی ہنوز

ہی جہان مین پست میری ہوا یہ فرش خاک
دیتی ہی ہی ساتہ میرا خانہ ویرانی ہنوز

کیا کہون نہیں سنگون کہین شیشہ فریاد ہی
طعنہ صیاد دیتی ہی پشیمانی ہنوز

جب کہا مرتے ہین بولی او بھی کچھ کم ہو
اختصار مدعا کرتا ہی طولانی ہنوز

صدقے اشوق جفا کی قتل عالم ہو چکا
تشنہ خون ہی تیری تیغ صفاہانی ہنوز

وقت پیری ہی نہین سیلاب مین کمی
کشتی عمر رواں ہی اپنی طوفانی ہنوز

مرکی بہی قیدی ہین پابند محبت حاجب ہی سر شک
وای قسمت کے ہی ہین ہم لب پانی ہنوز

کیا کہون کیا سجدہ ہای بت سے بر آئی مراد
کچھہ نہین حاصل مجھی جز داغ پیشانی ہنوز

بوئی گل ہمسن گل کی ہی لوث نظر سے پاک ہون
پردہ پوشی تکی ہی میری عریانی ہنوز

گو ہوئی اقرار لیکن شاد کیا ہون حسن ہین
بات مطلب کی کوئی اوسنی نہین مانی ہنوز

حاجت شمع لحد مجھہ تیرہ قسمت کو نہین
شعلہ افشان ہی چراغ داغ پنہانی ہنوز

آج تک محرومیِ قسمت سے ہیں جی میں داغ داغ
مانعِ مطلب ہے اونکی پاکدامانی ہنوز

... تو ہوائی کریگا مجھسی بحثِ نالہ کیا
اُف سی بھی واقف نہیں قیسِ بیابانی ہنوز

... سبب لیتی نہیں عہدِ وفا کی تم قسم
بدگمان ہو کچھ شہیدِ ناز سی جانی ہنوز

واہ ری تاثیرِ وحشت پھینک کے بھاگا قلم
کھینچنے پایا تھا نقشہ مرا مانی ہنوز

خاک بھی ہو کر خیالِ زلف سے ہم ہیں ہی
جمع رکھتا ہوں میں اسبابِ پریشانی ہنوز

۱۲۲

اوسکی بزمِ خاص تک تسلیم پہنچون کسطرح
مجھکو تو آتا نہیں آدابِ دربا سے ہنوز

۲۲

لو بدگمان ہی یار کا تیرِ نظر ہنوز
سینے میں ڈھونڈتا ہی ہماری جگر ہنوز

اللہ ری شوقِ دیدِ گلستان کہ بعدِ ذبح
جاتی ہیں اوڑ کی سوی چمن بال و پر ہنوز

گو خشک ہو گیا ہی مگر خون سی مری
جوبن ہی ہو فالبِ سوفار پر ہنوز

کیوں کھینچتا ہی مجھسی وہ دل کی لگی ہوئی
پیکان ترا ہے تشنۂ خونِ جگر ہنوز

سر پھوڑنے کا بعدِ فنا بھی خیال ہے
دو چار خشت رکھتی ہیں ہم زیرِ سر ہنوز

ظلمت لحد کی دیکھکے آتا ہی یہ خیال
شاید نہیں ہوئی شبِ فرقت سحر ہنوز

بعدِ فنا بھی کم نہوا انتظارِ یار
آنکھیں لگی ہوئی ہیں مری سوی در ہنوز

محشر بھی ہو چکا ہی و لیکن تہِ مزار
میں کہہ رہا ہوں بیخبری ہی خبر ہنوز

گو قتلِ بر بہوٹ بھی ہم مگر تجھے
رونی کی آرزو ہی بھی چشمِ تر ہنوز

اللہ ری ضعف چھٹکی قفس سے قفس کے پاس
بیٹھی ہوئی ہی بلبلِ بے بال و پر ہنوز

مرکر بھی حسرتوں کی ہی کچھ جمع عمر مین
برپا ہی ایک حشر مری جان پر ہنوز

چلتی ہیں کمسنی میں نگہ کٹ سے کہا کی بر
زلفِ دراز آئی نہیں تا کمر ہنوز

صدقے ہون اپنی مرگ کی کیا کیا خیال ہین
سیتا ہی بخیہ گر مری زخم جگر ہنوز

قسمت کہان سی لائی ہی چلتا ہون اب کہان
اپنی خبر نہین مجھی مثل شیشہ گر ہنوز

ہر چند وہ تو آئینگے لیکن اجل سی ہم
بیٹھی ہین فرش راہ کیی چشم تر ہنوز

ہنگام مرگ بھی نہین کہتا پیام یار
ترسا رہا ہی مجھکو مرا نامہ بر ہنوز

مہمان تمہارے کون کہ عکس جمال سی
جوبن ہی ہمنشین در و دیوار پر ہنوز

پوچھا نہین ہی رونی کا حال اونکی کان تک
باقی ہی آب اشک کو ہونا گہر ہنوز

وہ ہین بغل مین بخت کی ناکامیون سی حیف
سمجھی ہوئی ہین عشق کو ہم بی اثر ہنوز

شرط وفا کا پاس ہی مجبور کیا کرے
لب تک آ رہا ہی سینی سی داغ جگر ہنوز

دل آگئی وقت مگر کب ہی لیتا نہین خبر
بھولا ہوا ہی مجھکو مرا ہمسفر ہنوز

۱۲۵	وعدہ خلاف یار سی وصلت کہان نصیب تسلیم دیکھتے ہی رہی شام و سحر ہنوز	شد

کیا کیا اٹھائی ہی ستم ہین گلۂ آسمان ہنوز
زیر کفن بھی ہلتی ہی تشنہ مین زبان ہنوز

دل کی لگی ہوئی نہ بجھی بعد مرگ بھی
اوٹھتا ہی گاہ گاہ لحد سی دھوان ہنوز

چلتا ہی میری گور پہ دامن اوٹھا کی یار
حسرت زدون کی خاک سی ہی بدگمان ہنوز

ہر چند مثل شمع ہون جگر سوختہ مگر
باقی ہی دل مین حسرت آہ و فغان ہنوز

پوچھا عدم کو قافلہ نقش قدم کی طرح
ہم مل گئی ہین خاک مین بیٹھی یہان ہنوز

گو مل گیا ہون خاک مین لیکن سمجھ کی خاک
رکھتا ہی مجھسی دور قدم آسمان ہنوز

۱۲۶	تسلیم کھو رہے ہین کوئی حسین ہو گو پیر ہین مگر ہی طبیعت جوان ہنوز	۱۴۳

ردیف سین مہملہ

ہٹ نگر دستِ جنون اب کیا ہی پیراہن کے پاس
دھجیاں ہو کر گریبان آ چکا دامن کی پاس

خود بخود گردن کبھی جاتی ہی کچھ کھلتا نہیں
سحر ہی افسون ہے کیا ہی خنجرِ آہن کے پاس

خاک تو پوچھی کی اوڑ کر دامنِ گل تک کبھی
بلبلِ بیکس کو گلچین دفن کر گلشن کی پاس

آتشِ سوزِ جنون کی شعلہ افشانی نہ پوچھ
آتی آتی طوق کشتہ ہو گیا گردن کی پاس

مر کی بھی خالی نہ ہو گا پہلوے تربت مرا
بیکسی رویا کری گی بیٹھ کر مدفن کے پاس

رشک آتا ہی کہ تجلیات ہون موسی پہ ہی
اور ہم دیدار کو ترسین کھڑی ایمن کے پاس

روز ملتی ہین ہمین امید سے کم نہیں
دیکھ لین تمکو بلا کر ایکدن سوسن کے پاس

دید کی فرصت نگاہِ شوق کو ملتی نہیں
جھانکتا ہی کون شوخِ برق وش روزن کے پاس

حسن کے گرمی سی پانی پانی ہو کر رہ گیا
آئینہ آیا جب اوسکی عارضِ روشن کے پاس

بے غرض کی دوستی ہی ناروا ہی حرص کے
رشتہ لیتا ہی نہیں ہر چند کچھ سوزن کے پاس

عالمِ بالا سی پہونچا ہی نہیں ہی منتظر
جاگتا ہی ماہِ تابان رات بھر خرمن کے پاس

دوستون کا قحط ہی تسکینِ دل کی واسطی
بیٹھتے اٹھتے ہین جا کر ہم کبھی دشمن کے پاس

حسنِ روز افزون پہ پردہ پڑ ہی سکتا نہیں
نور چھن آتا ہی جب آتے ہو تم چلمن کے پاس

۱۲۷ کیا پتا لیتا قلم اپنا اگر بے سر مارہا
دھوپ میں جنگل میں گی رات کو گلشن کے پاس ۱۱

حشر میں رکھتا ہی حور و قصر و دنیا کی ہوس
مر کی بھی باقی ہی اے تجھکو دنیا کی ہوس

زندگی بھر ساتھ تھی مرتی ہی سب رخصت ہوئی
ولولی حسرت تمنا جوشِ بیجا کے ہوس

بعد رنجی بی بھی وقتِ اجل کی کیا کہون
لیگئے وارث متاع و مال و دنیا کی ہوس

اس سبب سے چھپا ہی سب کی چھپا او تجھے
حشر مین چاہی کی پہر ہوا وقتِ جفا کی ہوس

جسقدر بیٹھتا ہی پاس تجھ سے جڑتا ہی تیز
کم نہین عشق کی کبھی صورت دریا کی ہوس

خوش ہون مین تصویر کی مانند یون ہین نا امید
ان سے ہمسون پڑ دی یارب تمنا کی ہوس

آپ ہی کہتی ہین سنا ہی عمر بہر کس کو ہم
کشتۂ نشئہ آرزو و شنا کی ہوس

آبلی پاؤن کی ٹوٹی دل مین چبھ پڑ گئی
داغ دل سی نکلی گویا خارِ صحرا کی ہوس

کیا حقیقت ایک سوزن کی مگر اسیر ہی آہ
لی گئی ساتھ اپنی گردون پر مسیحا کی ہوس

جب سے سن پایا ہی تو قیدِ مکان سے پاک ہے
اب نہ کعبی کی تمنا ہی نہ گرجا کی ہوس

۱۲۸
جس طرف پہیری پہری تسلیم مجہ سے ہی ہم
زندگی بہر کل کا پتلا وا ہی جہان کی ہوس
۹

تا گلو آنی دی سب ہی ستمگر کی پیاس
میری ذمہ پہر سے ہی قاتل اگر خنجر کی پیاس

کیون نہ ہل اسقدر ساقی جہکا مینا ہی می
تر زبان مین ہون مجہی کچہ دم لبِ ساغر کی پیاس

گر سے ہی نخلِ فلک سے ہو چکی سیراب گل
تا ہم کو اک قطرۂ شبنم ہی دن بہر کی پیاس

تیر کہاتی ہین کہڑی مقتل مین قاتل کی حضور
آپ پیکان سی بجہاتی ہین دلِ مضطر کی پیاس

باصفا ظاہر کی فیضِ باطنی سی پاک ہین
کیا بجہا سکتا ہی کوئی آبِ گوہر کی پیاس

ہوتی ہین ظالم شریکِ حال موذی دہر مین
دیکھ شبنم سی بجہاتا ہی فلک اختر کی پیاس

ہم ہین مشتاقِ شہادت ہین وہی دیکھیے
کس کی خون سے آج بجہتی ہی تری خنجر کی پیاس

جو مزا مرنی مین ہی لطف جینی مین کہان
آبِ حیوان سی ہوئی ناکام سکندر کی پیاس

۱۲۹
کہاتی پیتی یاد کرنا چاہیے تسلیم کو
بہوک پیغمبر کی آلِ ساقیِ کوثر کی پیاس
۱۱

ردیف شین معجمہ

جیتی ہے تری شست کی تیر تخمین کی پرورش
آسمان کی مہربانی تہی زمین کی پرورش

سایۂ دامانِ مادر ہنگیا قسمت سے داغ
ورنہ مشکل تہی دلِ اندوہگین کی پرورش

لاکہہ پیدا ہی مگر وہ سوزِ تمکین کرتا جدا
دل سی ہی منظور تیرے دلنشین کے پرورش

سب سے پہلے عشق نے لی گر خبر لی یار نے
مجکو بہولی کی نہ وقتِ واپسین کے پرورش

مین کبھی قابل نہین کس بات ہی گر دل مین جگہہ
یہ فقط ہی تیری چشمِ سرمگین کے پرورش

اوسکی نے لفظونکو بنا کر ہاتہ چینی سے اوٹھا
زہر افعی جانِ مارِ عنبرین کی پرورش

ایک عالم پہ نگیونکر وہ نون ہوئین گیتی فروز
مہر و مہ نے پائی ہی تیری جبین کی پرورش

کیا کہون کیون اسقدر لیتی ہین ضعف سون پلنا
کچھ مری تقدیر کچھ ہیچ الامین کے پرورش

زخم اوچھی دیکھکر برسون لہو رووونگا مین
ایک آفت ہوگی وحشت نازنین کی پرورش

داغ ہی پہلوئی دل مین اکتا داغ مین
ہمنشین کرتا ہی کیا کیا ہمنشین کے پرورش

۱۳۰ اگر کہین ہی نقص و عیب ان کو تو اسی کہہ جان ۱۱
عیب ہی کی قدردانی نکتہ چین کے پرورش

بہت ہون مین کہ تجکو ہی مجکو نہین کسے خواہش
ورنہ حاجت تجہے زبان کی نہ سخن کی خواہش

چپ کی صیاد سے گلشن کو بچا ای بلبل
دیکھ پہر دام مین لائی نہ چمن کے خواہش

شکلِ تصویرِ خیالی ہون جہان مین مرکے
نہ لحد کی مجہی پروانہ کفن کی خواہش

چارہ گر تو نہ مداوا مین کمی کر آگے
جو لکھا بخت کا جو چرخِ کہن کی خواہش

پرتوِ عارضِ جانانہ سی روشن ہی مکان
کیا کرون وصل کی شب شمع لگن کے خواہش

شکر ہی مر مٹی ہم وقتِ جدا سی پہلے
مل گئی خاک مین حسرتِ گلشن کے خواہش

بوی گل مجھکو بنایا ہی مقدر نی مری
پیرہن کی نہ تمنا نہ بدن کی خواہش

صفت گرد ہون یکسان ہی مجھی رنج و نشاط
نہ کبھی شکوہ غربت نہ وطن کی خواہش

کیا پڑی ہی جا اوٹھاؤن مین ستم گردون کے
نوجوانی ہمین ... کی خواہش

عمر ہوئی تھی اگر کنج قفس مین آخر
اتنی کیون ہی مری ... کی خواہش

دل مرا قرۃ صد پارہ کا اک ٹکڑا ہی
اسمین کیا خوش ہی ... کی خواہش

آگ بن جائین گے کیا خاک لگین ...
خط ہین اونکو جگر سوختہ تن کی خواہش

۱۴ ردیف صاد مہملہ ۱۵

دیکھی خنجر سائی آج کسکی دل کی حرص
زور پہ ہی حرص قاتل ... بسمل کی حرص

پر ہی ... سی ... کی گنجائش نہین
کیا کری پیدا حباب آب ... کی حرص

شمع اگر شام سی جلتی ہی کیا کیا صبح تک
کسقدر رکھتی ہی ہمین ... کی حرص

دم بھر الفت مین ناحق نہ مانند حباب
بی نشان کر دیگی تجھکو دعوی باطل کی حرص

اہل کے منہ اہل طمع کا بند پھر ہوتا نہین
دیکھ لو پھر کر ... کاسہ ... کی حرص

رات دن راہ طلب مین مثل دریا ہون روان
خواب کے خواہش نہ آرام سر منزل کی حرص

کوئی ساعت لطف بر ہم سی نہین ہوتا جدا
اف ہی تیرا شوق لب بی شانہ ... کی حرص

روز و شب پھرتا ہی کاسہ لی کی مہر و ماہ کا
کسقدر ہی اوج پر سن چرخ تیرہ دل کی حرص

آپ دیکھی ... لیلی قیس سی دید کو
خاک مین ملجای گی ... محمل کی حرص

وہ لب جان بخش کا بوسہ نہ دین گی عمر بھر
ساتھ میرے جای گی اس مطلب مشکل کی حرص

عاجز سے کیون نہ تردد ہین دنیا کو یاس
کیا کری طوفان مین ناتوان ساحل کی حرص

آمد و شد دیر و کعبہ کی دلِ گمراہ چھوڑ
باز رکھی گی حد سے خارج و داخل کی حرص

ہو گیا روشن کہ ہے مٹ کہتی ہی چراغِ صبح کے
مرتی دم کیا کیا چمکتی ہی دلِ غافل کی حرص

نی نشر و راحت منزل انہیں ہوتی نصیب
داغ دل بجھاتی ہی انجام کو کامل کی حرص

تو نکر پائی طلب تسلیم بیٹھوں کس طرح
روز و شب بھڑکا رہی ہے دلکو میرا ئی دل کی حرص

۱۳۳ ردیف ضاد معجمہ ۱۳۴

کچھ تو راحت نظر آتی غمِ پنہان کی عوض
کاش دل ہی نکل آتا تری پیکان کی عوض

اوڑ چلا خطِ سیہ عارضِ تابان کی عوض
مور چی تخت ہوا پر ہین سلیمان کی عوض

سوختہ بخت ہوں مانگوں جو پانی کی دعا
آگ برسائی فلک ابر سی باران کی عوض

مفلسی میں بھی سیہ خانہ مرا روشن ہی
داغ جلتا ہی چراغِ شبِ ہجران کی عوض

عاشقِ زلفِ خط سبز ہوں لیکن تہمت پر
خار روتی ہی مجھی سنبل و ریحان کی عوض

کبھی بوسہ نہ دیا سنگ دلِ عاشق کو
کوئی احسان نکیا آپ نے احسان کی عوض

پوچھتی کیا ہو اثر مذہب و دین ای واعظ
دل میں ہی بت بیرِ حرم ہی ایمان کی عوض

خاک مجھ سوختہ قسمت کی اگر ڈالی ہی بیخ
بحرِ قلزم میں ہو گوئی اٹھیں طوفان کی عوض

چارہ گر کشمکشِ عشق و وفا اب تک
دی ہی مجھی زہر کسی نی مجھی درمان کی عوض

رسمِ گم پیشی میں ہی رہی گی جاری
شمع روئی گی تری کشتۂ ہجران کی عوض

کیا کہیں بیخودی جوشِ جنون کا عالم
سیتی ہیں دامن گل اپنی گریبان کی عوض

مدعا کب ہی گر تھا فلکِ شیرین کام
زہر دینا تھا مجھی تلخیِ دوران کی عوض

فصلِ گل میں تو اوڑائی ہیں نئی سب اسنی
صدمی کچھ ہی بلبلِ بستان کی عوض

آرزو ہی مری وحشی ہی جنون کی اسکو
دل دیا خاک اڑانی کو بیابان کی عوض

پہونچی ہستی کی خرابی سے نہ آیا زندان
گور مین قید ہین ہم گھر کی بیابان کی عوض

ہم وہ عاشق ہین کہ بیتاب ہین اس سحری
آنکھ ہم شاد ہی ڈالین قدح جان کی عوض

سنکی افسانۂ مجنون کہ آنکھین
دیکھ لو حال اخوت پشیمان کی عوض

تم تو ڈالی انعام کرین ہمت بخشش
دی گہر مثل صدف قطرۂ نیسان کی عوض

شاد ہی قتل مین کچھ پرسش فکر قاتل
منہ دیکھا ہاتھ نہ ملی خون شہیدان کی عوض

یہی طرح کی جو شش ہی بہت جنون
تکڑی تکڑی ہی جگر چاک گریبان کی عوض

کہہ دی مشعلہ جب بات کی اوسکی
خود پریشان ہوئی زلف پریشان کی عوض

رنگ گلشن کسطرح ہوش مٹا دل کی اڑی
باغ مین گل کی ہنسو تم گل خندان کی عوض

۱۸
اب کہان ولولہ جوش نشاط ای تسلیم
رہ گئی پردۂ گریبان لب خندان کی عوض

آپ مین کم ہون کسی کی جستجو سی کیا غرض
جب دہن مہر ہوا پھر گفتگو سی کیا غرض

دیکھ کر تحمل فلک کا حوصلہ جاتا رہا
آرزو کہتی ہی مجکو آرزو سی کیا غرض

بحر ہستی مین حباب آسا نظر رکھتی ہین
ہتھکڑی ہی کام کیا طوق گلو سی کیا غرض

کیون ملین ہم خاک مین تعظیم منعم کے لئے
اہل زر کی اعتبار آبرو سی کیا غرض

ذکر کعبہ ہو کہ وصف دیر دونون کو سلام
رند مشرب ہین ہمین اس گفتگو سی کیا غرض

تشنگی قاتل کی طلب حشر مین بولا زخم دل
مین تو راضی ہو چکا تم مین مری عدو سی کیا غرض

عندلیب گلشن جنت ہون مجکو ای صبا
تو ہی بتلا ان گلون کی رنگ و بو سی کیا غرض

ہی کسی محبوب دوران کا مہ نو یادگار
ورنہ تھی گردون کو طوق گلو سی کیا غرض

پُر تکلف شامیانہ گور پر بیکار ہے — مل گئی جب خاک مین پہر آبرو سی کیا غرض

نشترِ فصاد ہاتھ جسمِ بیجان کو نہ چھیڑ — قالبِ تصویر ہون مجکو لہو سی کیا غرض

تہمتِ آلودگی سی پاک طینت پاک ہین — چادرِ آبِ روان کو شست وشو سی کیا غرض

عالمِ خندہ ہو یا گریہ ہو چُپ رہتی ہین زخم — ہنسنے رونی کی فقط ہین گفتگو سی کیا غرض

عشقِ رخ بس ہے خط و خال و دہان و لب چھوڑ — ایک سو ہے کہ دل کو فکرِ چار سو سی کیا غرض

بڑھ کی تر دامن سی محشر مین ہوا بی آبرو — زاہد انکی نمازِ بی وضو سی کیا غرض

حاضر و غائب ہی تصویر ہی پیشِ نظر — صورتِ آئینہ مجکو روبرو سی کیا غرض

مثلِ شیرین سوگ رکہو عاشقِ جانباز کا — تمکو پیری خندۂ مرگِ عدو سے کیا غرض

سرخوشِ جوشِ حقیقت ہین مجہی اس بزم مین — ساقیا تیری می و جام و سبو سی کیا غرض

مین تو ہون تسلیم شاگردِ نسیمِ دہلوی
مجکو طرزِ شاعرانِ لکہنؤ سی کیا غرض

۱۳۴ — ## ردیف طای مطبقہ — ۱۲

آئی ورودِ صاف تو اوس بے لقا کی خط — بہیجی گا صبح و شام ہزارون لکہا کی خط

کیا جانیی وفائی اوسی کیا سکہا دیا — رویا کیا قلق مین عدو بہی پڑہا کے خط

اظہارِ دشمنی سی کہلی دوستی کی راز — رسوا ہوئی وہ اور بہی پرزی اوڑا کی خط

اوس شعلہ رو کو سوزِ جگر کہیل ہو گیا — قاصد کی شکل دیکہتا ہی جلا کے خط

کیا کیا نہ دل سی دل کا لکہا ماجرا مگر — پیرِ حرم نے پڑہا نہ کبہی دل لگا کی خط

وقتِ شباب سبزہ ہم مصحفِ تن شکن — آتی ہین آدمی کی لئی دو قضا کی خط

جو جو لکہا ہی یار نی سب دل کی نقش ہے — طغرای کعبہ ہین صنمِ پارسا کی خط

اسدری نازکی کفِ دستِ نگار مین
پاتا ہون آج تک کہ برگِ حنا کی خط

دونون جہان مین رسل و رسائل کی سہم ہے
محبوبِ انبیا ہین صحیفے خدا کے خط

وہ شعلہ رو پڑہے گا لکھا کیا نصیب کا
کردی گی خاک حسن کے گرمی جلا کی خط

تعویذ سی حرارتِ قلبی نہ جای گے
مجکو پلاؤ وہ ہو کی مری دلربا کی خط

۱۳۵ تسلیم جہان مین نہین پیغامِ مرگ ہین
لکھی ہوئی ہین خاصِ دستِ قضا کی خط ۵

قاصد گرادی کوچی مین اوسکی کمر سی خط
گذری گا آتی جاتی کبہی تو نظر سی خط

شاید وہ پاکی بوی وفا ہم زبان ہے
لکتے ہین اس امید پہ خونِ جگر سی خط

گم گشتگی نصیب کی لکھنا غضب ہوا
آخر کو گر پڑا کمرِ نامہ بر سی خط

موقوف یک قلم ہین بہم نامہ و پیام
کوئی گیا ادہر سی نہ آیا ادہر سی خط

اللہ ری نازکی وہ منظارۂ جمال
پڑتی ہین وی صاف پہ تارِ نظر سی خط

میرا تو عرضِ حال بہی مشکل پسند ہے
لکھتا ہون خامۂ مژۂ چشمِ تر سی خط

کچھہ آگیا جو پاس وفا نامہ لی لیا
لیکن نہ پڑہ سکی وہ رقیبون کی ڈر سی خط

۱۳۶ تسلیم وقتِ شام بہی فرصت نہین نصیب
کس کس کو لکھتی ہو بیٹھی سحر سی خط ۹

مشکل مین اضطراب مین وہ نامہ بر غلط
شرطِ وفا نباہین گی وہ عمر بہر غلط

بہجای جس سی بلبلِ مضطر کی جان پر
ایسی اوڑا نسیم نہ آکر خبر غلط

شوقِ وصال و جوشِ تمنا و ہجومِ غم
لکھنی کو اوسنی کیا نہین لکہا مگر غلط

اللہ ری بیخودی مرے تحریرِ داغِ عشق
اوس شعلہ رو کو لکھہ گئی سوزِ جگر غلط

کرتا ہی کیا مسودہ منشئی روزگار
ہوتا ہی روز صفحۂ شام و سحر غلط

ثابت کرون عدو کو کوئی غیب دان نہین
اوسکی کمر کو مین کہون تار نظر غلط

فریاد سنکے آئیگا صیاد کو نہ رحم
سمجھے ہوئی ہی بلبل بی بال و پر غلط

ہر شب ہی وعدہ قتل کا ہر روز کچھ نہین
عہد ستم ہی او فلک حیلہ گر غلط

۱۳۷ تسلیم نازکی سے یہ فن اسقدر ہی خبط
نکلا ادہر زبان سے مصرع ادہر غلط ۹

ناصح بلاسی اوسکے ہین قول و قسم غلط
کچھ دم تو سادگی سی مرا ہوگا غم غلط

کیا ہار پہول لی کی لحد پر تم آؤ گی
کہاؤ نہ مرتے دم مری سر کی قسم غلط

کیا شک ہی جو یار کو مین بہیجتا ہون خط
لکہتا ہی ضد سی خامۂ مشکین رقم غلط

جب پوچھتا ہون غیر سی پہر آپ مل گئے
گہبرا کی کہتی ہین تری سر کی قسم غلط

کیا کہہ گیا تہا شام کو ظالم جو صبح تک
سمجھے نہ انتظار مین وعدی کو ہم غلط

کیا شکوہ تجہسے وعدۂ باطل کا بیوفا
لکہا مری نصیب کا ہی یکقلم غلط

معشوق تہی کہ تیغ گلی جسکی مل گئے
اک دم مین ہوگیا غم ہست و عدم غلط

دل ہی وہ آئینہ ہی اگر پائے یہ جلا
روشن ہو بات سی تہا جام جم غلط

اوسکی ہر ایک بات کو تسلیم جانتا
حیلہ فریب مکر و دغا فقرہ و دم غلط

۱۳۸ ## ردیف ظای معجمہ ۱۵

کیون خرابات مین لاف ہمہ دانی واعظ
کون سنتا ہی تری ہرزہ بیانی واعظ

دفتر وعظ کی نقطی ہی نہون گی آتی
جلتے ہین دل مین مری داغ نہانی واعظ

سچ سہی جنت و دوزخ کا فسانہ لیکن
کس طرح مان لون مین تیری زبانی واعظ

پی وضو پائی خم بادہ کو چھو لیتا ہی
خاک آتی ہی تجھی مرتبہ دانی واعظ

نرم ہی دل سخن گرم سہی اب تک تھا
دیکھ لی ہم نے تری شعلہ بیانی واعظ

نیک و بد خوب سمجھتا ہون کہون کیا کہ ہی
سننے دیتا نہین آشوب جوانی واعظ

رندی و زہد پائی ہین ہم دونون یکتا
مثل میرا ہی نہ تیرا کوئی ثانی واعظ

یہ خرابات ہی جا خیر سے اپنی گھر کو
منہ کی کھلوائی نہ پھر تیز زبانی واعظ

آج سمجھا گئی کیا تجھکو عبادت تیری
نہ رہا شعلۂ اشک فنا سے واعظ

اسقدر ہی جو دم نزع ہوس دنیا کی
ساتھ لیجائی گا کیا عالم فانی واعظ

رند ہون دی مجھی جام می اطہر کی خبر
تجھکو کوثر کا مبارک رہی پانی واعظ

زرد ہو جاتا ہی سنکر رخ گلگون میرا
تیری تقریر ہے یا باد خزانی واعظ

نقشہ فردوس کا باتون مین جو کھا دیتا ہے
یہ زبان ہی تری یا خامۂ مانی واعظ

چلتی پھرتی نہین بیوجہ یہ رونا میرا
ساتھ پھرتا ہون لیئی غم کی نشانی واعظ

۱۳۲۹

کیا رکی خامۂ تسلیم دم فکر سخن
طبع مین آج ہی دریا کی روانی واعظ

۹

سب غلط کہنی کو ہی قال مقال واعظ
پوچھو یاران خرابات سے حال واعظ

سبکو کہتا ہی برا آپ بھلا بنتا ہے
کس طرف ہے مری اللہ خیال واعظ

جمع کرتا ہے سدا مکر سے مال دنیا
دیکھیے کیا ہو دم حشر مآل واعظ

حرمت بادہ مین رند و نکر و فکر جواب
ٹال دو آری بلی کہہ کے سوال واعظ

لی اوڑا ریش کی جلوی کو خضابی جوبن
رو سیاہی ہی بڑھا اور جمال واعظ

عجز توبہ شکنی قوتِ بیباکی ہی
مجکو آسان ہی جو کچھ ہی محالِ واعظ

جز گنہگار نہ پوچھے گئے تقوے والی
سب دہرا رہ گیا محشر مین کمالِ واعظ

جانی دو شیشہ و خم توڑنی رندونکی حضور
آج میخانی مین دیکہین گی مجالِ واعظ

ن ١٤٠
ادبِ حسن پرستی جو یہی ہی تسلیم
ہو چکا حشر مین حورون سی وصالِ واعظ
١٣

آگ لگ اوٹھتی ہی سنکی بیانِ واعظ
کوئی شعلہ ہی ہی منہ مین کہ زبانِ واعظ

غیر سی نکتہ سرا آپ سراپا غافل
صفتِ خامہ ہی بیشرم زبانِ واعظ

بحث کرنی ہی نہ تہی پیرِ مغان سی آخر
مل گئی خاک مین سب شوکت و شانِ واعظ

چہیڑنی جاتی ہین شیشی لیی آغوش مین ہم
میکدہ آج بنادین گی مکانِ واعظ

اعتبار اسکو قسم کا نہ یقین توبہ کا
کیا کرون ہای علاجِ خفقانِ واعظ

بیچتا ہی طمعِ زر پہ خدا کے باتین
آجکل مسجد مین گویا ہین کانِ واعظ

دو ہی دن مین صفتِ حرفِ غلط عالم مین
نام کو بہی نرہا نام و نشانِ واعظ

اپنی فرماتی ہین سنتی نہین رندونکی کبہی
دہنِ شیشۂ بادہ ہی دہانِ واعظ

جی بہلتا ہی الٰہی ورقِ ہستی پر
جبتلک ہین تن سلامت ہے جانِ واعظ

جیتی جی مجہسی چہٹی جام و صراحی توبہ
غلطی پر ہین خیالات و گمانِ واعظ

خلد مین ہے مقیمِ حرمِ یار ہون مین
میری عالم مین نہین فرق جہانِ واعظ

چہیڑنی کو یہ ہم رد و بدل ہے ورنہ
یار واعظ ہی مرا مین دل و جانِ واعظ

بگڑی کس بہت سی جو دیر کو چہوڑا تسلیم
آج کیون بیٹہی ہو مسجد مین بہانِ واعظ

۱۴۱	ردیفِ عین مہملہ	۱۲

اوٹھگیا کیا کہہ کی تو ای غیرتِ تنویرِ شمع
شمع دامنگیرِ شب ہے شب گریبانگیرِ شمع

بانگھین دیکھو اگر تم رنگِ محفل رات کو
شاخِ شمع سبز ہو گل شعلۂ تنویرِ شمع

لاکھہ شعلہ سر کو پٹکی رخصتِ جنبش کہان
اشک کا دانہ ہوا ہی دانۂ زنجیرِ شمع

عشق کی نیرنگیان دیکھو کہ جسمِ نار مین
سوزِ غم سی بنگیا ہر استخوان تصویرِ شمع

ہجر مین وہ جلتی ہین وصلت مین جلتا کاش اگر
شمع کو دیتی مری قسمت مجھی تقدیرِ شمع

سر چڑہانا غیر کا ہی اپنی مٹنی کی دلیل
لی بجھا آخر کو شعلہ قامتِ دلگیرِ شمع

لاکھہ رویا رات بھر پگھلا نہ وہ آتش مزاج
ہو گیا ہر اشک میرا اشکِ بی تاثیرِ شمع

اِی سبب ہونکا نہین دم تونکو سوزِ عشق نی
اسمین کچھہ تقصیر پروانہ ہی کچھہ تقصیرِ شمع

دیکھکر پروانی کیون وہ ہی تصدق کی لیی
کیا کوئی خطِ شعاعِ شعلہ تہا تحریرِ شمع

شورِ بیتابی مین ہی پاسِ خموشی ہی وہی
کیا کوئی سمجھی ادای نالۂ شبگیرِ شمع

دن کو ہجرِ وہم نظارہ رات بھر سوز و گداز
بختِ پروانہ ملا مجکو دلِ دلگیرِ شمع

گر یہی ہی تیرے حسنِ روز افزون کا فروغ
خاک مین مل جائی گی اک آن کی تنویرِ شمع

اوسکی بزمِ خاص مین رہتی ہی شب بھر جلوہ گر
اور کیا ہوتی جہان مین عزت و توقیرِ شمع

۱۴۲
گرم فقری سنکی وہ کہتی ہین ای تسلیم آج
آگئی تیری کیا زبانِ شعلہ کیا تقریرِ شمع
۱۴

کس طرح وقتِ سحر بالین سی اوٹھکر جای شمع
خفتہ بختی کی اثر سی گیا ہی پای شمع

ہجر مین دیکھی اگر میری سیہ خانہ کی شکل
تہرتہری پیدا ہو قدِ شعلہ مٹن جای شمع

بلبلونکا جای پروانہ ہی تربت پر ہجوم
رنگ لائی بعدِ مردن گلفشانیہای شمع

وای محرومی رہو نہین گے کفن او ر بعدِ مرگ
لاشِ پروانہ حریرِ شعلہ مین کفنای شمع

رات بہر کا میہمان ہی دیکہنا وقتِ سحر
خاک مین ملجای گا حسنِ قدِ بالای شمع

کم ہو کیونکر تیرہ بختی بیکسون کے بعدِ مرگ
کیا پڑی ہی کس لیی کوئی لحد پر لای شمع

اسقدر پاسِ حیا ہی کہتی ہین میری حضور
دامنِ فانوس مین منہ کو چہپا کر آی شمع

حیف ہی تم غمزدون کے سوگ مین ہنستی پہرو
اور جب آئی لحد پر اشک ٹپکا جای شمع

خیر ہی فانوس مین جبتک ہے ورنہ بیحجاب
اور بہی سوزِ دلِ پروانہ کو بہڑکای شمع

اسقدر ای سوزِ غم امیدوارِ لطف ہون
آج آکر شام تک مجکو نہ زندہ پای شمع

گور ہی شمع فنی پڑی ہی بیکسی بالین ہے اوداس
دیکہی تیری طرح کبتک ہمین تم سا ای شمع

ہون وہ دیوانہ جو شبکو جوش مین آکر پہرون
آگی آگی غولِ صحرای جنون کہلای شمع

سامنی اوسکی رخِ روشن کی مشکل ہی فروغ
لاکہہ شب ہر شعلۂ رخسار کو چمکای شمع

۱۴۴ ایکدن تسلیم پروانی سی پوچہا چاہیی
کس توقع پر تجہی ہے اسقدر سودای شمع ۹

ردیف غین معجمہ

دورِ ساقی مین ملی مجہ رند کا کیونکر دماغ
بیشتر سرمست مین رہتا ہون اکثر تر دماغ

ابتو کیا گر ساقیِ دوران نی سنلی حشر مین
دیکہنا مجہ رند کا واعظ لبِ کوثر دماغ

ایک کی سنتا نہین وہ بت غرورِ حسن مین
خاک کی پتلی کا ہی عرشِ معلی پر دماغ

سامنی مقتل مین جو آیا گلی ہی مل گیا
ایک سی رکہتا نہین قاتل ترا خنجر دماغ

مدتون سے نکہی ہی وہ زلفِ سمن سا وصل مین
ہمسے کیا کرتی ہی ای بادِ صبا بکہت دماغ

ابتو آہِ زیرِ لب بہی سنکی ہوتا ہی خفا
اسقدر پامالِ غم سے ہی بتِ خود سر دماغ

گوشِ گل سنتی نہین فریاد بی تاثیر سے	کیون پریشان کرتی ہی اے بلبلِ مضطر دماغ
پوچھتے ہو کیا سرِ شوریدۂ سودا کا حال	کہاتی کہاتی سنگِ طفلان ہو گیا پتھر دماغ

۱۴۴ خاک ای تسلیم ہو قدرِ سخنور دہر مین
سب امیر اس وقت کی گوزِ شتر ہین خر دماغ ۱۰

جلتی ہین سینی مین اگہ مین داغ کی ہر شب چراغ	ہون تو ہین مفلس مگر روشن ہی گہر مین شب چراغ
اصل کا ممکن نہین ہی کام نکلی نقل سے	کیا زبانِ شعلہ سی کچھ کہہ سکی مطلب چراغ
دیر ہو یا کعبہ اسکو دل جلانی ہی غرض	صورتِ داغِ دلِ عاشق ہی الفت مذہب چراغ
اف رے ظلمت ہر کسی شعلی کا تن کانپا کیا	ڈر گیا میری سیہ خانی مین آیا جب چراغ
تیرہ بختی جبتلک ہے خاک ہو فن کو فروغ	سامنی کالی کی جل سکتا ہی ایک کب چراغ

۱۴۵ لکہنو ظلمتکدہ کیونکر نہ ای تسلیم ہو
سیکڑون گہر مین نہین اتو نکو جلتا اب چراغ ۹

مین جلا کیا اور تیرے شب گہر مین چراغ	ہر شرارِ آہِ غم سے دیدۂ تر مین چراغ
داغِ دل روشن کبھی روشن کبھی داغِ جگر	اک نیا ہر روز جلتا ہی گہر مین چراغ
آہ کی جہونکی مٹا دین گی فروغِ زندگی	غیر ممکن ہے کہ ٹہہری بادِ صرصر مین چراغ
زندگی تک سلسلۂ اہلِ دول ہی دہر مین	پہر نہ دیکھا ہمنے جلتے قصرِ قیصر مین چراغ
رات کو مہتاب دن کو مہر کیا اندہیر ہے	رات دن جلتا ہی قصرِ چرخِ اخضر مین چراغ
عشق ہی اک چوب پیکر سی جو بر آئی مراد	عمر پہر روشن کرون اے خضر کوثر مین چراغ
صاف باطن غیر سی کسبِ ضیا کرتی نہین	کوئی شب جلتا نہین آئینی کی گہر مین چراغ
رہ گئے آتشناک پرشب کو جو گیسو آ گئے	جل اٹھا ہر حلقۂ زلفِ معنبر مین چراغ

چل نجف کو ہند سی تسلیم روشن کر دماغ
داغِ دل سی روضۂ پُر نورِ حیدر مین چراغ

۱۴۶ | ردیف فا | ۱۴۴

کلفشان سینی مین ہین داغِ کہن دونون طرف
ہم وہ بلبل ہین کہ ہین کہتی ہین چمن دونون طرف

وصل کی شب صبح آیا نہ تنگ رازِ دل
اک حیا باہم رہی قفلِ دہن دونون طرف

کان تک اونکی مری فریاد کیونکر جا سکے
روز و شب حائل ہی افعیِ شکن دونون طرف

آرزومندِ شہادت دل بھی ہی مثلِ جگر
دہیان کہنا قاتلِ ناوک فگن دونون طرف

بعدِ مرن سر کھلا ہی پاؤن مین نکلی ہوئی
خم ہوا تقدیر سی طولِ کفن دونون طرف

میری اونکی دیکھی کیا فیصلہ ہوتا ہی آج
گفتگو کرتے ہین اہلِ انجمن دونون طرف

وصل کیسا بہرِ تسکین کہہ دیا کرتا ہی کچھ
قاصدِ افسون بیان شیرین سخن دونون طرف

تہلکے سی مسجد و بتخانہ بھی خالی نہین
لوٹتی ہین آہ شیخ و برہمن دونون طرف

مر کی بھی بھڑکا ہوا ہی شعلۂ داغِ جگر
جل رہی ہی گور پر شمعِ لگن دونون طرف

پھنک رہا ہون مین یہان لب پر ہے اونکی آہِ گرم
ایک سوزِ عشق ہی آتش فگن دونون طرف

کیا تعجب پرتوِ رخسارِ آتش رنگ سی
کان کا موتی ہی لعلِ یمن دونون طرف

پھوٹ نکلا رنگ جسمِ نازنین پوشاک سی
ایک سا رکھتا ہی عالم پیرہن دونون طرف

اک نظر رہتی ہی گل پر اک نظر صیاد پر
دیکھتی ہی عندلیبِ نعرہ زن دونون طرف

۱۴۷ | ۱۴۴

سنکی ہی تسلیم کوہ و دشت مین تیرا پتا
خاک اوڑاتی پھرتی ہین اہلِ وطن دونون طرف

کیا کرون دیکھی ہین نامۂ عصیان کیطرف
آج ہی میری نظر آپکی احسان کیطرف

سبکی سب مٹ گئی ہوئے جانان کیطرف
کوئی تو بولو مری شوق آشیان کیطرف

آج ای بلبل بیکس ہے تری جان کی خبر
آنکھ صیاد کی پڑتی ہی گلستان کیطرف

دیکھتا ہی کسی اوٹھا او ٹھکی غبار لحدی
کون ہی گرم سفر گور غریبان کیطرف

مر گیا آج گرفتار مصیبت کوئی
دیر سی شور ہی برپا در زندان کیطرف

شب وعدہ ہے نگی آج تو ضد ملنی مین
دیکھ بیرحم مری حسرت و ارمان کیطرف

صدقی ای دست جنون تیری کہ اتنا تو ہوا
ہنس دیے دیکھ کی وہ چاک گریبان کیطرف

بیکسی کیا کرون تنگ ہیر کہ مین سنتا ہون
موت ہی آج مری شب ہجران کیطرف

گرد کلفت ہے سلامت رہے یونہین دلمین
آنکھ اوٹھا کر کبھی دیکھون نہ بیابان کیطرف

پوچھو اپنی رخ شفاف سے کیا سحر کیا
دیکھتی کیا ہو مری دیدہ حیران کیطرف

کفر تقدیر مین لکھا ہی کرون کیا واعظ
دل کھچا جاتا ہی دشمن ایمان کیطرف

اور کیا ہی اثری ہو گئے زیادہ رسوا
زخم ہنستے ہین ہی دیکھکی دربان کیطرف

ہائی ہی شرم اسیری کہ قفس مین بلبل
روئی منہ پھیر کی اکدن گلستان کیطرف

کسکو سودا ہے دریار سی اوٹھکر تسلیم
جائی آدم کی طرح روضۂ رضوان کیطرف

١٤٨

ردیف قاف

١٧

ہون وہ دیوانہ جو بہا گون توڑ کر گردن کی طوق
حلقۂ موج ہوا لپٹی گلی سی ہنکی طوق

دیکھی کیا رنگ لاتی ہین تری گردن کی طوق
بیڑیان کس کسکو پہناتی ہین بچپن کی طوق

رشک سی کیونکر نہ مین کاٹون گلا اپنا کہ تو
پہنو میری سلامنی تم ہاتہ سی دشمن کی طوق

بل بے تاب حسن ہالہ بنگیا مہتاب کا
جسکی گھر آیا قریب اوسکی رخ روشن کی طوق

ہون وہ دیوانہ دم طفلی جنون کی جوش مین
بیچ کر طوق طلا پہنا کیا آہن کی طوق

ضعف سی سر ہی بال وحشت رنہ مدتون
پہنی ہین ہمنی ابھی گیسون مین سنبل کی طوق

تھا وہ مجنون قیس جو پا گو بکن سحر شگون
سب نی پہنی جھوم کر پتھر مری مدفن کی طوق

دیکھتا ہون جب تمنا مین گلی کا ہار سی
لوٹتا ہی کیا مری ہر دم تری جوبن کی طوق

وای قسمت ہم رہین محروم روز عید بھی
اور یون لپٹی گلی سی اون بت پرفن کی طوق

یان کہان وہ پھول زیور رسم ماتم ہو چکی
کیون ہر شب ہار کا ہی ساتھ گلشن سمن کی طوق

سیکڑون مجنون ہوئی کاٹی ہزارون نی گلی
ہو گیا آفت ہمین لینا مرا بن ٹھن کی طوق

ہون مشتاق اسیری جو بنی جاؤن اگر
ای اسیری سامنی گرداب سی پاون کی طوق

زلف کی حلقی نہین ہوش فروغ حسن سی
کچھ طلائی ہین گلی مین افعی اہرمن کی طوق

ہون اسیر عشق ترک جنگجو مین خاکسار
ای فلک پہنا مجھی نقش سم توسن کی طوق

گر یہی گل مشق ہی اکدن اوترکر مجنون
پاون تک پہنچی گی صورت آئین گی گردن کی طوق

گر یہی تھا ای مہ وش تیرا اسیر عشق ماہ
راتونکو پہنا کیا کیون اسپر خرمن کی طوق

گر یہی بیابان دست جنون ہی تو ضرور
ایکدن آئینگی رونی حال پر دامن کی طوق

قید بھی ہو کر وہی ہان عاشق گیسو کی بل
کیا پہنتا ہی جنونکی جوش مین تن تنگ کی طوق

سامنی شمشاد کی کاٹی گلی گو رشک سی
دیکھ لی قمری اگر اوس غیرت گلشن کی طوق

گر یہی ہی قوت دیوانگی تو ایکدن
دیکھ لینا ٹکڑی ٹکڑی مثل پیراہن کی طوق

قمریون کیطرح پابند وفا ہین ہم کی بھی
ساتھ لیجائینگی ہوالی تری گردن کی طوق

سچ ہی ای تسلیم ارشاد نصیر دہلوی
فہم مین آتی ہین ایسی کب کسی کو دن کی طوق

پھر ہی آغازِ الفت مرگ ہی انجامِ عشق
توبہ توبہ کرنی لی بھولی سی غافل نامِ عشق

بلبلِ گلرخون سی دل کی آزادی محال
خط ہی سبزہ خال دانہ زلف ہم دامِ عشق

مرگئی ہم پر نشان ہین پر خیال لاکھون لگی داغ
شمع کی پروا نہین کہتی ہماری شامِ عشق

چاہتا ہون شغل کیواسطی لیل و نہار
صبحِ حسنِ روی روشن شامِ تیرہ فامِ عشق

کب سی ہین امیدوارِ جوشِ کیفِ بیخودی
اس طرف ہی ساقیِ بیہوش کو دی جامِ عشق

حسنِ جانان ہی مخاطب اُنکا اپنی طرف
کہتی ہی کچھہ زلفِ برہم کانمین پیغامِ عشق

خاک سی اپنی نہین اٹھتی بگولی بی سبب
کچھہ بھی باقی ہی شاید گردشِ ایامِ عشق

اب بھی خوش ہوتا ہی دل سنکی تبرِ صدا
ہای کہدیتا ہی کیا آکر خیالِ خامِ عشق

کچھہ خلش نزرا ہی تسلیم دلمین چاہیے
ورنہ کمین کام سی کیون کام ہم ناکامِ عشق

ردیف کاف

ربطِ تپشِ تخمِ دلِ بیتاب کہان تک
آتشکدہ ہم صحبتِ سیماب کہان تک

اشکون کی شبِ ہجر مین آخر کوئی حد بھی
آغوش مین لی چادرِ مہتاب کہان تک

ای مرگ ادھر آکہ ہین آنکھین مری نہین بند
دیکھون ستمِ دیدۂ بیخواب کہان تک

حسرت ہی کہ طوفان مری سرسی گذر جای
چکر مین ہون صورتِ گرداب کہان تک

انصاف کرو مجھسی المناکِ ازل کو
بہلائی بہلا صحبتِ احباب کہان تک

کیونکر نہ مری دل کیطرح ہو تری چلمن
روکی نگہِ عاشقِ بیتاب کہان تک

فرقت مین تری او مری دریاسی تمنا
تڑپیون صفتِ ماہیِ بی آب کہان تک

کب سی ہی کشاکش مین اجل کی مری گردن
تڑپائیگا او خنجرِ بی آب کہان تک

کیا بیٹھی ہو تسلیم چلو ملکِ عدم کو
وابستگیِ عالمِ اسباب کہان تک

لحد مین سنے نہین زخم کہن خشک
رہین کیونکر شہیدون کی کفن خشک

خزان ہی دور تو ناحق ابھی سے
نہوا ای عندلیب نعرہ زن خشک

یہی گریہ ہی تو محشر کی دن سے
نہو گی آستین پیرہن خشک

گرا کیا کوئی اشک گرم بلبل
کہ فصل گل مین ہی وی چمن خشک

گھڑی بھر بیٹھکر قسمت کو رولین
زبین تھوڑی سی ہی چرخ کہن خشک

مری قسمت مین میکہی کیا لگی آگ
ہوا منہ کیون ترا ای برہمن خشک

ڈہلا جوبن بہار حسن چل دی
خبر لو ہو چلا سیب ذقن خشک

یہ رونی گھر سی نکلی ہم کہ اب تک
نہین خاک گذرگاہ وطن خشک

قدم لیتا ہے رہزن کا کسی کے
خداوندا ہو دست برہمن خشک

دم پیری بہری ہین داغ دل کے
خزان مین ہی نہین میرا چمن خشک

یہی ہی گر بہار نو جوانی
نہو گا حشر تک سیب ذقن خشک

لگی دل کی کہین کیا خاک تسلیم
ہوئی جاتی ہین لب وقت سخن خشک

۱۵۳ ردیف کاف فارسی ۱۱۱

سوز غم سی اسقدر بہڑکی سراپا تن مین آگ
پہاڑ کر سینہ کا گریبان تک اوٹھی اس مین آگ

اولٹی ہی کس شعلہ رو نی آج خلوت مین نقاب
پر تو رخسار سی روشن ہی روزن مین آگ

اف سی بہر جی جلو نمین رشم موسی کی سات
سیر کیہو یون لگا گروادی ایمن مین آگ

سوختہ قسمت وہ ہون گر زخم دل ہو تا رفو
خون کی گرمی لگاتی رشتہ سوزن مین آگ

شعلے اوٹھتی ہین نگاہون سی غم دیدار یار
بنگیا حسن رشتہ عارض روشن مین آگ

شعلہ رو کوئی ادا خالی شرارت سی نہین
حسن کی گرمی نی بہری ہی تجی بن مین آگ

ہو چکی اب آشیانِ بلبلِ مضطر کی خبر
لالہ و گل سے لگی ہے ہر طرف گلشن میں آگ

گو ہے شعلہ کبھی چھوٹا کبھی اوٹھا وہ ہوا ان
لاش تھی منہ موڑ کے قسمت کے یا دفن میں آگ

پاس رسوائی کی تم آکر نہ جھانکو ناز سے
آ لگی کی وہ آتشناک سے چلمن میں آگ

١٥٤
میں جلاؤں کس لیے تسلیم اک مدت ہوئی
جا رہا کینہ مرا بنکر دلِ دشمن میں آگ
١٣

اہلِ نظر کو ہو مبارک شمعِ تربت بعدِ مرگ
ہم جلائیں گے چراغِ داغِ حسرت بعدِ مرگ

ہو چکا اچھا مریضِ عشق کی تسکین کو
قبر میں دینا مبارکباد صحت بعدِ مرگ

حشر کا دھڑکا نہ جینے میں ٹکا دیں میں خیال
سو رہے ہیں چین سے کیا اہلِ محبت بعدِ مرگ

گھر سے دیتک بھی نہ آئی دیکھنے تابوت کو
منہ چھپا کر ہم چلے جنکی بدولت بعدِ مرگ

پیرہن کے طرح کر دینگی کفن بھی چاک چاک
رہ گئی ڈالی ہیں کھلیں یہ دستِ وحشت بعدِ مرگ

ایک تھی اپنی جوانی سو رہا ہر حال میں
جیتے جی کوہِ الم تھا سنگِ تربت بعدِ مرگ

پھر ہی جھگڑا لگا یا آکے شورِ حشر نے
سمجھے تھے جینے سے مل جائیگی فرصت بعدِ مرگ

چھوڑ میت کو احبا غسل دیکر لیچلیں
کیوں جتاتا ہے محبت بے مروت بعدِ مرگ

ہنستے روتے کٹ گئی عمرِ دو روزہ شکر ہے
دیکھئے کیا رنگ لاتی ہے قیامت بعدِ مرگ

ظلمتِ قبر بھی اپنی جان کو آفت ہوئی
یاد آ جاتی ہے ہمکو شامِ فرقت بعدِ مرگ

اس لیے ہاں شمع تہ مدفن مری آنکھیں ہیں بند
پھر نہ دیکھوں حشر تک جلنے کی صورت بعدِ مرگ

ناچتی ہیں اہلِ غفلت قبر کیسکی سے لیے
کیا رہا جز خاکِ زیرِ خاکِ تربت بعدِ مرگ

زندگی بھر ہم رہے ہر حال میں جنکی شریک
چھو نہیں سکتی وہی تسلیم میت بعدِ مرگ

اوج پر ہی چشمِ تر کا جوشِ طوفان آجکل
اک کفِ سیلاب ہی گنبدِ گردان آجکل

رنج و راحت کے دورنگی رہتی ہی پیشِ نظر
خون رُلاتا ہی ہر اکدم زخمِ خندان آجکل

عیش کا طالب ہی دل ہم ہین ہوا خواہِ بلا
دیکھی کسکو کری قسمت پشیمان آجکل

گر رہی ہی خار خارِ حسرتِ غم کا ہجوم
آبلی دل کی مری ہین اور مہمان آجکل

جا بجا ہین صحن کی چھینٹین گل و غنچہ مجھے
کم نہین مقتل سہی بی تیری گلستان آجکل

گل کھلائی آبلہ پائی نی کیا کیا ای جنون
اور ہی جوبن پہ ہی ہر اک بیابان آجکل

ناتوانی اسقدر جوشِ جنون مین بڑھ گئی
ہو رہا ہی ہاتھ پیوندِ گریبان آجکل

رو رہا ہون یادِ زندان مین گُہر جای سرشک
دولتِ گریہ سی ہی لبریز دامان آجکل

ہنسنی مین پاتا ہون جسدم لبِ قاتل کا رنگ
چوم لیتا ہون دہانِ زخمِ خندان آجکل

اسقدر ہی بار خاموشی اسیرِ عشق کی
بولتی ہین خانۂ زندان کی کڑیان آجکل

فرقتِ ابرِ کرم مین قطرہ افشانی نہین
پڑ رہی ہین سینۂ عاشق پہ چھریان آجکل

بات کرنی مین دہان سی دیتا ہی دم سوزِ عشق
خوب رسوا کر رہا ہی داغِ پنہان آجکل

مرتی ہین اُسکی کناری پر ہزارون بی اجل
کوڑیون کی مول ہی خونِ شہیدان آجکل

یاد آتی ہین ہم پیری مین وہ اگلی صحبتین
دیکھتا ہون صبحکو خوابِ پریشان آجکل

اس دلِ افسردہ کو کہتی ہی بربادی نہال
بادِ صرصر سی یہان کھلتی ہین کلیان آجکل

خود سراپا کثرتِ داغِ جنون سی باغ ہون
کیا کرونگا لیکی مین فردوسِ رضوان آجکل

شمع کی بدلی کی جلوہ برق کا برسات مین
اوج پر ہی طالعِ گورِ غریبان آجکل

کیون نہو چوتھی فلک پر آپکا ای جان دماغ
ہو رہی ہو حسن سی مہرِ درخشان آجکل

کون پوچھی ای حنا تجکو جفا کی شوق ہی — پا قدرت میں ملتا ہی جو نوازشِ شہیدان آجکل
آسمان کوئی نکوئی سر پہ لائے گا بلا — دیکھتا ہون عجب بین عجب پشیمان آجکل

۱۵۶
ہو چکی احباب کی خاطر عبث فکرِ سخن
اہل فن کا کون ہی تسلیم پرسان آجکل
۱۹

یہ دن سن ہین مہندی لگانی کی قابل — مری جان ہو اب نک لانی کی قابل
بنایا ہے نقشِ قدم ضعفِ دل نے — نہین ہم کہین آنی جانے کے قابل
تری لطف و عادت کو پاتی ہین کافر — بٹھانے کے قابل ہٹانی کے قابل
بلا کر بٹھاتے ہو کیا پاس اپنے — کہ اب ہم نہین ناز اوٹھانی کے قابل
کرین سجدہ کیا خاک یہ سر ہمارا — نہین ہی تری آستانی کے قابل
چراغِ کلیسا ہین یا شمعِ کعبہ — بہر حال ہم ہین جلانی کے قابل
قفس مین ہین اک مرغِ تصویر گویا — کہ ہرگز نہین آب و دانی کے قابل
ہین کیونکر نہون داغِ حسرت کی صدقے — کہ ابتک ہے چھاتی لگانی کے قابل
یہ طفلے یہ پردہ کوئے وجہ ہوگے — بظاہر نہین منہ چھپانی کے قابل
لحد مین ہو قبلہ کیا خاک دیکھین — کہ ہم خود نہین منہ دکھانی کے قابل
بناتا فلک کاش پیمانۂ مے — کہ ہوتے تری منہ لگانی کے قابل
قفس کی محبت کا یارب برا ہو — نہ رکھا ہمین آشیانے کے قابل
سرِ قبر دو گز کے چادر تو ہوتے — نہتی گر فلک شامیانی کے قابل
جو عذرِ حیا تھا تو کیا چپ کے شب کو — نہتی خواب مین بھی تم آنی کے قابل
لحد مین ہلاتی ہین کیون شانہ احباب — نہین ابکی سوئی جگانی کے قابل

پیشین واعظو می نہ برسات مین بھی | تم آئی بڑی اک زمانے کے قابل
اگر خاک بھی ہین تو ہین خاکِ سرمہ | ابھی ہین نظر مین سمانی کی قابل

۱۵۴ مقدر کی یہ بات ہی ورنہ تسلیم
ابھی تم نہ تھے دل لگانے کے قابل ۔ث

مرکز بھی خارِ خارِ الم ہون برای گل | کانٹوں کا ڈھیر ہی سر تربت بجای گل
رکھتی ہین سر بلند جہان عاریت سے عار | پہنی نہ خار کی کبھی لیکر قبای گل
رنگین ادا کی عشق مین آزاد گے محال | بلبل کو لائی کنج قفس مین ہوای گل
بیگانہ چمن سمجھنا تمھاری طرح | ہم بھی تھے ہمصفیر کبھی آشنای گل
غش آگیا ہی سایہ صیاد ہی ابھی | بلبل کو دای نسیم چمن بوی گل
گلچین چمن کا نام قریب قفس نہ لے | بلبل تڑپ اٹھی نہ کہین کھٹکی پای گل

۱۵۵ تسلیم اپنی دولت فن اپنے واسطے
ایسی ہی جسطرح سی زر گل برای گل ۔ث

ستکی بچو دانی ہین بہر عیادت آجکل | ہوش مین لائی ہی انکو میری غفلت آجکل
کیا کہین ہم حالِ دل انسی خفا پاتی نہین | وہ نگاہِ مہربانی وہ عنایت آجکل
دیکھکر احباب حیران ہین بشکل آینہ | آپ کی صورت بنی ہی میری حیرت آجکل
غیر کی کہنی سے اتنو بات بھی سنتی نہین | ایسی برگشتہ ہو جیسی میری قسمت آجکل
خاکسار و نسبی بشکل شیشۂ ساعت عبث | دلمین رکھتی ہو مری جان تم کدورت آجکل
شکر کرتا ہون عوض شکوی کی مجھکو جسطرح سے | غم بھی کھانیکو سمجھتا ہون مین نعمت آجکل
ہم ہین اپنی حال مین تسلیم کیسی شاعری | جی نہین لگتا پریشان ہی طبیعت آجکل

۵۹ ردیف میم ۱۴

دیتی اگر نہ دل مین جگہ درد و غم کو ہم
کیا منہ دکھاتی حشر مین تیری ستم کو ہم

وہ آئی ہی تو غیر سی دل بدگمان ہوا
بیٹھی ہوئی مٹاتی ہین نقش قدم کو ہم

ایمان نہ چھوڑین گی کہ ہی زاہد کی واسطی
کعبہ کہین گی قبلہ نہ بیت الصنم کو ہم

سینی مین تھون کو بھی نہین چرخ فلک سی چین
پاتی ہین داغ داغ ہمیشہ درم کو ہم

فرصت کی ای ہجوم تمنا کہ خط لکھین
بیٹھی ہین دیر سی لیی کاغذ قلم کو ہم

آتا ہی یاد ہجر مین کسکا خرام ناز
روتی ہین دیکھ دیکھکی نقش قدم کو ہم

ہرچند کچھ نہین مگر اسپہ بھی بیوفا
سب کچھ سمجھتی ہین تری جھوٹی قسم کو ہم

جنت ہی تیری وعدۂ دیدار سی عزیز
ورنہ لگائین آگ نہ باغ ارم کو ہم

اب کیا گلہ کہ مرنی کی فرصت نہین نصیب
کیون غنیمت نہ سمجھی فراغ عدم کو ہم

رکھتی ہین تر سدا عرق انفعال سی
دھوتی ہین مٹی لوح جبین رقم کو ہم

ڈر ہی کہ راز عشق کہین داستان نہو
خط لکھکی کاٹتی ہین زبان قلم کو ہم

ابتک دہان زخم سی کہہ کہکی مرحبا
دم دی رہی ہین یار کی تیغ دو دم کو ہم

بی زخم دل محال ہین معنی طرازیان
خالی شگاف سی ہین پاتی قلم کو ہم

تسلیم گر سنو کہ بیھری فلک
محشر تلک کہین ستم ہمدم کو ہم

۱۵ ۱۶

شعلہ برستی ہین گرم اشکو نکی طغیانی سی ہم
روز تھوڑی آگ پیدا کرتی ہین پانی سی ہم

بوی گل تھی چھپکی نکلی گلشن فانی سی ہم
کیا دکھاتی منہ کسیکو شرم عریانی سی ہم

آپ سی کاٹا گلا تو بھی نہ نکلا شوق مرگ
ہم سی نادم ہی گرانجانی گرانجانی سی ہم

وحشت مین بھی کشمکش ہر خم ہی باقی ہی
مدتون اوڑھا کیے اپنی پریشانی سے ہم

دیکھکر عالم ہمارا دیکھتے ہین آپ کو
آئینہ گویا بنے ہین اپنی حیرانی سے ہم

بعد مردن مل گیا سارا تکلف خاک مین
چھٹ گئے قید لباس و ننگ عریانی سے ہم

پوچھئے کیا جمعیت خاطر قسمت سے ملے
اور بھی برہم ہوئے مل کر پریشانی سے ہم

پوچھتی ہین وحشی اودھر رہ کہان کی صلاح
دوست سمجھے ہین عدو کو اپنی نادانی سے ہم

کیا کہین کیون چاہتی ہین کہ پہنچے اپنی وحشت جو
کچھ تو ہوتے ہین پشیمان چاک ویرانی سے ہم

مر کی بھی آوارگی حاصل ہے ہمین مشت غبار
ایک جا ٹھہرے نہ دو دن ہیچ پیشانی سے ہم

ہاتھ کی دمی زنجیر سی وحشت پائے جنون کے
سہہ چلے دو چار دن دنیا مین زندانی سے ہم

دیکھکر یاد آتی ہین انگلی جفا مین رہین
یہ وفا در گذری تیری فاتحہ خوانی سے ہم

شب کی شبیہ ہین وقت سحر سوئے عدم
اور گئے مانند شبنم گلشن فانی سے ہم

شعلہ رو کا لطف ہی بیداد سے خالی نہین
جل رہی ہین شمع تربت کی گل افشانی سے ہم

حشر مین لوٹین گی کی پردہ پوشی کی لیے
مانگ لین گی کچھ تمہارے پاک دامانی سے ہم

١٦١	لازم و ملزوم ہین تسلیم باہم شعر و فکر معتبر ہے سخندانی کے سے ہم	ہ

زمین گم کردہ ہین نا آشنائی آسمان مین ہم
جہان کا نام ہی کوئی نہین لیتے جہان مین ہم

عجب ہے ٹوٹنا کیون ہر گھڑی قسمت مین لکھا ہی
نہ بیخوارون کے تو بیٹھے یہان عثمان ہین ہم

پڑی ہین تیری کوچے مین اٹھا سکتا نہین کوئی
سبک ہو کر بھی مثل نقش پا کیا گران ہین ہم

نہ چھیڑو مثل نے ہمدم اسیر نغمۂ تر ہین
کہ دل سے تلے وہ ہین لبریز فریاد و فغان مین ہم

نشان بی نشانی ہین ہجوم کاہش تن سے
بتائین کیا تجھی ہی مر گئے ہین کہان ہین ہم

ہمیں جو دیکھتا سنتا ہی ای تسلیم روتا ہی
جہان میں آپ گویا اپنی غم کی داستان ہیں ہم ۱۶۲

ہر شب ہیں ہمچنان ستمِ آسمان سی ہم
رکہتی ہیں سر پہ تیغ سدا کہکشان سی ہم

باغِ جہان میں طائرِ رنگِ پریدہ ہیں
بیغم ہیں تہمتِ قفس و آشیان سی ہم

جز مشتِ خاکِ خاک نہ ہاتہ آئی بعدِ مرگ
مانندِ گردباد چلی اس جہان سی ہم

پروازِ اوّلین میں اسیری ہوئی نصیب
گویا قفس میں تہی جدا اور آشیان سی ہم

تسلیم کنجِ گور نہ کیونکر عزیز ہو
نعم البدل یہ رکہتی ہیں جو ان سی ہم

ردیف نون

۲۱ ۱۶۳

نہیں معلوم کیا گذری گل و بلبل کو سکتی ہیں
نہ سن سکتی ہیں کان نو نہ منہ سی بول سکتی ہیں

یہانتک مر کی بہی اعضا تپِ غم سے بہکتی ہیں
کہ پتہر میری تربت کے سینہ آسا چٹکتی ہیں

بنی ہیں چشمِ مفلس میکدی میں مجلسِ ساقی ہی
الگ بیٹہی ہوئی حسرت زدہ ساغر کو تکتی ہیں

ہوائی وصلِ جانان میں نہ پوچہو ماجرا اپنا
بہ رنگِ شعلہای شمعِ محفل سر پٹکتی ہیں

زمانہ آمدِ فصلِ جنون کا خاک پائیں گے
ابہی سی آبلی خارِ غربت کو کہٹکتی ہیں

بیابان آبلہ پائی کی احسان خاک بہولی گا
کہ اب تک خون کی قطری خار سی ہر دم ٹپکتی ہیں

جواب پند کیا دون دماغ اتنا کہان صاحب کو
مزاجِ حضرتِ ناصح میں جو آتا ہی بکتی ہیں

بشکلِ مہر ہیں سرگرم راہِ منزلِ الفت
نہ پڑتی ہیں کہیں چہالی اپنی پاؤن تہکتی ہیں

نہیں معلوم کسکی خاک سی ہی ظرف ہیں جو ملین
کہ جلتی پہرتی انکے گہر میں بہی اس جہلکتی ہیں

ہوائی عشقِ کامل ہی تو سوزِ حسن پیدا کر
ثمر خورشید کی گرمی سی شاخِ تر میں پکتی ہیں

انہیں ہوتیں نہیں بیتابیاں مستِ تمنا کی
کہ میری خاک پر آتی ہوئی اب تک ٹھٹکتی ہین

جلن دل کی بڑھا دیتی ہیں کیونکر حضرتِ ناصح
زبانیں چرب ہیں کیا آگ پر روغن چھڑکتی ہین

بشکلِ بخت سو جائیں الٰہی پاؤں بھی سر کے
کہ جب ہلتی ہی زنجیرِ جنون باہم کھڑکتی ہین

ہوا خواہِ فنا ہیں کیا شمع و شبنم کا شکوہ کیا
کہ اپنی آنکھ میں ہم خود حباب آسا کھٹکتی ہین

نہ کہو عاشق و معشوق باغِ دہر میں یکرنگ
گلونکو چاک دامن دیکھ بلبل چہکتی ہین

دمِ غش کیا فریبِ چشمِ صیادونکو سوجھا ہی
رخِ گل دیکھ کی پانی دیدۂ بلبل سے پھڑکتی ہین

چمن میں بیٹھ گئے رین مگر ابتک وحشت ہے
کہ مثلِ مرغِ نو آزاد سایہ سی پھڑکتی ہین

پھری کیوقت رگ رگ میں خیالِ گل سمیٹا تھا
کہ مثلِ عطر قطری خونِ بلبل کی مہکتی ہین

کہاں امیدِ آزادی فقط زیرِ قفس اے گل
پھڑکنا عمر بھر لکھا ہی قسمت میں پھڑکتی ہین

نزاکت ہر قدم پر مانعِ گلگشتِ گلشن ہے
صبا سے دیکھ کر غنچے جو بہی گل سنبھلتی ہین

۱۶۴ دمِ پیری نہیں تسلیم تاب اپنی غزلخوانی
بھی ہیں جیسے بلبل خزان میں بھی چہکتی ہین ۱۴

مر گئی ہی احباب فنا سی مفر ہوتی نہیں
بی کفن زیرِ لحد لاشِ بشر ہوتی نہیں

تو ہی بتلا کیا کروں اس بدگمانی کا علاج
مجھکو تو ابتک تسلی نامہ بر ہوتی نہیں

ہم بھی ہیں امیدوارِ لذتِ زخمِ جگر
مہربانی کچھ ادھر تیرِ نظر ہوتی نہیں

کیا کہیں ہم اضطرابِ عشق سے کیا حال ہی
دو گھڑی بھی ایک صورت پہ بسر ہوتی نہیں

سامنے یوسف کے بھی اے جان بجا دو نقاب
میں نمانوں گا کہ تاثیرِ نظر ہوتی نہیں

رحم تجکو بھی نہیں آتا ہی میری حال پر
ایکدن بھی بیقراری تو ادھر ہوتی نہیں

اس نزاکت کے میں صدقے مرنے بھی دیتی نہیں
پڑتی ہی تلوار لیکن کارگر ہوتی نہیں

خاک ہی ہو کر خیال لطف پیہم ہی ہئی
کیا مزہ عشق ہی مرکر بھی میسر ہوتی نہین

کب تلک قصۂ درد و غم مین عشق فرمائش
کس گھڑی اپنی لحد سی فزون بہتی نہین

جوش کیا عشق مین سینہ سی نکلی کہ تمام
بات کرتی ہی یہ سر عمر بسر ہوتی نہین

دم بدم آتی ہی جو دل کو تسلی فرماتی ہین وہ
ایک ہی قطرہ اسکی ہی اثر ہوتی نہین

کس طرح چھوٹی گی ہجر عالم اسباب کو
جب وہ آتی ہین تو شب سحر ہوتی نہین

نالی کرتا ہون بہت رات بھر لیکن ہی اثر
عمر سی سنتا ہون انکو خبر ہوتی نہین

۱۶۳ شعر کیا بات ہی کرتی سی ہٹ جاتا ہی دل
جس جگہ تسلیم توقیر ہنر ہوتی نہین ۱۰

منت حباب کی جہات مین مرگیا ہمین
غسل میت دی ہی ہی آپ ... ہمین

بن گئی ہی گہوارۂ راحت زمین قتل گاہ
آرہی ہین نیند کی جھونکی تہ خنجر ہمین

بیخودی مین ہوش ساقی کی خلش اچھی نہین
اور کوئی جام بھر ساقی کوثر ہمین

نالۂ دل ہین نہ ہین وہ جگر پھر کس لیے
رکھتی ہی عمر در روزہ آپ باہر ہمین

تیری صدقی سخت جانی دیکھنا غفلت نہو
آزماتا ہی کسی بیرحم کا خنجر ہمین

چاک سینہ خستہ تن بیتاب دل افسردہ روح
خوش بہت ہوگی لحد آغوش مین لیکر ہمین

آسمان نی خاک مین آخر ملایا بے کفن
جان ہی لیکر ندی و ساتھ کی چادر ہمین

برہنہ پائی ادا کرتے تہے شرط ہمرہی
ساتھ پھرتا ہی لیی ہر آبلہ ہمسر ہمین

اوڑہ لی ہم مہر درخشان سی ملین گی صبح کو
مثل شبنم عادت پرواز ہی نی پر ہمین

۱۶۶ گر یہی کاوش ہی تسلیم مرکر دیکھنا
قبر سے سنوائی گا طعنے تن لاغر ہمین ۱۱

خندہ زن کچھ کچھ جو وقت نزع مین ناشاد ہون
آپ گویا اپنی مرنی کی مبارکباد ہون

بلبل تصویر ہون ہر رنگ مین ناشاد ہون
ہون قفس مین یا نصیب دشمنان آزاد ہون

میرا ہنسنا گر یہ پردہ بھی کچھ کم نہین
زخم خندان ہون بظاہر دیکھنی مین شاد ہون

مجکو بھی حسرت ہی کیا تہا اٹھتی بیٹھتی کیا بنا
کچھ تو بتلا خود فراموشی ہو جو مجکو یاد ہون

ابھی دل مضطر اوٹھاؤن تاب کیتک ضبط کی
اب تو مین بیدار رخصت فریاد ہون

جاگتا ہون مین قفس مین سوتی ہی قسمت مری
مدتون سی پاسبان خانہ صیاد ہون

ہوش اوڑتی ہین نہ لی نام قفس اے باغبان
مین ابھی تیری چمن مین مرغ نو آزاد ہون

کیون پریشان رکھتی ہی قسمت مجھے اس باغ مین
ہوش مین بلبل ہون نہ کوئی نکہت برباد ہون

[illegible] ہمون ہر اک قلم نقش شیرین سی نہین
بی ستون کاغذ ہی خط تیشہ مین فرہاد ہون

۱۶۴ حشر ہو شیدا ہمین جبتک جی بہلنی کی لیے
آرزو ہی خاک ہو کر چند دن برباد ہون ۲۳

چلتی پھرتی ہین مگر رنج سفر رکھتی نہین
گھر سی باہر ہم قدم مثل نظر رکھتی نہین

صورت تصویر ہر لوث ہوس سی پاک ہین
حوصلہ جسمین ہی ہم وہ جگر رکھتی نہین

ہی خلش کیا نیند ہی آسودگان خاک کی
روز و شب رکھتی نہین شام و سحر رکھتی نہین

صورت آئینہ حیرت خانہ عالم مین وہ
دیکھ لیتی ہین ہتونکو گو نظر رکھتی نہین

لیچلی ہین سیاہ کر کے اسقدر حسرت کی لوگ
بوجھ کی ماری جنازہ دوش پر رکھتی نہین

غافل و ہشیار ہین عالم مین مثل حرف خط
غیر کو دیتی ہین خبرین خود خبر رکھتی نہین

نامرادی بیکسی کوئی نہین پرسان حال
آبرو اپنی بھی ہیری اشک تر رکھتی نہین

دونون آفت ہین جنا ہو یا قبای تنگ ہو
ہم لگی لپٹی کبھی ای فتنہ گر رکھتی نہین

اپنی ہوتی کس لیے اعدا پہ مشق تیر ناز
حوصلہ کہتی نہین ہم یا جگر رکھتی نہین

طائر تصویر ہون صیاد بازو کو نہ باندھ
عادت پرواز میری بال و پر رکھتی نہین

دید کی قابل ہی بزم دہر لیکن کیا کرون
اتنی فرصت شمع و شکل شرر رکھتی نہین

کیون کرون پروا کہ دوزخ دل جلانی کی لیی
اتنی سوزش کیا مری داغ جگر رکھتی نہین

کیا کہون مین ان بتون کی سنگ مہر کا اثر
پارہای سنگ ہی بت تک شرر رکھتی نہین

بس ہی مرجانی کو یاد نوک مژگان تجھ بغیر
ہم تری پروای او تیر نظر رکھتی نہین

اتحاد عشق سی بیتا ہی دل دل کو خبر
ہم دماغ نامہ و پیغامبر رکھتی نہین

دردمندان ازل ہین منت مرہم سی پاک
اشک زخم تیر مژگان کا اثر رکھتی نہین

کس گھڑی وحشت جنون کی خاک اڑاتی ہم نہین
کب زمین پہ آسمان بالای سر رکھتی نہین

کیا مزا بخشا ہی مجکو نامرادی نی کہ مین
تا اثر آتا ہون مطلق جو اثر رکھتی نہین

بیخودی مستی ہی رنگی ہمکو چھو سکتی نہین
آب تیغ ہر رنگ سی یہ خشک و تر رکھتی نہین

کیا سنا ہی گنہگارون پہ جنت ہی حرام
واعظا ہم شوق میراث پدر رکھتی نہین

گلشن عیش جہان مین کچھ بھی اہل دولت سب بخیل
اسطرح گنجی سک کیسہ مین ہین کچھ زر رکھتی نہین

آپکو تسلیم کیون ہی فکر ترتیب ردیف
طرح کرنے والی جب اکی نہ کچھ کرتی نہین

١٦٨

شام ہی سی سوز و گریہ و اضطراب اچھا نہین
مثل شمع و شمع محفل پیچ و تاب اچھا نہین

غیر سی بیجا بیت خط خط و جواب اچھا نہین
یون ملانا خاک مین حسن شباب اچھا نہین

دوستی کن کن کی لی ہی آخر وہ برہم ہو گئی
مین کہ کہتا تہا کہ ای داغ حساب اچھا نہین

کچھ بہلا بیٹھا ہون محرومی پہ اپنی وندون
دیکھکر ہنسنا بھی جام شراب اچھا نہین

ایکدن سوداگری کا شست لگانا آدکا — اضطراب اتنا دلِ شانہ خراب اچھا نہین
دردھون ہر حال مین تھا ہو نہین اک حال سے — مجھکو کیا ای آسمان گر انقلاب اچھا نہین

١٦٩ رات کو دو دو پہر اور جاگی تسلیم پسند — ١٧٦
دیکھنا دانِ عشق چشمِ بیخواب اچھا نہین

یون بجھانا شمع کو یکسان اچھا نہین — مرنیوالون کا دل جلانا آسمان اچھا نہین
خویش بیگانے ہین دشمن کو ہنگام سفر — چھوڑ جانا تن کو بھی عمر روان اچھا نہین
عاشقونکا لیا دینا سمجھکر بیزبان — دلمین کہنا یہ گمان ہی بدگمان اچھا نہین
ہو چکی شامِ جوانی صبحِ غفلت تا کجا — اس قدر ای بیخبر خوابِ گران اچھا نہین
پھول ہون پہر یون چمنِ بلبل مضطر نہ توڑ — دل دکھانا ہر گھڑی ای باغبان اچھا نہین

١٧٠ روئی گا تسلیم اکدن قاتلِ ایمان کو بھی — ١٧١
دیکھ یہ نظارہ روی بتان اچھا نہین

حسنِ دلافروز کا دیوانہ ہون — شمع و کوئے ہو بیگانہ ہون
میکشی ہی میری ہستی کی دلیل — اک ادای لغزشِ مستانہ ہون
مین کسی گل کا نہ کوئی گل مرا — اس چمن مین سبزہ بیگانہ ہون
جب تلک مین ہون ہی شہرت بھی ہے — آپ اپنے عمر کا افسانہ ہون
بوسے کیونکر لون دہانِ یار کے — موج می ہون یا لبِ پیمانہ ہون
مرکی بھی چھوٹی نہ ساقی کی قدم — آج تک خاکِ درِ میخانہ ہون
ہر جگہ قسمت جلاتی ہی مجھے — شمعِ محفل ہون کہ شمع خانہ ہون
چپکے چپکے چاہیے ماتم مرا — کشتۂ خاموشیِ جانانہ ہون

میرے اوسکی موج و دریا کا ہی ربط — ڈھونڈھتا پھرتا ہون کو ہمخانہ ہون
آشنائے ہی مری نم کی طرح — سب مین ہون اور سب سے بیگانہ ہون
مجھسے کیا روشن ہو بزمِ شمعِ شب — جلوۂ سوزِ پر پروانہ ہون
کیا جلائے گا جہنم حشر مین — خود مین سوزِ دل سے آتشخانہ ہون
خاک مین گردون ملائی کس طرح — خرمنِ مہتاب کا دانہ ہون

۱۶۱ کچھ نہونے پر بھی ای تسلیم مین
اس قدر کونین مین افسانہ ہون ے

شب و فراز جہان کچھ نہین — زمین کچھ نہین آسمان کچھ نہین
یہ مانا کہ نقشِ جہان کچھ نہین — غنیمت ہے لیکن جہان کچھ نہین
ہمین محوِ رشک جوشِ اغیار کو — دو رنگے یہ پیرِ مغان کچھ نہین
یہی کہتی ہی اہلِ عبرت سہی گور — جو سب کچھ وہان تھی یہان کچھ نہین
مقابل مین رنگِ رخِ یار کے — گل و لالہ و ارغوان کچھ نہین
کسے دم نہین درد و غم سہی فراغ — یہی ہے تو عمرِ روان کچھ نہین

۱۶۲ روا ہے ہو ہنس ہنس کی تسلیم کو
یہ انداز ای مہربان کچھ نہین ۱۲

وہ صورت ہو ہم گلِ صد چاکِ قبا ہین — ہر وقت ہم آغوش ہین ہر وقت جدا ہین
باور نہین آتا تپشِ سوزِ درون کا — دیکھو مری دل مین یہ پھپھولے نہین کیا ہین
اچھا نہ سہی رشکِ قمر اور سہی لاکھون — کیا نیرِ فلک آپ ہی خورشید لقا ہین
صیاد کے ہم خوف سے ہین بلبلِ تصویر — یعنی نہ گرفتارِ قفس ہین نہ رہا ہین

چہو سکتی نہین آبلہ پائی بہی قدم کو — کیا مثلِ شرر گرمِ رہِ راہِ فنا ہین
کیون شکوہ کیا رحم جو بر جسم کو آیا — وہ خوش ہی تو ہو ہم دلِ مضطر سی خفا ہین
کیا منزلِ مقصود کو پہونچین صفتِ اشک — پیدا ہوئی جسوقت سی ہم آبلہ پا ہین
تدبیر تو کرتا ہون مگر یہ نہین کہلتی — عقدی مری دل کی بہی تری بندِ قبا ہین
اک برگِ حنا کیا چمنستانِ جہان مین — ایسے تو ہزارون تری پامالِ جفا ہین
بلبل ہین تو ہین بلبلِ تصویر خموشی — ق — گل ہین تو گلِ شمعِ شبستانِ فنا ہین
محرومیِ تقدیر سی اس باغِ جہان مین — جس رنگ مین دیکہو ہمین بے برگ و نوا ہین

۱۷۳ — خالی نہین تسلیم کبہی دردسی دم بہر / کیا ہم بہی کسی ٹوٹی ہوئی دل کی صدا ہین — مے

لاکہہ مرتی ہین مگر وصل کی صورت تو نہین — مجہسے وہ آملین ایسے مری قسمت تو نہین
اونکی کوچی سی جنازہ نہین ہٹتا کیا ہی — چارہ گر دیکہنا دل مین کوئی حسرت تو نہین
خیر پہر جایئے پہر کیا مرا ہوگا نقصان — آپ سب کچہہ سہی لیکن مری قسمت تو نہین
جلوۂ مہر کی کیا بات ہی لیکن ای چرخ — جس سے دل خاک مین ملجائی وہ صورت تو نہین
کیون جلاتا ہی فلک غیر کی خاطر اتنا — یہ نشانی ہین چراغِ سرِ تربت تو نہین
اوسکی آتی ہی چلی گور سی مردی اوٹہکر — دیکہنا ہمقدمِ یار قیامت تو نہین

۱۷۴ — رنگ کی شعر عدو خاک کرینگی تسلیم / علم سب کچہہ سہی میری سی طبیعت تو نہین — ۱۷

قول کی سچی ہین جو منہ سی کہا کیونکر نہ دین — ایک بوسہ دی چکی ہین دوسرا کیونکر نہ دین
اپنی سی بیگانہ ہون ناآشنا کی واسطی — طعنے تشنے مجکو میری اقربا کیونکر نہ دین

ہوش کیون اوڑتی نہ لاتی بو جو گیسو تو اگر
تجکو ہم الزام اے باد صبا کیونکر ندین

اوسکا احسان تجھ ہی جو شادی مرگ ہی
ہنسکے مہری زخم تن مجکو رولا کیونکر ندین

کہہ گیا ہی صبحدم آنی کو وہ خورشید رو
اوگ شب بہر جینی کی مجکو دعا کیونکر ندین

ساتھ بارش کی ہوا کرتی ہی تجلی بہی ضرور
دیکہکر گریان مجہی وہ مسکرا کیونکر ندین

ہاتھ تیری اور یون ہی اوسکی کف نگین کی ساتھ
رشک سے ہم جان اپنی دزد حنا کیونکر ندین

ہم حریصن سے وہ لذت فروش کام دل
بیشتر کیونکر نہ مانگین بار ہا کیونکر ندین

سنگ کعبہ جانتی ہین ہم مین اہل شرف
آستان کو تیری بوسہ بار سا کیونکر ندین

لکھدیا ہی آگ کی اپنی جوش مین سوز جگر
آگ مین وہ پرچہ کی نامی کو جلا کیونکر ندین

کھینچنا اوس شوخ کی صورت اپنی کام تہا
داد صنعت تجکو اے دست قضا کیونکر ندین

مرگ پر موقوف ہی صحت مریض عشق کی
زہر میری چارہ گر جا کی دوا کیونکر ندین

نوجوانی جوش پر ہی وصل کی شب ٹوٹ کے
رخصت بے پردگی بند قبا کیونکر ندین

سنتی ہین رسوائی عاشق سے خوش ہوتی ہین وہ
شہرت دیوانگی ہم جا بجا کیونکر ندین

کیا عجب کی نزع مین دو عالم ہین سفر
ساتھ میرا مدتون کی آشنا کیونکر ندین

حشر کا دن ہی خدایا نیک و بد اعمال کی
سامنی تیری گواہی دست و پا کیونکر ندین

١٦٥ صفحۂ ہستی پر اپنی تسلیم مین بیکار ہون
حرف باطل کی طرح مجکو مٹا کیونکر ندین ١٠

قاصد و دلدار و دلبر و دلربا کسکو کہون
کون ہی میرا ایسا مدعا کسکو کہون

لی گیا دل کون اوسکی دزد حنا کسکو کہون
اس جگہہ اک مین ہون یا تو تیسرا کسکو کہون

دیدہ و رنگی عشق کی ہی سند و خون اپنا پیرہن
خون دل کسکو کہون رنگ حنا کسکو کہون

پیر جی ہون یا گروجی دونون عجل دشت ہین
خضر ولیکن کسکو سمجھون رہنما کسکو کہون ق

ایک ہین عبد المتقابر ایک ہین عبد الصنم
انمین سچی ہین سالک راہ خدا کسکو کہون

عشق کی سب آفتین انکی بدولت ہین مگر
دیدہ و دل دونون پیارے ہین برا کسکو کہون

نازکی کا تمکو دعوی گل کو رنگینی پہ ناز
فکر ہی نازک ادا نکلا ہون قبا کسکو کہون

یار کی لانی ہین جذب و شوق دونون ہین شریک
آفرین کسکو کہون نہین مرحبا کسکو کہون

مہربان و دلدار مشفق گر ہین سمجھون آپکو
بیمروت بیوفا نا آشنا کسکو کہون

١٧٥
توہی بتلا اے حبیب علی تسلیم مین
شافع روز جزا مشکل کشا کسکو کہون
ملا

خاک مین ملکر گلہ اے آسمان کیسا کرون
نام لون کس بیوفا کا کسکو مین رسوا کرون

عشق کی غیرت سے یہ کیونکر گوارا ہو سکے
آنکھہ ڈالین غیر تمپر اور مین دیکھا کرون

چاہیے سب کچھہ مگر اے دوست آتی ہے شرم
ان نصیبون پر کسی شی کی تمنا کیا کرون

حال ہی ایسی جو دم بھر رو دون ملین غم نصیب
دامن دشت جنون کو وہین دریا کرون

تونی تو ناکامیون سے اپنا دل بہلا لیا
مین شب فرقت مین اب جوش تمنا کیا کرون

درد بھی دیدی یہ راحت جلد لا ساقی شراب
پنبہ داغ جگر کو پنبہ مینا کرون

پھول سے رخسار کا اکدن تو بوسہ دیجیے
مثل نرگس کبتلک حسرت سے مین دیکھا کرون

چھیڑتی ہو خواب مین آکر فسانہ ہجر کا
چاہتی ہو عالم رویا مین بھی رویا کرون

شب کو تہا دن بھر کا وعدہ پھر گئے وقت سحر
سو گئی پچھلے پہر تقدیر اسکو کیا کرون

یہ کرشمہ یار کی ہین مجہسے کیونکر ہو سکے
خاک مین آکر چھپون اور خاک سے پیدا کرون

صاف بندش لفظ اچھے حسب شعر پاک
اور کیا تسلیم نطق شاعری پیدا کرون

یاد آگیا مجھے دلِ خستہ جگر کہان
آج ای خدنگِ غمزۂ قاتل ادہر کہان
انفاس ہین کشمکشِ انتظار سے
پھر ہم کہان جواب کہان نامہ بر کہان
مانا کہ حسنِ یار سے لبریز ہی جہان
لیکن وہ حوصلہ وہ شکیبِ نظر کہان
موت آگئی ہی پہونچ کے دریار پر مجھی
شامِ شبِ مراد ہوئی تو سحر کہان
ٹھہرو لگا ہی لیتی ہین اوس گل کا کچھ پتا
جائی گی ہم سے اوڑ کی نسیمِ سحر کہان
مانندِ شیشہ رونقِ محفل ہوئی تو کیا
سامان اگر ملا بھی تو امیدِ سر کہان

۱۷۸ ہر وقت یار تہارکِ جان سی قریب ہی
تسلیم تو خراب پھرا عمر بھر کہان ۷

یادگارِ ہستیِ موہوم ہم رکہتی نہین
صورتِ عمرِ روان نقشِ قدم رکہتی نہین
ایک عالم پر بسر کرتی ہین او آسمان
صورتِ ماہِ دو ہفتہ بیش و کم رکہتی نہین
داغِ قسمت اونکی جو آشوب گاہِ دہر مین
لذتِ تکلیفِ غم ذوقِ ستم رکہتی نہین
بختِ عاشق شامِ غم زلفونکو تیری کیا کہون
گو سیہ دونون ہین لیکن پیچ و خم رکہتی نہین
حضرتِ واعظ وہ کہائین نہ اہد و نکو سبز باغ
ہم دماغ بوی گلہای ارم رکہتی نہین
آ ملی پڑتی نہین کب جستجوئی یار مین
کس گہڑی پای طلب مین ہم قدم رکہتی نہین

۱۷۹ کسقدر تسلیم ہستی پہ ہین بہولی ہوئی
وقتِ آخر بہی مگر فکرِ عدم رکہتی نہین ۱۲

دیکھ کر شب لالہ شن پروانہ لگن کی دور مین
ایکسا ایکسا شمع روئی انجمن کے دور مین
تکتی ہین بیٹھی ہوئی ساغر کا منہ حسرت سی ہم
دور کیسا ساقیِ پیمان شکن کے دور مین
اہلِ فن کا اوج پہلی ہوگا اب تو ہر طرف
چھائی ہین خاک سب چرخِ کہن کے دور مین

وای غفلت کبھی آیا وہ ظالم کس گھڑی — جب لپیٹا مجھکو یارو نے کفن کے دور مین

نام آور اوٹھ گئی مثلِ نگین ہم روسیاہ — رہ گئی اس چرخِ کہن کی دور مین

عہدِ عارض مین گلِ تر خاک پائی گا فروغ — قدر سنبل کیا ہی زلفِ پُرشکن کے دور مین

زہد و تقوی آپکا ای شیخ اگر زندہ ہین ہم — دیکھ لینگے ساقیِ توبہ شکن کی دور مین

ہون وہ دیوانہ کہ میرا ذکر ہوتا تھا مدام — عہدِ قیسِ ناتوان مین کوہکن کی دور مین

اوج کیسا اب تو ای ہمدم غنیمت جانیے — آبرو رہ جای گر چرخِ کہن کے دور مین

کر رہی ہی چھیڑ بلبل گلِ تر کو نہ توڑ — دم لی ای گلچین بہارِ یاسمن کے دور مین

عہدِ غربت کے مصیبت کا گلہ کرنا عبث — چین کیا حاصل تھا یارانِ وطن کے دور مین

١٨ ذوق ہی مجبور ہین تسلیم ورنہ تھی ہمین — کھولنا ہمکو زبانِ اہلِ سخن کے دور مین ١٢

مین اہلِ صفا ہی ہون تو کیا ہون — آئینے کی طرح خود نما ہون

کیا مجھکو فلک کرے گا پامال — سبزہ لبِ بامِ عرش کا ہون

اس بزمِ جہان مین صورتِ شمع — غیرون کی لیی مین جل بجھا ہون

نکہت ہون مگر چمن سی چھٹ کے — برباد مین صورتِ صبا ہون

ہون آہ دلِ حزین جہان مین — یعنی مین کمالِ نارسا ہون

مین کیا کہون لطفِ سیرِ عالم — ہون خواب مین خواب دیکھتا ہون

ہر حال مین طرح مین بیباک — گویا تیرے دل کا حوصلا ہون

برہم کبھی آپ سی کبھی شاد — شاید اپنا مین خود گلا ہون

حالِ دلِ گم شدہ ہون کہتا — افسانہ طرازِ آشنا ہون

کم حوصلۂ شوق دل نہین ہے — چاہون تجھے جسقدر مین چاہون
کیون شیوۂ جور و جفا سے کا ہی نام — تم تو کرو ترک مین نباہون

١٨١
افسانۂ دوستی ہون تسلیم
دشمن کا مگر سنا ہوا ہون
٩

سبب شرم التجا ہون مین — لب خاموش مدعا ہون مین
گھر چھٹا ابتدای ہستی سے — صورت نالۂ رسا ہون مین
تیری ہی آرزو تھا کیا یہ سبب — دم نکلنے سی خوش ہوا ہون مین
جز فغان اور منہ سے کیا نکلے — مثل نی درد آشنا ہون مین
صورت زخم ہون شگفتہ مزاج — اپنے ہستے پہ ہنس رہا ہون مین
اوٹھ رہونگا اجل جب آئی گی — ابتو در پر ترے پڑا ہون مین
میرے ہستی عدم سی بدتر ہے — بوی گل کی طرح ہوا ہون مین
ہوگئی بدنام چھوکے مرگ مجھے — باعث تہمت فنا ہون مین

١٨٢
ہی حقیقت سنجان ای تسلیم
مظہر قدرت خدا ہون مین
١٣

فکر ہی شوق کو عشق بتان پیدا کرون — چاہتا ہون ایک دلمین دو مکان پیدا کرون
طبع عالی ہی اگر اوج بیان پیدا کرون — مین زمین شعر مین بھی آسمان پیدا کرون
سوز دل اس بزم مین افسانہ ہو سکتا نہین — لال ہو کر شمع کی صورت زبان پیدا کرون
ہون ہلاک سوختہ تاثیر آہ گرم سے — گلشن جنت مین بھی برگ خزان پیدا کرون
پوچھتی ہین نقش مین وہ حال شوق کم مرا — طول طلب اختصار داستان پیدا کرون

تا دل [illegible] پیکان
زخم کا منہ تیر کی [illegible] پیدا کرون

سفتنم ہی چند ساعت صحبت منکر نکیر
عاریت شمع لحد سی گر میان پیدا کرون

پاون کہتی ہین ہمی کوچی مین آ کر ضعف سے
ٹوکرادی اور مین خواب گران پیدا کرون

وہ حریص داستان شوق ہون گر ہم سنو
کلک کے مانند باہم دو زبان پیدا کرون

پر عرق عارض سے ہی ہون تب بہت اگر ایسا حسن
چشمہ خورشید مین آب روان پیدا کرون

ہون وہ مینکش خدمت ایجاد عالم ہو اگر
سب سے پہلی میفروشی کی دکان پیدا کرون

اب بھی تم آؤ تو مین آنکھون مین بھر کے نظر
ڈھونڈکر تھوڑی سی جان ناتوان پیدا کرون

۱۲۵۳

مین ہون ای تسلیم شاگرد نسیم دہلوی
چاہیے اوستاد کا طرز بیان پیدا کرون

غیر ممکن دخل پائی غیر کوی یار مین
سبزہ بیگانہ ہم رکھتی نہین گلزار مین

بلبلین آباد و فریاد ہین گلزار مین
حشر برپا ہو رہا ہی کوچہ منقار مین

کچھ مقرر آج ہی احسان قاتل مین فریب
خندہ دزدیدہ ہی پنہان لب سوفار مین

بی سبب لے واسطہ کیون پھینکتے ہو توڑ کر
کیا گل امید عاشق ہی گلی کی ہار مین

شور رسوائی ہوا میرا تماشا گاہ خلق
دفن کی پروا نگی قاتل نی بھی بازار مین

چمکی ہی آتش مزاجی از دحام غیر سی
جل رہا ہی آپ اپنی گرمی بازار مین

کو مکو تھا جا رسوائی کوی عشق کا
چھپ رہا افسانہ مجنون زبان خار مین

مر گیا مین یک فرقت مین شکل ماہ نو
جنبش ابرو نہان تھی مغربی تلوار مین

تم نہ بگڑو تابش خورشید محشر کیون نہ ہو
مین نہ آؤن گا تمہاری سایہ دیوار مین

دوست کیا دشمن نی بھی مجکو نہ دی دل مین جگہ
تھا وہ کینہ جو نہ آیا خاطر اغیار مین

۱۸۴ کہہ دیا تسلیم کہیا باد صبا نے وقت صبح
پہاڑتی ہین گل گریبان ہر طرف گلزار مین ۸

داغ داغ ای گل ہی فرقت سی ہم گلشن مین ہین
پہول کہتی ہی یا پہ اخگر لیتی دامن مین ہین

بعد مردن اسقدر شرم گنہگاری بڑہی
منہ چہپائی ہم کفن سی آج تک مدفن مین ہین

تہمت گل ہین ہمین پیرہن کی سی کہہ معاف
آپ ہین ہین ایسیون جہبنک کہ پیراہن مین ہین

شکل ہی ہم مصیبت سے کوئی خالی نہین
دست یا ہین صرف ماتم جان و دل شیون مین ہین

اونکو بہی اپنی تمنائی وصلت ہین غیر
آرزوی وصل ہین لیکن وہ اس دشمن مین ہین

شورش محشر سوال گور تکلیف فشار
سو طرح کی آفتین باقی ابہی مدفن مین ہین

تہہر جا ای بیقراری کیون ہلاتی ہی جگر
چند طفل اشک خوابیدہ مری دامن مین ہین

عصمت یوسف انگی دست حسن سی پوچہیے
چاک لاکہون صورت یوسف مری دامن مین ہین

۱۸۵ ایک فقری مین کیا بدظن عدو سی یار کو
آپ بہی استاد ای تسلیم اپنی فن مین ہین ۹

ایکدن بہی نہ ملین شوق مین باہم آنکہین
برسون تکیا کی ہی شوخ تری ہم آنکہین

غیب سی ہوتی ہی بیمار ازل کی خدمت
دہوتی ہی کس بیخواب کی شبنم آنکہین

اشک خون مین نے کیا سرخ برنگ شعلہ
بن گئین شمع چراغ شب ماتم آنکہین

سرکو زانو سی اوٹہا وصل مین پردہ کیسا
آج تو چار ہون او فتنۂ عالم آنکہین

دہر مین ہنستی ہین خنجر نہ ہمیشہ غم
جوہر تیغ کی دیکہین نہین پر نم آنکہین

دیکہہ بیوجہ نہین جنبش مژگان قاتل
کرتی ہین کشتۂ بیداد کا ماتم آنکہین

غیر کیا دوست بہی ہوتا نہین مشکل مین شریک
پہر گئین وقت اجل دیکہہ کی بیدم آنکہین

پست اعلیٰ نہیں ہوتا کبھی جنسیت سے
اونچی ہیں جو بلند قد سے بھی قدِ آدم آنکھیں

۱۸۶
پاکدامانی جانان سے ہے گریبان تشنہ
اشک اگر حضرت عیسیٰ ہیں تو ہیں آنکھیں
۱۲

آؤ باہم شوق و ارمان دیکھ لیں
تم ہمیں ہم تمکو ایمان دیکھ لیں

ہجرِ قاتل میں لہو کھلائے گا جوش
کیا بلا ہے جوشِ قربان دیکھ لیں

رہ نجائے آرزوئے چارہ گر
لذتِ تکلیفِ درمان دیکھ لیں

جی میں آتا ہے کہ اکدن مر کے ہم
ہمتِ دوشِ عزیزان دیکھ لیں

سخت جانے آج کہتی ہے یہ
جوہرِ شمشیرِ عریان دیکھ لیں

ہو نہ جنکو صبحِ محشر کا یقین
وہ مرا چاکِ گریبان دیکھ لیں

کرتے ہیں دیر و حرم کو ہم سلام
دیکھ لیں گبر و مسلمان دیکھ لیں

التفاتِ جوشِ وحشت پھر کہان
ہو سکے جب تک بیابان دیکھ لیں

گرا نہیں ہے خوفِ عرضِ آرزو
دور سے حالِ پریشان دیکھ لیں

روبروی دختِ رز بہلا کے آج
جی میں ہے زاہد کا ایمان دیکھ لیں

دلفگاری کے سوا ہونا ہے کیا
کاوشِ برگشتہ مژگان دیکھ لیں

۱۸۷
جہانکتا ہے پھر او دہر تسلیم تو
کیا قیامت ہو جو دربان دیکھ لیں
۱۳

ہم بہ پرواز ہیں آنکھیں کی مشتاق ہیں
دیکھنی ہیں جنت میں حوریں لیکن طاق ہیں

عشق گیسو میں کوئی بستہ ہی جان خال کا
زہرِ افعی کی لبی ہم سائلِ تریاق ہیں

ہٹ گیا جی سیرِ گلشن سے قفس کا رہی
رسمِ راحت ہو چکی تکلیف کے مشتاق ہیں

آبِ حیوان گر نہین ہی پھر ہی قاتل کیون بیغم
تشنۂ آبِ دمِ خنجر تری عشاق ہین

دونون آخر انتہای ضعف سی تنگ آگیے
بار ہی زنجیر ہمکو ہم جنون کو شاق ہین

۱۸۵ صورتِ تسلیم ہم اس آشوب گاہِ دہر مین
ای فلک ہم بھی تری ایجاد کی مشتاق ہین ۲۶

مارا پڑا محبتِ چشمانِ یار مین
مجکو ہوا چھلاوہ ہرن کی شکار مین

نیند آتی تھی نہ کل جنہین آغوشِ یار مین
وہ آج سو رہی ہین اکیلی مزار مین

آنسو نہین ہین دیدۂ مخمورِ یار مین
نرگس کے پھول ہین گلِ تر کی کنار مین

ناصح خطا معاف سُنین کیا بہار مین
ہم اختیار مین ہین نہ دل اختیار مین

باغِ جہان مین دیدۂ نرگس کیطرح سے
گذری ہمیشہ ای گلِ تر انتظار مین

چھائی نہین ہین داغِ جگر پر کدورتین
پنہان ہی آفتاب حجابِ غبار مین

دیگی حساب کیا دمِ محشر کہ عمر بھر
آئی نہ آپ ہم کبھی اپنی شمار مین

راہِ عدم مین شہرِ خموشان جو مل گیا
ای مرگ رہ پڑی ہی آئی جبرئی یار مین

نورِ جنون مین ضعف نے رسوا کیا مجھے
اوبھی ہوئی ہین ہاتہ گریبان کی تار مین

عاشق ہین مجکو شیخ دعا کی نہین مجال
تو دخل دی مشیتِ پروردگار مین

اگر دلنشین ہمت سی کیا مطمئن رہون
ہمدم لگا ہی جی خلشِ نوکِ خار مین

احسان جان غنیمت ہو کسی اور پر کہ مین
راضی ہون ای فلک ستمِ روزگار مین

پاتا نہین گمان بھی گنجایشِ کلام
کیا کیا بڑہا ہی نقشِ دہن اختصار مین

باغِ جہان مین ایک سی گذری ہی رنگِ سرو
سوکھی نہ ہم خزان مین نہ پہولی بہار مین

کیا کیا غبارِ حسرتِ دیدار قیس تہا
چھپ چھپ گیا ہی ناقۂ لیلی غبار مین

چمکا رہا ہی شوقِ دل اونکی کدورتین
مصرفِ آئینہ ہی جلای غبار مین

دلبر ہی اونکی دوستی نہین جبر کی مجال
اتنا ہی اختیار نہین اختیار مین

شامِ وصال ہی کبھی صبحِ فراق یا
کشتی ہی عمر گردشِ لیل و نہار مین

مر کر بھی انقلاب کی صدمی جو یاد تھی
پہلو بدل سکی نہ کبھی ہم مزار مین

عالم کی ہی خبر مگر اپنی نہین خبر
غفلت بھری ہوئی ہی دلِ ہوشیار مین

بھولی نہ جلوہای تبسم تمام عمر
کاٹی شبِ حیات فروغِ شرار مین

مر کر بھی پایمالِ جہان ہون مین خاکسار
دی قبر کو فلک نی زمین رہگذار مین

تسکینِ دل کیواسطی رو رو کی حسرتِ دل
بلبل سے کیا رنگا ہی قفس کو بہار مین

ہی یار جب نہانی گیا مین ہوا شہید
ہر موج مثلِ تیغ چلے جویبار مین

کی دل نی دوستی تو پڑی رنج و بلا مین جان
می پی کسی نی سست گئی ہی خمار مین

تسلیم مفلسی سے دمِ وزن ہی منزلت
مانندِ حرفِ وصل نہین اعتبار مین

۱۸۹ — ردیف واو — ۱۱

کیجیی ایسا جہان پیدا جہان کوئی نہو
ذرۂ اختر زمین و آسمان کوئی نہو

رو رہی حسرت پر اوسکی جو کہ وصلِ یار مین
سیکڑون ارمان کہتا ہو بیان کوئی نہو

کی تمنا مرگ کی تو بھی ہوا ظالم خفا
ہای ایسا بھی جہان مین بدگمان کوئی نہو

احتیاطِ رازِ خاموشی یہانتک چاہیی
بیزبانی کی سوا ہمداستان کوئی نہو

سبزہ و گل کی نہین لائق مرا فرشِ مزار
پردہ پوشِ تربتِ بیچارگان کوئی نہو

کس تیی ایسی ہرجائی کی ہو ایدل اللہ شر
خاص جسکا دونون عالم مین مکان کوئی نہو

آرزو کیسی فراقِ جسم و جان سرکار ہے — چاہتا ہوں میری تیری میاں کوئی نہ ہو
رشکِ بلبل کی اٹھائیں ناز کیسکو دماغ — خویش و بیگانہ بجز گلفشان کوئی نہ ہو
کیا تماشا ہی کہ ہم سبکی ہون باغِ دہر میں — اور اپنا بلبل و گل باغبان کوئی نہ ہو
یہ بھی قسمت کا لکھا اپنے کہ ہر جلوہ ترا — کچھہ نظر آئی نہ پہلو اور نہان کوئی نہ ہو

ط
تو ہی بتلا کیا کرین تسلیم ایسی شرم میں
جسمیں سب اوستاد ہوں و نکتہ دان کوئی نہ ہو ۱۹۰

کیونکر سہی بڑھ چلی ہی شبِ انتظار تو — اب کیا بنی گی سلسلۂ زلفِ یار تو
بعدِ فنا بھی عبث تکلیف ہونگا میں — روئی گی خاک پر مری شمعِ مزار تو
آتی ہی تجھسی آج مجھی آشنا کی بو — مل جا ذرا گلی سی نسیمِ بہار تو
اک دورِ عمر صرف ہی میں گل ہی تیری چمن — بھولی ہوئی ہی کس تیئن نسیمِ بہار تو
ہی آج کچھہ تو شرطِ وفا کا لحاظ کر — جاتی ہی چھوڑکر مجھی بیگانہ وار تو
پھر جاگنا ہی حشر میں کچھہ دیر سو رہوں — تھوڑی جگہ دی پہلوِ کنجِ مزار تو
دونوں جہان حمایتِ احمد میں ایک ہے — میری طرف ہو رحمتِ پروردگار تو
میر آپ کی سوا نہیں کوئی کا آپ ہے — کہیے نہ کہیے آپ بھی بار بار تو

ط
تسلیم کیا جگہ دلِ حسرت زدہ میں ہے
اب شہرِ عکس میں ہا ستمِ روزگار تو ۱۹۱

کروڑوں برس جہان میں جہاں سی آئی چلو — یہاں کمان خطر ہی قدم بڑہائی چلو
بنا و عشق کو راہِ طلب میں خضر اپنا — یہ غول بھولی ہی جس راہ پہ لگائی چلو
یہان نصیب شیب و فراز اکثر ہی — خدا کی واسطی اتنا نہ منہ اوٹھائی چلو

شکستہ پا ہون کہین ساتھ سے نہ رہ جاؤن
مجھے بھی ہاتھ ذرا دے کے تو لگائے چلو

ہمیشہ ملکِ عدم کی بنی رہو سفری
اودہر ہی ہستی کو چپکے قضا جب آئی چلو

ابھی تو حسنِ عمل کا زمانہ باقی ہے
وطن کی یاد بھی ہوئی کچھ ایسی بٹھائی چلو

اودہر اودہر کہین پھر کر ترارد جانہ پڑی
سمندِ عمرِ رواں کو ذرا دبائے چلو

حیا کی پتلی کی ان سن مین کچھ ابھی تو ہین
ابھی تو جیسی مری جان منہ چھپائی چلو

١٩٢ عدم مین ترسو گی دو جگہ کو اے تسلیم
جو ہو سکی کوئی بیٹھنے کو تکیہ بنائی چلو ١٩٣

اپنی ہی امیدوار آرام کا دم بھر نہو
خانۂ آئینہ مین مہمان اسکندر نہو

روک دستِ تربیت کو قابلیت گر نہو
حشر تک عقل ہی بینا دیدۂ جوہر نہو

بحرِ ہستی مین گہر کیطرح وہ بیلوث ہون
عینِ طوفان مین سرِ رشتہ بھی دامن تر نہو

مین بھی وہ ننگِ اجل ہون جیسے پیشہ تنگ ہے
مان لی قاتل اگر راضی کبھی خنجر نہو

میری دم تک چارسو شورِ جنون کی دھوم ہے
مین نہون جسدن جہان مین فتنۂ محشر نہو

جای خندہ شورِ بیتابی کی آجاتی ہی یاد
ہای ایسا بھی کوئی فریاد کا خوگر نہو

دیکھکر بربادیان کیون ہی مکدر آسمان
خانہ ویرانی ہی سی آباد میرا گھر نہو

عیش و عشرت عارضی تہی وقتِ مشکل ٹل گئے
نامرادی کی مین صدقی یہ مری کیونکر نہو

سامنی تیری تڑپتا ہی یہ کیا سیماب سا
دیکھنا ای بیوفا میرا دلِ مضطر نہو

ناتوان ہون کیون اٹھاتا ہی مجھی شورِ نشور
خارِ راہِ اہلِ محشر یہ تنِ لاغر نہو

قابلیت شرط ہی کسبِ شرف کیواسطی
تابشِ خورشید سی یاقوت ہر پتھر نہو

حشر برپا کر رہا ہی کیون خرامِ ناز سے
دیکھنا زیرِ قدم میرا دلِ مضطر نہو

١٩٣	خاک نکلی شعر تر تسلیم جب تک رو بہ رو مے نہ ہو شیشہ نہ ہو ساقی نہ ہو ساغر نہ ہو	ت

عرش پر بھی بی نشان ہو کر بھی شانِ لکھنؤ
لامکان کو داغ دیتی ہین مکانِ لکھنؤ

وہ حفظ رنگین بیان انکو دکھلا سبز باغ
کیا کرینگی لیکی جنت ساکنانِ لکھنؤ

جیتے جی کیونکر جدائی ہم سی اسکی ہو سکے
لکھنؤ ہی روح میری ہے تنِ جانِ لکھنؤ

سنتے سنتے خلد کی تعریف جی گھبرا گیا
اب تو ای واعظ سنا کچھ داستانِ لکھنؤ

یہ لطافت ہو کلام غیر کو کیونکر نصیب
رشک سے ہے آبِ کوثر بھی زبانِ لکھنؤ

ہو تو ہو عالم سبھی اک رنگ مین پایا نہین
کیا زمین لکھنؤ کیا آسمانِ لکھنؤ

نکہتِ باد کی صورت اڑتے ہین بلبل کی ہے شور
گلفشان ہو کر چمن مین ہین تر زبانِ لکھنؤ

١٩٤	گر یہی گردش رہی ای تسلیم اپنی بخت کے اور ہین دو چار دن ہم میہمانِ لکھنؤ	ے

ضبطِ فریاد پہ قابو ہو تو غوغا کیون ہو
چھپ رہو نہین تو کہین عشق کا چرچا کیون ہو

نہ سہی پیار کی باتین مجھی گالی ہی جو دو
لبِ خاموش پہ تصویر کا دھوکا کیون ہو

اسقدر جیتی کی ہو دل مین تمنا جسکے
وہ کسی کے لبِ جان بخش پہ مرتا کیون ہو

جسکے تقدیر مین صحت نہ ہو جز مرگ کبھی
ایسی بہ نا شدنی زخم کا چارا کیون ہو

گر قیامت کی نہ تم چال چلو شوخی سی
اک نیا فتنہ گلی کوچی مین برپا کیون ہو

جب کہا ہنس کی کسی نی مری بیتابی کو
بولی عاشق کوئی اسطرح کسیکا کیون ہو

	بگڑی تسلیم نہ کیونکر تری محفل مین روز نازبرداری اغیار کا چرچا کیون ہو	

چاہتا ہون جنون وامق بول مین شامل نہو
پھیر دو مجکو مراد اگر کسی قابل نہو

رہ نورد وادی مقصد تھی ہم بھی تو ہون
اسقدر نا آشنا ای دوری منزل نہو

ہی قریب مطلب یا بس عالم اسباب تک
چاہیی بحر فنا کا خشک لب ساحل نہو

گرد مین چھپ جاؤ زیر دام آسکتی نہین
ہم اسیران بلا سی اسقدر غافل نہو

کیا کرون مین بادہ و مینا صراحی شیشہ جام
تو ہی جبتک ہم مین ای روح محفل نہو

تیز رفتارون سی ناحق ہی خیال ہمرہی
ای خضر راہ فنا مین تو مرا شامل نہو

ذبح سی پہلی ہی انداز طپیدن تہا مجھے
دل جسی کہتی ہین پھر انداز بسمل نہو

دیکہکر لیلی نی عزم تیز رفتاری کہا
ساربان کرتا ہی کیا مجنون پس محمل نہو

سیتی ہاہون مین گریبان چاک کرنی کی لیی
کام ہی کرتا ہون وہ جسکا کوئی حاصل نہو

۱۹۶ ہی دعا تسلیم اتنی عالم العلام سی
اپنا دیوان آشنای دیدہ جاہل نہو

ساتہ رونی کی جو تہی وحشت کامل مجکو
ہو گیا سلسلۂ اشک سلاسل مجکو

وہ جفادوست ہی آتی نہین جسکو نیند مگر
کچھ سلا دیتا ہی افسانۂ بسمل مجکو

کام کیا خانۂ زندان سی مجہی تہا لیکن
پاؤن پڑ پڑکی لی آئی ہی سلاسل مجکو

کیا عجب حشر مین موقوف ہو ملنا اونکا
ناامیدی نکر اتنا ابھی بسمل مجکو

فرصت یہ نہین ہی شرر شمع کیطرح
پھونکی دیتی ہی تری گرمی محفل مجکو

کسقدر مین ہدف خوش ہون کہ ہر تیر انداز
بدلی تودی کی بٹہاتا ہی مقابل مجکو

۱۹۷ عہد پیری مین کہان یاد خدا ای تسلیم
کردیا خواب دم صبح نی غافل مجکو ۱۴

نزع میں آنکھوں سے نکلی نہیں ٹپکا آنسو
دیکھتی ہیں یہ مرے مرنے کا تماشا آنسو

رحم کا اپنے نہیں اہل جفا کی دل میں
دیدۂ چشم ترین [illegible] آنسو

کم نہیں مرگ سے دنیا میں وطن کا چھٹنا
ہو گیا خاک میں جو آنکھ سے ٹپکا آنسو

اشک غم سے دل مضطر میں تپش کیا دیتا
کاش ہوتی تری ملنے کی تمنا آنسو

حالت گریہ سے [illegible]
کبھیو تو جیسے رکا ہی نہیں اتنا آنسو

شب تنہائی میں اگ جان ہی لیتی تھی وہ
حسرت یہ ہے انکو نہیں ہی یاد آنسو

ضبط گریہ سے ندامت ہوئی اغیار سے بھی
گر کے نظروں سے تری ہوئے رہے رسوا آنسو

ہر قدم پر خلش خار سے ہوتی گذرے
عمر بھر ساتھ رہے بادیہ پیما آنسو

کھل گیا رونے سے حال دل پر غم میرا
رمز دان ہیں تری آنکھیں ہی لو یا آنسو

مرض عشق سے اس حال کو پہنچا آخر
دیکھ کر آنکھ میں بھر لائے مسیحا آنسو

سیل گریہ نہیں جبین تک آئی
دھو رہے ہیں مری تقدیر کا لکھا آنسو

طفل نادان سے حقیقت یہ کھلی مشکل ہے
خوف آتا ہے کریں از خود افشا آنسو

ضبط گریہ تک میں کروں جی ہی بھرا آتا ہے
آنکھ سے کرتی ہیں رونے کا تقاضا آنسو

ہوں وہ غمناک گیا ہوی چمن جب تسلیم
قطرۂ شبنم شاداب کو سمجھا آنسو

۱۹۸

یاد وہ زلف جو آئی لب دریا مجھکو
موج پیچان نے دیا سانپ کا دھوکا مجھکو

ناتوانی سے کہاں آمد و شد کی طاقت
کم سفر سے نہیں اب آپ میں آنا مجھکو

چھپی شوکت ساماں گنہ دوزخ میں
بہر تعظیم اوٹھا دیکھ کی شعلا مجھکو

بدگمانی دل بلبل سے نکلنی ہی محال
نکہت گل نے عبث باغ میں چھیڑا مجھکو

غفلت کیفِ جوانی سی یہ بیہوشی ہی	موت بہی آئی تو ہو خواب کا دہوکا مجکو
دیکہہ کر دیر مین ہر بُت مجہی سمجہا زاہد	داغِ سجدہ نی کیا اور بہی رسوا مجکو

١٩٩ خاک دُنیا مین رہون جبین سی قدم بہر تسلیم
کہائی جاتا ہی خیالِ غمِ عقبیٰ مجکو ش

شبِ وصال ہین جامِ شراب ہو کہ نہو	وہ آفتاب تو ہی ماہتاب ہو کہ نہو
پس فنا ہی گمان ہی سکوت ہی اپنی	اوا سوالِ لحد کا جواب ہو کہ نہو
خدا کیواسطی زاہد نہ مجکو اب بہکا	بتونکی عشق مین جا ہی ثواب ہو کہ نہو
کیا تہا شام کا وعدہ نہ آئی تم ابتک	بتاؤ دل کو مری اضطراب ہو کہ نہو
ملا دیا ہی یار سی ای آسمان کہ جیتی جی	نصیب پہر ہمین عہدِ شباب ہو کہ نہو
شریکِ صحبتِ توبہ شکن ہی او ساقی	حضورِ شیخ کی حاضر شراب ہو کہ نہو

٢٠٠ یہی ہی کثرتِ اعمالِ بد تو ای تسلیم
مری گنہ کا وہان ہی حساب ہو کہ نہو ش

سنگدل اپنا کیا کرتی ہین غمخوارون کو	سان چڑہی ہی لگا لیتی ہی تلوارون کو
کون روئیگا فلک بعدِ فنا یارون کو	کہائی جاتا ہی مرا غم مری غمخوارون کو
آپ مٹ جاتی ہین دشمن کی ایسی صاحبِ درد	آبلی سینی مین دیتی ہین جگہہ خارون کو
کیا ہوا وعدہ وہ نسخ ہی اگر ای واعظ	کیا وہ دیکہی ہی نہ دین اپنی گنہگارون کو
کیا مقدر ہی کہ پاتا ہون ہمیشہ خندان	اپنی زخمونکو تری تیر کی سوفارون کو
اسلیی خوش ہی وہ ارمانون پہ چمن آتمک سان	کون روئیگا مری بعد مری پیارون کو
ہون وہ آوارہ اگر دشت سی گہر مین آؤن	آسمان سر پہ گرا دی مری دیوارون کو

٢٠١ بند ہوا آنکہ کسی طرح بلا سے تسلیم ٥
سوت ہی آئی کہ مین ہجر کی بیدارون کو

چمن کو دیکھ لی پہر حسرت بہار ہو کہ نہو
قفس سے زندہ رہائی ہزار ہو کہ نہو

عدو سی کہتی ہو حال اور کہتی ہین
تمہاری بات کا کیا اعتبار ہو کہ نہو

بہت ہی شغل دل کو گریبان و دامن
جنون بلا سی گریبان مین تار ہو کہ نہو

جو ہین وہ وقت جدا ہوتی ہی ہی غم مجکو
پس فنا ستم روزگار ہو کہ نہو

تم ہمکو خلد مین لی چلیی حضرت زاہد
ہماری آپ کی صحبت برآر ہو کہ نہو

امید زیست کہان دیکھیی جو لطف چمن
ہمین نصیب بہی فصل بہار ہو کہ نہو

ادا جو شرط وفا شمع گور کرتی ہے
تو اختیار ہی تم اشکبار ہو کہ نہو

لحد مین جلتی ہو تم رشک سی عبث تسلیم
وہ بیوفا ہی عدو کا بہی یار ہو کہ نہو

٣٠٢ ردیف ہای ہوز ٥

جا بجا قید تعلق کو جو دیکھا آ کی ساتہ
روح وحشت سے چہوٹ بہاگی جسم کالبد کی ساتہ

تہی یہ الفت کوچۂ جانان سی کب جب نکلے کبہی
دلکو بہلایا کیا مجنون سگ لیلی کی ساتہ

جب گرفتاری نہ تہی حاصل تو پہلو گرم تہا
اب سلاتا ہی مجہی تو بیوفا ترسا کی ساتہ

کیا کہون مین ہم ہی معشوق کی کیا چیز ہے
حضرت آدم نے جنت چہوڑ دی حوا کی ساتہ

آج ہستی کی عوض غفلت ہی جام مے کو
دی مے یا کیا ساقی و لذت نے صہبا کی ساتہ

دیکہی آتا ہی کل کوچی سی تم ری یا نہین
آج تو لایا ہون دلکو سو طرح سیمہا کی ساتہ

تشنہ کامی کہو نہیں سکتا کبہی یہ فیض
خشک لب ساحل رہا جب تک دریا کی ساتہ

یان وہ باغِ خندۂ گل چشمکِ نرگس نہین
جائین کیا سیرِ چمن کو اوس چمن آرا کی ساتہ

ہجر مین تنہا ہون لیکن وصل کا طالب نہین
مین بہی پروا بنا ہون ایکبی پروا کی ساتہ

یون نہ بگڑو اشکِ دامنگیر کی پابوس سی
ہو لیا ہی آج نورِ دیدہ بہی لہرا کی ساتہ

وصل مین بہی اسقدر نفرت وہ رنگی ہی رہی
نیند تک آئی نہ مجکو اوس گلِ رعنا کی ساتہ

جس حسین کو دیکہتا ہی لوٹ ہو جاتا ہی تو
مین تو پچہتایا عدم سی تجکو ہی دل لا کی ساتہ

اب کہان جز گریۂ حسرت ہر کیفیت ہی
خندۂ مستی گیا وہ قلقلِ مینا کی ساتہ

شب کو بہی شورِ فغان دن کو ہجومِ کودکان
کب نہین ہنگامۂ محشر تری شیدا کی ساتہ

۱۷۱	کیا مزا التسلیم مرکب لی گنا ہی نی دیا قبر تک پہونچا گئی تابوت وہ بہی آ کی ساتہ	۲۰۳

دی ہا ہی اونکو خود بینی کی رغبت آئینہ
پہر ہماری جان پر لائیگا آفت آئینہ

بعدِ مردن بہی بنا ہون قبر مین حیرت فروش
مین ہو تصویرِ خموشی سنگِ تربت آئینہ

نیک و بد یکہی کوئی دیتا ہی سبکو مین جا
ایک سی کہتا نہین رنگِ کدورت آئینہ

یار سی ہی دل غرورِ حسن کا شکوہ عبث
کیا نہین ہوگا ابہی گر ہی سلامت آئینہ

ہون وہ مجنون دیکہنی کو صورتِ لیلی اگی
بن گئی چشمِ غزالِ دشتِ وحشت آئینہ

گر یہی ہی چشمِ جوہر کو ہوائی روی یار
روئیگا میری طرح اشکِ ندامت آئینہ

زینتِ پوشاک سی ہی حسن لونکو عار سی
جز نمد رکہتا نہین پیرایِ خلعت آئینہ

خط نکل آئی نہ ہو روی صفا پر دیکہین گی ہم
کس طمع رکہتا ہی تمسی گرمِ صحبت آئینہ

کہدیا کیا آج اسنی میری حیرانی کا حال
توڑتا ہی کس لیی ابہی بی مروت آئینہ

گرمی گرمی ہی تیری حسنِ آتش رنگ کی
ایکدن ہو جائیگا پاری کی صورت آئینہ

تیری عالم سی دلِ وحشی کی ہی عالم مین قدر	گرنہوتا حسن ہوتا حیف حیثیت آینہ
تھم رقیب روسیہ پر آنکہ ڈالو حیف ہی	دیکھتی ہین تجھہ ... صورت آینہ
کیا دلِ وحشی مین ہی داغِ کدورت دون جگہہ	خاک مین ملجای کا تیری بدولت آینہ

۲۰۴ زانوی جانان کہبی جلی حمل کہبی دستِ نگار
دیکھوی تسلیم کیا رکہتا ہی قسمت آینہ ۵

باتون باتون لگئی ہی درمیان تکرار کچہہ	کچہہ کہون منہہ سی نہین کہتا بتِ عیار کچہہ
کیون بگڑتی ہو ملی تہی مجھکو بیٹھتا ہون چپ میان	سایۂ طوبی نے نہین بہایا دیوار کچہہ
کوئی ہم دیکھا تو کیا دیکھا عوض اس حسن کی	کہتی تہی کاش دل کی حسرت دیدار کچہہ
آو سن لو وقت آخر رہ گئی ہی آرزو	چپکی چپکی کہہ رہا ہی آپ کا بیمار کچہہ
وہ نہ سنتا ہی مری اوسکی سمجہتا ہون نہین	مین تو کچہہ کہتا ہون کہتا ہی اغیار کچہہ
ناز برداروں سی تہی بیخبر اچہی نہین	ابتو کیا پر یاد ہو گا ہم ہی تہی ایک پار کچہہ
اسقدر نا آشنا ظالم نہو غیرون کیطرح	جھوٹ سچ ہم سے بہی ہوتی تہی کبہی اقرار کچہہ

۲۰۵ نیک و بد سے ہم نہین واقف مگر تسلیم بات
کل تمہارا ذکر ہوتا تہا حضورِ یار کچہہ ۱۱

سیم و زر کیسا نہین قابل فلوس کی ہاتہ	ہم وہ یوسف ہین نہ بکین گی اکدن مفلس کے ہاتہ
آبرو ہمت لئی رکہلی ورنہ وقتِ احتیاج	یا دن ہم کسکی پڑتی جوڑتی کس کی ہاتہ
دشت کو بہاگی کا مجنون کو بکن پہوڑتی کا سر	کھینچنا مانی نہ اوسکی پائی حشمت اسکی ہاتہ
ڈہونڈھتی ہین پاتی نہ آنکہ مین نظر آتا نہین	پڑگیا یارب دلِ گم گشتہ اپنا کسکی ہاتہ
کیا چہپاؤن بیقراری مین جو افشا ہو چکا	شرم سے از دوستی اب ہی مری ناموس کے ہاتہ

تو بھی وہ محبوب گر تصویر سی مل کر چلی
شوق عریانی کی دامنگیر ہون مجلس کے ہاتھ

بے صدا تھی لیکن صورت شمع چپ رہی
رات بھر حق جلا یا گئی ہم جسکی ہاتھ

گل کی بھی کیون لی ہی کہا ہی بلبل اگر
جوش بہار پہ پوشی سامنی نرگس کی ہاتھ

تھی وہ ہیکل چشم حسرت سی سیاہ جام مین
دیکھتی گذری ہمیشہ ساقی مجلس کے ہاتھ

تھا وہ دل لقمہ چھوا پہلو کو میری جسکے ہاتھ
صورت شعل لگی جلنی لقوا جس کے ہاتھ

ہاتھی تسلیم ترا رنگ حنی کا نہین
سیکھے ہی برگ حنا ہی چشم لیٹا جسکی ہاتھ

٣٠٦ | ردیف یای تحتانی | ١٤١

مین نے کہا ایجان جو دیتی جام صہبا آپ سے
شیخ کعبہ ہی نکرتا عذر تقوی آپ سے

آہ و نالہ شور زنجیر جنون سب تھی خفا
کون کہتا حال میری بیکسی کا آپ سے

جو کہین ادا مری جانب سی کہنی تھی مجھی
مین تو کچھ کہتا نہین ای دیما آپ سے

رہنی دو کیون پھیرتی ہو بعد مدت دل مرا
مانگتا ہی کچھ مجھ سی وہ دم تمنا آپ سے

شمع محفل تھی مری ہستی خموشی گفتگو
کیا سمجھتی کر لگی دل کی مین کہتا آپ سے

زلف کے سر گوشیان کسدن تھی مین ایجان تمام
کب ہوئی خالی جو کہتا حال اپنا آپ سے

کم ہوتا اس لب جان بخش کا اک حرف بھی
سیکھتے گر حشر تک اعجاز عیسی آپ سے

مین تو چپ بیٹھا ہوا تھا دل ہی کہنی لگی
قصۂ شام شب غم تمنی چھیڑا آپ سے

اون لبونکی روبرو رنگین مزاجی کیا تری
یا غمین ای گل ہوا ہنسکر تو رسوا آپ سے

رنج ڈالا چاہتا ہی دو دلون مین پھر عدو
آپ کا مجھسے گلہ کرتا ہی میرا آپ سے

ہے زبان پیدا ہوا ہون رشتہ تیری غم مین
صورت تصویر یون خاموش رہتا آپ سے

حضرت دل شام غم کا اسقدر ڈر کا ہی کیون
سچ کہو کیا کہہ گئے صبح تمنا آپ سے

اپنی ہستی نیستی شادی و غم کچھ بھی نہین
مست گردی خود بخودی موج آب دریا آپ ہے

۲۰۷
ای خدا تسلیم تو خاک رہ بطحین کر
کیا کریگا لیکے فردوس معلی آپ ہے
۱۲

تیری غفلت عقل سے پردہ ہنسوا ہی مجھی
بیخودی ایسا ہو پہہ ہوش آ جائی مجھی

چاہتا ہون پہلی خود بینی سے آئی مجھی
آپکو دیکھون خدا وہ دن تو دکھلائی مجھی

حضرت واعظ ہون یا ناصح کوئی ہو آ تجنون
خوب سے ہو دن آج مین جو آکی سمجھائی مجھی

ہو نہین دیوانہ کسی نازک ادا کی عشق مین
بیڑیان موج نسیم صبح پہنائی مجھی

آسرا کیا اہتو امید نا امیدی ہی مین ہی
کون ہی مجھکو تسلی کون بہلائی مجھی

ہون شمیم زلف برہم سے ہی ہی ہم کی ساتہ
آپ سے جاتا رہی جو آپ مین لائی مجھی

بی نشان بنکر نشان پیدا کیا ہی ہر مین
جسقدر ڈہونڈی کوئی کھویا ہو پائی مجھی

دل مرا ہر کتا ہی شب غم کہین ایسا نہو
مرگ دی بنکر مزاج یار ترسائی مجھی

وقت آخر ہی یا غفلت ہی اور کی لگو داغ
لوگ جب کفنا چکی تب دیکہنی آئی مجھی

لیچلو للہ کوئی خضر بیضا کی حضور
عالم گمشتگی کی راہ بتلائی مجھی

صورت نقش قدم ہون آپ ہو پامال
خاک مین ضد سے ملادی جو کوئی پائی مجھی

۲۰۸
ابتو جوش آرزو تسلیم کہتا ہی یہی
روضہ شاہ نجف اللہ دکھلائی مجھے
۱۳

خاک آغوش لحد مین ہمین راحت ہوگی
آج مرجائین گی کل ذکر قیامت ہوگی

پاس ندون کی نجا دیکھو وگرنہ واعظ
ریش قاضی تری دستار فضیلت ہوگی

تم چلی جاؤگی اس غم مرطرب سے افسوس
آج ہم ہونگی ہماری شب فرقت ہوگی

خوب گذری کی گر مری لحد تک پہونچے	کہ نہ تکلیف وہان ہوگی نہ راحت ہوگی
رحم آتا نہین ظالم جو کسے بیکس پر	ملک الموت کے تیری سی طبیعت ہوگی
سر اوٹھایا جو مری شور جنون نے دم حشر	دیکھنا کیسی قیامت مین قیامت ہوگی
شمع کیون تربت بیکس کی بجھاتی صرصر	اوسی پرکالہ آتش کی شرارت ہوگی
وصل مین کس لیے اے جان غم حسرت ہی	آملی گی جو تری طرح سلامت ہوگی
تم سلامت ہو تو خنجر نہ لگے پہرو کو	ورنہ کل بھی مجھے جینے سی ندامت ہوگی

۲۰۹

حشر مین یار سی کیا خاک ملی گا تسلیم
گر تری ساتھ وہان بھی یہی قسمت ہوگی

۱۳

کیا کبھی غیر کئے بار وہان کیا آئے	کچھ نہ کچھ میری طرف سے اونہین سمجھا آئے
زندگی والون نی کیا آنکھ چرائی مجھ سے	خضر ہی آئی لحد پر نہ مسیحا آئے
کوئی ہمدم نہین ایسا جو شب فرقت مین	آرزو کو در امید پہ پونہچا آئے
ہون وہ مجنون جو کرون وحشت ویرانی کی ہوس	کوسون لینے کو مجھی جادہ صحرا آئے
ہوگئی قطع رہ و رسم محبت باہم	اب ادہر کا کوئی جائے نہ ادہر کا آئے
مین تو خوگر ہی نہین ہون گلہ بخشش کا	کیا سنا آپ نے کیون جوش مین اتنا آئے
شکل تصویر ہون کہتا نہین کوئی ارمان	کیا کبھی لب پہ مری حرف تمنا آئے
بت بنایا ہی خموشی نی زبان پہ مری	شکوہ آئی نہ کبھی شکر خدا کا آئے
گر کرون سیر چمن بے تری شبنم کی طرح	گل ہنسین دیکھ کی مجکو مجھی رونا آئے
کب سی ہین کشمکش بیم و رجا مین مدہوش	محتسب جائے الٰہی کہین مینا آئے
نکلون زندان سی جو پہنی ہوئی زنجیر جنون	شور محشر مری پابوس کو دوڑا آئے

صبح تک شمع جلی بات نہ پوچھی تو نے
او ستمگر تری محفل مین کوئی کیا آئے

بند ٢١ — پیالہ ١٣

صحبتِ دوست ہو یا محفلِ دشمن تسلیم
وہ نہیں ہم جو کہیں فخر کہ ہمبارا آئے

ای دلِ راحت طلب شکوہ نہ کرنا چاہیے
جو دکھائی گردشِ ایام دیکھا چاہیے

پہلی ہی مر جاؤنگی مین رشکِ غمِ غیر سی
ذبح کرنی کو مری خنجر اچھوتا چاہیے

کرتی ہین رخصت تجھی او نالۂ زنجیر ہم
عرصۂ محشر کو اک ہنگامہ آرا چاہیے

فاتحی کو بھی نہ آئی بعدِ دفن قبر پر
دوستی تھی یکبارگی تمکو نہ ایسا چاہیے

رند ہون مرقد مین جو قت دفن قبلی کی عوض
جانبِ میخانہ میری منہ کو پھیرا چاہیے

داغ دیتا ہی مجھی سنگین مزاجون کا سکوت
باغ مین بادِ صبا غنچی کو چھیڑا چاہیے

دی ہی ہی رات دن طعنی حیاتِ مستعار
اسقدر بھی جینی پر ای دل نہ مرنا چاہیے

مغتنم ہی چند ساعت صحبتِ لطفِ بہار
خندہ ہای گل پہ ای شبنم نہ رونا چاہیے

ڈھونڈ لینگے ہم بھی کوئی شاہدِ نازک ادا
چاہتی ہین غیر کو گر آپ اچھا چاہیے

شوقِ حسرت جوشِ بیتابی تمنا یاس غم
عالمِ اسباب مین عاشق کو کیا کیا چاہیے

لی چلا ہی جوشِ وحشت جانبِ صحرا مجھی
وسعت آبادِ جنون مین کار فرما چاہیے

بند ٢١١ — ٩

حرفِ باطل کیطرح چندی رہی تو کیا رہی
صفحۂ ہستی سی ای تسلیم اوٹھنا چاہیے

مضمحل اس سوزنِ غم سی جگر بھی تن مین ہے
دانۂ اسپند ہے جو دانہ اس خرمن مین ہے

بی سبب کب عینِ جوہر مین مشتاقِ خنجر ہی گلا
آج کسکا ہاتھ ای قاتل تری گردن مین ہے

رنگ لائی ہی مری رنگین مزاجی بعدِ قتل
سرخ جوہر خون سی ہی تیغِ وفا دشمن مین ہے

ہو گئی شش کاف شامشکل کمانِ ظلم سے
مین قفس آباد ہون تا نہ گلشن مین ہے

عارضی ہی حُسن سی محروم دیکھی ہی بصر
میل سرمہ کب نصیبِ دیدہ سوزن مین ہے

کسنی چھپا نکاہی سیو عاشق نگاہِ ناز سی
دیدہ آہو کی شوخی دیدہ روزن مین ہے

رقص تیرا دیکھکر لاکھون ملین گے خاک مین
گردشِ چرخِ ستمگر گردشِ دامن مین ہے

داغ تنہائے غم مستی خیالِ بیکسے
وہ مصیبت کون سی ہے جو نہین مدفن مین ہے

١١٢

رحم کی بدلی ہوا اسکو خفا تسلیم یار
قسمت بد سے اثر اولٹا مری شیون مین ہے

١٦

یارسائی اونکی جب یاد آئی گی
مجھسے میری آرزو شرمائی گی

دیکھ مجھسا پھر نہ ہمدم پائی گی
چھوڑ کر اپنی بیکسی پچتائی گی

گریہ سے ہے پاسِ آدابِ سکوت
کس طرح فریاد لب تک آئے گی

یہ تو مانا دیکھ آئین کو یار
پھر تمنا اور کچھ فرمائی گی

کچھ کہے ناصح کرین گی ہم وہی
خاطرِ افسردہ مین جو آئی گی

چھوڑ کر ہستی یہی ہے غم مجھے
روح تنہا راہ مین گھبرائی گی

ہون وہ دشمن دوست میت کی مری
تیغِ قاتل خون سی نہلائی گی

غم ہی ہی کوئی جانان دیکھکر
ناتوانی پاؤن پھر پھیلائی گی

انتہائے ضبط سے ظاہر ہوا
بیقراری منہ مرا کھلوائی گی

کچھ نہ کچھ جاہ رخصتِ صبحِ امید
کیا بلا شامِ مصیبت لائی گی

کاٹ کر مرجاین گی لاکھون گلا
رنگ آفت کی یہ مہندی لائی گی

خیر ہی جبتک نہین ہے دل عرفج
خاکساری خاک مین مل جائی گی

چاہئے دی صبر و قرار و ہوش کو — تو کہاں اپنی خبر اے یار ہی جائیگی
گر یہی ہے بیا کے قسمت میں ہنسی — چشم تر رونے کو بھی ترسائیگی
ہوں سراپا شعلۂ ہجر یار میں — آگ آہ آتشیں برسائیگی

۲۱۳ ہجر کی شب گر ہے یہ اضطراب ۱۴۲
نیند اے تسلیم کیونکر آئیگی

یہ کچھ نہ کچھ میرے نظر ہو جائیگی — ایک دن تیری ... ہو جائیگی
تو بھی تو اے مرگ بالیں پر نہیں — شام ہجر کیونکر سحر ہو جائیگی
قبر میں رہنا پڑیگا حشر تک — منزل ویران بھی گھر ہو جائیگی
گر سلامت ہے دل پامال ناز — خیر سے کیونکر بسر ہو جائیگی
آج ہی زیر قدم کل اے فلک — یہ زمین بالائے سر ہو جائیگی
کچھ نہوگا حشر میں جز بیخودی — جسطرف تیری نظر ہو جائیگی
وصل میں بھی گریہ ہی ہی انقلاب — شام سے پہلے سحر ہو جائیگی
گو نصیب غیر ہو مر جاؤنگا — مرگ بھی تیری نظر ہو جائیگی
فکر تنہائی عبث ہنگام نزع — مرگ خضر راہبر ہو جائیگی
طول شب کا وصل میں بیجا ہی عذر — آج بھی دیکھو سحر ہو جائیگی
کیا خبر تھی ہجر کی شب اے اجل — مجھسے ایسے بیخبر ہو جائیگی
کوئے ذکر کوئے جاناں ہی سہی — کچھ تو تسکین نامہ بر ہو جائیگی
سنکے روئینگی وہ میری آہ کو — مرگ دشمن کے خبر ہو جائیگی
اوس بت بیرحم سے تسلیم صلح — گو نہیں ابتک مگر ہو جائیگی

کمالِ ضعف سے اکثر یہ حال ہوتا ہے
کہ مجھکو ناز اوٹھانا محال ہوتا ہے
ابھی وہ سن ہے کہ اٹکھیلیوں سے چلتے ہیں
خبر نہیں کہ کوئی پائمال ہوتا ہے
کسی پہ آئی طبیعت تو قدر ہو معلوم
ابھی تو آپ کا میرا سا حال ہوتا ہے
کوئی گھڑی نہیں فرقت میں لطفِ تنہائی
مرا ملال تمہارا خیال ہوتا ہے
بلا ہے جان ہوئی مدتیں ہیں ہے سخندانی
کہ بات بات کا مجھسے سوال ہوتا ہے
جو مر مٹے تو ہوئے عشقِ یار میں پورے
یہاں کمال ہی پہلے زوال ہوتا ہے
بھرے ہوئے ہیں کچھ ایسے کہ خالی بات تو پوچھ
کبھی گھڑی میں بھری اور کبھی ملال ہوتا ہے

۲۱۵ یہاں تو بچ گئے محشر میں پیچ پیچ تسلیم
خدا کے سامنے کیا اپنا حال ہوتا ہے ۹

خبر دیتا ہے کیا واعظ ہمیں رنجِ بشر کی
ہزاروں ہی ہنگامے بہت ایسے شبِ ہجر کی
لکھیں کیا اوسکو وقتِ شمع حالت جانِ مضطر کی
سیاہی چاہیے دودِ چراغِ صبحِ ماتم کی
لبوں پہ جان آئی ہے سفر ہے روح کا تن سے
اجل ہے یہاں الہی کوئی ساعت کوئی دم کی
اوٹھا ظالم قدم جلدی خرامِ ناز سے باز آ
تقاضائے تمنا ہے ہوائے شوق ہی کی
ابھی سے سیکڑوں لپٹی ہیں مانندِ حنا کہیں
جوانی رنگ کیا لاتی ہے اوس محبوبِ عالم کی
کنارِ گل کبھی حاصل کبھی خورشید کا پہلو
بسر ہوتی ہے کس راحت سے صبح و شام شبنم کی
ہزاروں طرح کی جلوے ہیں پیدا شکلِ انسان میں
ہوئی ہے تخمِ حسن نور رنگ خاکِ آدم کی
زیارت کے بہانے گھر سے قاتل گور پر آیا
ہوئی صبحِ طرب مجھکو شبِ ماتم محرم کی

۲۱۶ نہ بھولی مر کے بھی تسلیم ہم لطفِ ہم آغوشی
فشارِ قبر سے یاد آئی لذت وصلِ باہم کی ۹

نادم ہوا ہون کھینچ کی مین کس نونہال سے
آتی ہی بوی گل عرقِ انفعال سے

حسرت زدون کی خاک پہ دامن اوٹھا کی چل
اظہارِ دوستی ہی عبث پائمال سے

خوبین دہون کو عار کلامِ طلب سے ہی
لبہای غنچہ پاک ہین حرفِ سوال سے

پیری مین داغِ عشق ہوا مشتعل فزون
چمکا یہ آفتاب زیادہ زوال سے

وہ جنس بے بہا ہون کوئی پوچھتا نہین
نقصان ہی نصیب مین فیضِ کمال سے

مفتونِ نازِ چشمِ فسون گر بنا ہی
دیوانہ کیجیے مجھی سحرِ حلال سے

وحشت کہا ہی آتی ہی پسِ مرگ بھی اثر
خالی نہین مزار طوافِ غزال سے

اللہ ری آبیاری طوفانِ چشمِ ہمیں
پہولی شگوفی شست مین شاخِ غزال سے

۲۱۷ تسلیم ہجرِ یار مین حسرت یہی رہی
کہہ دیجیی کچھ اور بھی پیکِ خیال سے

خبر بہی لی نہ کبہی خاکِ جسمِ لاغر کی
گئی نہ ہم سے بھی کدورت مزاجِ صرصر کی

فنا طلب ہین ہمکو دشمنِ یارِ جہان سے
سرِ حباب کو حاجت نہین ہی خنجر کی

ہمیشہ رہتی ہی نفرت گدا سی شاہون کو
عجب ہے خضر سی کیونکر بنی سکندر کی

وطن کو چھوڑ کی ایسی ہوئی ہم آوارہ
نہ آئی یادِ بیابانِ شہر کبھی گھر کی

پسِ فنا بھی وہی بی نیازیان ہین مجھی
نہ آرزو ہی کفن کی نہ فکر چادر کی

وہ محوِ کاوشِ مژگان تہا گو رہا بہی
ہر ایک سبزی نی پیدا کی نوک نشتر کی

گلی کا ہار ہی سعکر خیالِ وصلِ صنم
مری گلو سی عداوت گئی نہ خنجر کی

بجھائین پیاس نہ اپنی کی ہی کبھی ظالم
کہ آبِ تیغ سی تر ہو زبان جوہر کی

ہزارون طرح کی دیتی ہی لحد دہڑکے
مری مزار مین شاید زمین تھی محشر کی

٢١٨ — ١٧

وطن میں جوہر فرالی کی چاہ کیا تسلیم
صدف میں قدر نہیں آبروی گوہر کی

ترکِ مطلب سے نہیں مطلبِ حاصل خالی | یہ بھی ارمان ہے کہ ارمان سے ہے دل خالی
پنبہ در گوش ہے ہر گل لبِ غنچہ خاموش | ہے عبث کرتی ہے فریادِ عنادل خالی
صدمۂ فرقتِ یاران جنون اوٹھ نسکا | رو دیا دیکھکی آغوشِ سلاسل خالی
ہمت اے جوششِ گریہ کہ دمِ ریزش ہے | کب سے دامن ہے بشکلِ کفِ سائل خالی
گر یہی ہے ہوسِ لطفِ اسیری صیاد | مر کے ہو گا قفسِ تنگِ عنادل خالی
کیا عداوت ہے کہ خط میں بھی مرے نام کی جا | چھوڑ دیتا ہے بتِ حور شمائل خالی
اوس سے امیدِ وفا ہے مجھے وہ ہے یاسِ مرگ | ہائے مشکل سے نہیں ہے مری مشکل خالی
آرزو بنکی نکلجائی وہی دم او قاتل | ابھی پہلو سے نکر پہلوئے بسمل خالی

٢١٩ — ١٨

کوئی دم آمد و رفتِ بشری سے تسلیم
نہ رہی عالمِ ایجاد کی منزل خالی

جسم بیدردون کی تیر خاک گل کر رہ گئی | ہو گئی رخصت مکین تو ہوئی گھر رہ گئی
انتظارِ مرگ بعدِ مرگ بھی باقی رہا | زخم کھل کھل کر بشکلِ چشمِ تر رہ گئی
نازِ معشوقی سکھایا دوست نے دشمن کو بھی | گردنِ عشاق پر چل چل کی خنجر رہ گئی
رہ ہوا خواہِ اسیری ہیں کہ سیری آہ میں | ساری حلقی دام کی آنکھیں پھاڑ کر رہ گئی
مرگ ہی عالم میں ہے اپنی سبکروحی کا ذکر | صورتِ افسانہ یارون کی زبان پر رہ گئی
شام کو آئی ہوئی رخصت چلا ہے وقتِ صبح | مثلِ شبنم میہمانِ باغ شب بھر رہ گئی
اب تو حاجت ہی نہیں ان خوابِ ناز کی | ہجر میں رونی کی قابل دیدۂ تر رہ گئی

ہجر مین بانگِ ودا جسدم طلوعِ صبح کی
آنکھیں وہ کھلا کر فلک پر مجھکو اختر کر گئی

خط مین اپنی ہمارے گرانجانی مصیبت ہو گیا
اپنی ابھی تولکر بازو کبوتر کر گئی

نخلِ گردون ہی عجب ہے صورتِ نقشِ درم
داغہای دل سی چھتی مین کھونکر کر گئی

کُھل گیا مرقد مین جب آئے نظر سنگِ کبیر
غیر محتاجِ ہوئی احباب باہر کر گئی

تشنہ جان وہ ہون کہ طفلی مین ہی تقدیر ہے
خشک ہو کر قطرۂ آبِ دشت چادر کر گئی

ہمرہی اربابِ رفعت کے بہت دشوار ہی
اوڑتی [illegible] شہپر کر گئی

جون دلایا ہمتِ ساقی نی ہمکو آج ہی
ہاتھ پھیلا کر بشکلِ دو دریا شعر کر گئی

وجہ ناکامی فریبِ حسن آرائش ہوا
رات بھر ہم سو نگہتی پلنگی لیپ کر گئی

کام آئی آپ ہی بیہودہ پوشی کی لپی
کچھ تو خاکستر ہوئے کچھ مشت انگ پر کر گئی

قلقلِ مینا نو ساقی طعنۂ تقوی نہ تھی
کیون خفا زاہد ہوا کیون ہمسنا [illegible] کر گئی

۲۳

ہون وہ خلاقِ سخن تسلیم فضلِ فکر سی
یادگارِ طبعِ موزون چند دفتر رکھ گئے

۹

سوتا ہون عجب چین سی کیا خوابِ عدم ہے
آغوشِ لحد بھی مجھی آغوشِ صنم ہے

شاعر ہون ہی سیر ہی مانندِ قلم ہے
صفحہ سیرِ عالم ہی سخن نقشِ قدم ہے

کچھ کم نہین عاشق سی مجھی عمر گریزان
جو دم ہی اثر مین کششِ تیغِ دو دم ہے

تکلیفِ جراحت سی ہی بڑھتی ہمتِ احسان
ہر زخم شگفتہ کفِ اربابِ کرم ہے

جنون داغِ جگر کچھ شعلا سیم تنون سی
اختر مری طالع کا مگر شکلِ درم ہے

باقی نہ رہا حوصلۂ بوسۂ افلاک
نالہ بھی مری طرح سی پامالِ ستم ہے

لکھا ہی کسی دیدۂ پر آب کا مضمون
گردابِ الم دائرۂ حرفِ رقم ہے

سجدی کی بہانی سی مٹاتا ہون شب و روز
کچھ لوحِ جبین پہ گلۂ یار رقم ہے

کس بات سی امید سحر ہو مجھی تسلیم
ابتک وہی ظلمت وہی طولِ شبِ غم ہے

۲۳۱ ۱۲

آج تک بھولی نہیں مجھکو مری بیداد کے
راز کیا ہے کہین گے گلشنِ ایجاد کے
وا ہم کیا ہے کہین گے مجکو عالم ایجاد کے
سب تماشا کش ہین سیکڑون عالمِ ایجاد کے
یاد کیا غفلت تھی وہ ہی جسکی گہر یا بنیاد
کس تماشا دوست کو تھی پردگی منظور ہے
چہرگی ہے شب پہ مجھے جلوۂ اختر کا دان
تو ہے میرے آتش سحر رو تھی گنجِ جسم عنبر ایسے
یا بسوق نشین کو آگہی عصمت تھی
بند آنکھین کین کبھی ظالم نے پر توڑی نہی
چارۂ درمان نے مجکو اور بھی سوا کیا
ہم شہیدانِ وفا کا دین ایمان اور ہے
چھپتے ہین پرورۂ پہلو فراقِ یار مین
پھر نہ دکھلائی کبھی صورت نکل کر جسم سے
کون سنتا تھا یہ دیوانا لی رات بھر
قامت و چشمِ بتان کی وصف لکھتی ہین ہم

او ستم ایجاد مین صدقی تری ایجاد کے
بلبل تصویر ہین قابل نہیں فریاد کے
حسرت تاک ہین قید سی آزاد مجھ آزاد کے
راہ چلتی ہون قدم تھکتے نہیں ہمزاد کے
آگہی ہی ساختہ قابو مین ہم صیاد کے
کون آیا سیر تا لب مین آدم زاد کے
آسمان تک پہنچی ہین شعلی مری فریاد کے
شب یہ عالم تھا کہ آنسو گر پڑی صیاد کے
آکی تنکی تک رہتی نالی دلِ ناشاد کے
کیسے کیسے ناز اٹھائی ہمنی بھی صیاد کے
خندۂ تیغ ستم چلتے ہین بار کیا دست کے
سجدی کرتی ہین ہمیشہ پاؤن پر جلاد کے
روز و شب گم سفر ہین قافلی فریاد کے
طور تھی سی موج روان ہین نکہت برباد کے
منہ سی نکلے تھقہے ہو کر مبارکباد کے
مصرع موزون ہین اپنی تسلیم قابل داد کے

رنج سے صورت آرام عیاں ہوتی ہے | عید دیکھو بس ماہ رمضان ہوتی ہے

اپنی خفت سے یہانتک ہوں میں بار خاطر | بات جو منہ سے نکلتی ہے گراں ہوتی ہے

ناز کرتی ہے زیادہ طلب بیجا سے | زال دنیا کی خواہش سے جوان ہوتی ہے

شب صحبت میں مئے طرح سے ساقی ہیں | مجھسے کہتے ہیں کہ لو وہ اٹھوا دان ہوتی ہے

۲۲۳ میری شعروں میں کہاں معنی لفظی تسلیم
یہ تو کیفیت دل ہی کہ بیان ہوتی ہے ۱۴۱

ہوں وہ دیوانہ کہ دست کاوش تقدیر سے | خود بخود ہوں چاک پیراہن تدبیر سے

آنکھ کیا جھپکے یہاں خواب تصور ہی نہیں | طرز بیخوابی ہے سیکھا دیدۂ تصویر سے

کسقدر دل میں بھرا تھا جوش امداد دوستی | زخم منہ رگڑا کئے آنسو لب شمشیر سے

میں وہ بلبل ہوں کہ تنگ اشتداد دل کی لئے | دل لگایا اس چمن میں غنچۂ تصویر سے

اور اک آفت بپا کی ہوئی گل نے چھیڑ کر | نالۂ بلبل ہے پیدا دانۂ زنجیر سے

وصل میں کیا باعث ایذا ہو شعلہ حسن کی | پوچھئے لطف زبان شمع کو گلگیر سے

کی مسیحائی تہ خنجر لب جان بخش نے | تھم بازو کا اثر پیدا ہوا تکبیر سے

آگ بھڑکائی تپ سوز دروں نے اسقدر | پڑ گئے چھالے زبان میں شعلۂ تقریر سے

غنچۂ دل کو ہوئی پھر صحبت سر گشتگی | اے صبا آتی ہے کس گلشن تصویر سے

کیا کروں یہاں سے اوٹھاؤں قوت جانا نہیں | منفعل ہوں امتحان آہ بے تاثیر سے

ہو گیا آزاد قید زیست سے وحشی ترا | آتی ہے آواز ماتم خانۂ زنجیر سے

سامنے قاتل کی کرتی ہے گر انجانی ضعیف | منہ چھپا لیتی ہے مجھکو دامن شمشیر سے

رو رہا ہوں جسم میں ناکردہ ندامت کے سبب | ہیں ہوں اشک ندامت پیشتر تقصیر سے

۲۲۴ مدتین گذرین کہ زور ناتوانی کی سبب / رہتی ہی تسلیم صحبت خار دامنگیر سے ش

وحشی کو بیڑی شوکت و توقیر چاہیی — منصب جنون کا دشت کی جاگیر چاہیی
شوخی غضب ہے عشوہ بلا قہر ہی ادا — کیونکر نہ پہر مجہی بت بی پیر چاہیی
مین شیشۂ فریب گلستان دہر ہون — پہولون مین ہی مستی گل تصویر چاہیی
دیوانۂ جمال بت پردہ پوش ہون — حداد بی صدا مجہی زنجیر چاہیی
پہیری ہین فوق حسن پہ پیچ ہو کیلئے مجہے — لڑکون کو وقف ہے مجہی تصویر چاہیی
وحشی مزاج صحبت عاشق مین ہو گیا — پای خیال یار مین زنجیر چاہیی

۲۲۵ غمخانۂ زمانہ مین تسلیم روز و شب / عشرت بجا ہی غم شبگیر چاہیی ۱۳

کچھ دل مین اضطراب جو صبر آرمیدہ ہی — فریاد بد مزاج ہی نالہ کشیدہ ہی
بادہ نہین فراق مین خون چکیدہ ہی — شیشہ کہان کسی کا گلوی بریدہ ہی
دست جنون ہی پنجۂ خورشید کم نہین — میری طرح سحر بہی گریبان دریدہ ہی
دن کو بہی چاندنی مری ظلمت کدی مین ہے — دیوار پر سفیدی رنگ پریدہ ہی
زیور دیئی ہین وحشت نے یہ فرط ضعف سے — گردن کا طوق حلقۂ کاہ خمیدہ ہی
آنسو ہو یا لہو مجھی دونون عزیز ہین — وہ پارۂ جگر ہے ہی تو یہ نور دیدہ ہی
بلبل مقام نغمۂ عشرت نہین جہان — جو گل ہی اس چمن مین گریبان دریدہ ہی
اللہ ری ضبط راز محبت کہ آج تک — جو حرف مدعا ہی مرا ناشنیدہ ہی
برسون سے ہی امانت صحرا کی احتیاط — تلوو مین آج تک بہی خار خلیدہ ہی

کیا جانیے لکھا ہے ستمگر نے کیا جواب
قاصد مری امید سے جو آبدیدہ ہے

پیری میں بھی ہے ہے تمنای وصل دوست
آغوش شوق حلقۂ قد خمیدہ ہے

تکلیف التماس سے ہے پاک مدعا
شعار عاشقی مرا رنگ پریدہ ہے

۲۲۶
جبسے سنا کہ پڑھتی ہیں تسلیم کچھ غزل
سایے سے اپنی یار پہ پردہ رسیدہ ہے
۹

جھکا سر نقش پای یار پر ہے
نہال خاکساری بارور ہے

یہانتک تیرہ بختی اوج پر ہے
کہ ہمشکل فلک دود جگر ہے

بھلا میں اور ترک صحبت سے
خیال ناصح مشفق کدھر ہے

نجای خانہ برباد ہے کہیں اور
کہ آبادی سے ویران ہر گھر ہے

ہنسو بولو گر آئے ہو شب وصل
شکایت تو مری جان عمر بھر ہے

دکھانے آئی ہیں صورت دم نزع
دعای صبح مقبول اثر ہے

جگر کاوی ہے شغل شعر گوئے
زبان اپنی زبان نیشتر ہے

عوض رونے کی وہ ہنستی ہیں سنکر
مری فریاد کا الٹا اثر ہے

۲۲۷
نباہے گا کہاں تک توبہ تسلیم
فرشتہ کچھ نہیں آخر بشر ہے
۶

ساتھ غیروں کی لیے شمع سرہانے آئی
کیا جلن تھی کہ لحد پہ بھی جلانے آئی

پہلے انکار تھا پھر نیند ہوئی مانع وصل
وہ حیا جب نہ رہی یاد بہانے آئی

جاہ سے حوصلہ زیست عدم سے چھپ کے
ملک الموت کی ہمناز اوٹھانے آئی

چھیڑنا تھا نہیں بیمار سے مرگ کہاں
آنکھ جب بند ہوئی شکل دکھانے آئی

گھر سی کچھہ کام نہین چھوڑ کی صحرا میں رکھ | داغِ بدنامی وحشت مین مٹا سکتے آئی

٢٢٨
ہون وہ گمراہ مجھی وحشتِ جنون مین تسلیم
غول بن ہنگی خضر رہ نما سے آئی
١١

ہنس ہنس کی غنچہ ہای چمن کو ہنسائیی | گلشن مین چل کی آج کوئی گل کھلائیی
احسان چارہ گر کی جیا ہی اگر تمہین | اک بات اور بہی نہ مری جان اٹھائیی
حسرت کو درد یاس کو داغِ فراق کو | کس کس کو ہجرِ یار مین چہلے اٹھائیی
گذری تمام رات نہ آیا وہ ماہرو | ہوتی ہی صبح شیشہ و ساغر اوٹھائیی
ہر دم ہین ہزار طرح کے شکستگی | کبتک پہر ایسی زخمِ جگر کو سلائیی
حدا و بعدِ مرگ بہی امیدِ زیست ہی | آبِ بقا ہین خنجرِ قاتل [illegible]
آخر حصولِ صحبتِ دیوانہ کچھہ تو ہو | دربان کو نا اٹہای سلاسل [illegible]
فرصت اگر دیی فتنۂ آشوبِ روزِ حشر | دو چار ناز اور بحد کی اوٹھائیی
رنگین مزاجیون کی کہان و بہی اثر | پا ہی خیالِ یار مین مہندی رچائیی
الله ری ذوقِ لطفِ ستم کہہ رہا ہی دل | کیجی نہ شکر لاکہہ اگر زخم کہائیی

٢٢٩
تسلیم کیا پڑی ہی کسی بیوفا کو آپ
دل دہی کی روز ناز تمنا اوٹھائیی
١٢

غیروں سے کبھی ہین نہ رخصت کہان چلے | یوسف نہین جو ساتہ مری کاروان چلے
کیا پوچھتے ہو رخصتِ جانا کی حسرتین | مثلِ مراد آئی تہی مانندِ جان سے چلے
ہنگامِ شمع بہی نہین کم غفلتِ مزاج | ابتک خبر نہین کدہر آئی کہان سے چلے
حسرت ہی مثلِ سایہ رہتی ہمکو ساتھ کی | اکدن جو سر اوٹھا کی تہ آسمان سے چلے

پہونچے وصل مین لبِ جان بخش کی لیے
سرچشمۂ حیات سے ہم تشنہ جان چلے

دیکھا تھا چمن کہ ہوئے ہم اسیرِ دام
لے کر تو قفس سے ہوسِ بوستان چلے

بھولی نہ بعدِ مرگ بھی ہم سرکشوں کی ظلم
لیکر نہ زمین گلہ آسمان سے چلے

دیکھا کبھی کسی نے نہ دیکھا کبھی ہمین
ہم اس جہان سے صورتِ عمرِ روان چلے

تنگیِ دل کو دیکھ کے کہتے ہے آرزو
بیٹھے کہان کوئی کہان اوٹھے کہان چلے

اب ہم ہین یا کنارِ لحد یا ہجومِ یاس
احباب روکی پیچھے ہی نوحہ خوان چلے

موت آگئی مجھے مرے قاتل کی جب اوٹھی
گویا کمان کی طرح کھینچے تیر سان چلے

دنیا خراب گورِ سیہ شب وائے بخت
آئے تو کس جہان مین چلے تو کہان چلے

کہتی ہین لاش کو مری کفنا کی پاس سے
۱۲ تسلیم منہ چھپائے ہوئے تم کہان چلے [illegible]

خاکساری سے ہماری یہ زمین پیدا ہوئے
دو دو دل سے صورتِ چرخِ برین پیدا ہوئے

ہجر کی شب آئینے مین سو سو طرح کی نازنین
میری قسمت سے اجل بھی نازنین پیدا ہوئے

پڑتی ہے کس ترق وحش کی جانب پہلو نظر
پھر وہی بیتابیِ دل ہمنشین پیدا ہوئے

خاک مین مجکو ملاتا ہے جو مثلِ نقشِ پا
کیا عداوت تجکو اے چرخِ برین پیدا ہوئے

آرزوؤن کی اوٹھائی ناز جو جو کیا نہین
نا امیدی مین جبتک تو نہین پیدا ہوئے

ہو نصیبِ دشمنان تسکین تجھ بن جو مجھے
بیقراری تم سے بڑھکر دلنشین پیدا ہوئے

بسکہ تھا آغاز مین انجامِ ہستی کا خیال
نیستی کے پردے مین روحِ حزین پیدا ہوئے

نا امیدی بیکسی حسرت کدورت بیدلی
اک نہین ہے تیر ظالم کیا نہین پیدا ہوئے

سر اوٹھاؤن خاکِ سنگِ آستان سے کیا مین
تیری جو کہنے کے لیے میری جبین پیدا ہوئے

ابتو جو عالم ہوا ای زندگی اچھا ہوا
پھر تقاضا [illegible] کہین پیدا ہوئے

مین تو جو کچھ ہون سو ہون ابی مگر کیسی رونا ہی یہ
تو تو مجھسے بھی سوا اندوہگین پیدا ہوئے

۲۳۱ بخیہ گر تسلیم کیون کرتا ہے تکلیف رفو
چاک ہی ہونے کو میری آستین پیدا ہوئے

حباب آسا کھوون ہیجا بگی کیا اپنی قسمت کے
کہین کہتا ہمین ہین جھبتک باغ حسرت کے

گرفتار جنون عالم مین عشق و حسن دونون ہین
یہان طوق گلو ہی ہی وہان زنجیر منت کے

ہنسے زخم جگر کس جو ر طلعت کے تصور مین
کہ ہر دم دیتا ہی بو نسیم باغ جنت کے

زمین و آسمان دونون تہ و بالا ہین نالون سی
مری عنصر مین شاید خاک ہی دشت قیامت کے

مجھی کل آج اہی ہمدم ہی بیتاول کی تشنگی سی
حباب آسا لیی پھرتا ہون حسرت اپنی قسمت کے

مصیبت سی ہوا پیدا ملا ہی خاک مین غم سی
مری ہستی تھی ہستی تھی گویا ہچک حسرت کے

۲۳۲ پس مردن بھی ای تسلیم سرگردان ہین وحشت مین
بگولا بنکی پھرتی ہی ہمیشہ خاک تربت کے

وہ سر سے آج ای قاتل نہ تیغ دو دم آگے
کہ کسکی تو نہ کہا تھا کبھی جھوٹی قسم آگے

یہانتک مثل آواز جرس مشتاق منزل ہون
کہ چلتا ہون نہ پیچھے کاروان سی بھی قدم آگے

کوئی دم ٹھہرینگی محشر مین ملنا ہو تو آملنا
قضا کا ساتھ ہی عمر رواں چلتی ہین ہم آگے

سکھائی تمکو معشوقی مری بزم مزاجی نے
نہ تھا یہ حسن تمہاری نہ تھا ظرفون مین خم آگے

ہمیشہ یہ زمین کہتی ہی قاتل ہی کہ ہان آکر
نہ جی چلنی کو کہتا ہی او ہٹتی ہین قدم آگے

ہنسا دیتا ہی مثل زخم اپتو تازہ کاوش بھی
نہ رکھتا تھا یہ لطف تیرا ذوق ستم آگے

مقرر آج کچھ ہونا ہی اپنی تیرہ بختی سے
کبھی ایسا نہ گھٹتا تھا شب فرقت مین دم آگے

فریبِ سادگی تسلیم آفت ہو گیا دل کو
نہ دیکھا بیوفا نا آشنا سمجھے تھے ہم آگے

آفت سدی نفرتِ ناسیاد میں فتنۂ ایام کے
چھوڑ دی غنچہ میں جگہ خالی ہماری نام کے

کبھی باہم نیاز و ناز یہ کیونکر نہ تھے
مجکو چپ رہنے کی خو عادت لیے بدنام کے

نوجوانی میں خیالِ عہدِ پیری خوب ہی
فکر کرنا چاہیے آغاز میں انجام کے

اک بہارِ تازہ کی فرقت میں مرتا ہوں کہو
رنگ لائی ہے محبت عارضِ گلفام کے

کیا مقدر نے فشارِ قبر سے ناوم کیا
لائی تھی کنجِ لحد میں آرزو آرام کے

مرگئے ہیں اک بتِ گل پیرہن کے عشق میں
چاہیے چادر ہماری قبر پہ پھولام کے

آج تک محوِ میان ہیں ہم بہ چشمِ تن
دیکھی تھی صبحِ ازل کو شکل کس نا کام کے

اصلی کنجِ لحد کی آرزو ہی بعدِ مرگ
پہر کبھی دیکھوں نہ صورت چرخِ ازرق فام کے

بخل ساقی بھی نے کیونکر جی بھر آئی وزیر
ہائی کیوں آج بھی صورت ہے خالی جام کے

کیا کہوں کیوں آئی آئی پھر گیا وہ شوخ گھر
یہ بھی ہی تسلیم ہوئی گردشِ ایام کے

اثر آتشِ غم جو دکھائی ہوتی
آہ نے عرش کے زنجیر ہلائی ہوتی

کیا کبھی حسرتِ انگشتِ حنائی ہوتی
پاؤں پڑتا ہی تو وہ ہاتھ نہ آئی ہوتی

تا بہ مقتل میں تری تیغ چلائی ہوتے
خونِ بسمل میں نہا کر نکل آئی ہوتی

ساقی اکدن تو مئے سرخ پلائی ہوتی
آگ سی آگ لگی دل کی بجھائی ہوتی

مار ڈالا لبِ اعجاز نما سے نے ورنہ
آج مُنہ کی ملک الموت نے کھائی ہوتی

نیمہ بھی تھی اگر سوختہ قسمت تیری
صفتِ شمع بھی آبلہ پاسے ہوتی

گر نہ تھی طاقتِ دیدار تجھے شکلِ کلیم — تم نے آواز ہی پردے سے سنائی ہوتی

جستجو میں تری ہم پھرتے بگولے کی طرح — خاک ہی ہو کے سدا خاک اوڑائی ہوتی

کوئی صحرا نہ ملا جوشِ وحشت میں جہاں — خار سے ہو کے مری آبلہ پائی ہوتی

شوقِ زنجیر جگانے ہی غرض تھی جو تجھے — تہمتِ عشق کی مری ناحق اوڑائی ہوتی

نوحہ خوانی کو عنادل بسِ مردن آتی — عرقِ گل سے مری قبر بسائی ہوتی

تھا وہ محرومِ تمنا جو تمنا کرتا — مرگِ دشمن ہی سہی کام خدائی ہوتی

جاتی گلشن کو اگر تم تو پئے استقبال — بوئے گل پردۂ گل سے نکل آئی ہوتی

فاتحہ پڑھنے جو وہ ہاتھ لحد پر رکھکر — شمعِ تربت مجھے انگشتِ حنائی ہوتی

تھا وہ بیکس کہ مری غم میں لحد تنگ ہوا — خاک اوڑاتی ہوئی سر پہ اجل آئی ہوتی

دل کی جو خو نکی طرح تھی مری اونکی الفت — ملتی باطن میں تو ظاہر میں جدائی ہوتی

میں جو سرگشتۂ بیابانِ جنون ہوتا — خاکِ غم سر پہ بگولوں نے اوڑائی ہوتی

کیا نہ تھی دلِ صد چاک کو حسرتِ بلبل — گوشِ گل کو جو میسر شنوائی ہوتی

ایسی ہی کیفیتِ ہجر کی ساقی جو یہ تھی — تو نے بھی ہاتھ سے تلچھٹ ہی پلائی ہوتی

کسکو تھی تابِ قفس جان پھڑک کر جاتی — دیکھتے کنجِ اسیری نہ رہائی ہوتی

دیکھتا چپ ہی تو صیاد ستمگر نے مجھے — پہلے کیوں تہمتِ فریاد لگائی ہوتی

ہجر میں سب سے ہی چھوٹی وہ خدائی تھا — وہ نہ آئے تھی اگر موت ہی آئی ہوتی

۲۳۵	تم نے کیا حال کیا دل کو جلا کر تسلیم آگ اس سوزِ محبت میں لگائی ہوتی	لله

کیا مجھکو عذابِ قیامت اثر کرے — دلسوختہ وہ ہوں کہ جہنم حذر کرے

بس بن گیا کہ رازِ محبت عیان نہ ہو
مین کیا کرون جو بیخبری نحو و خبر کرے

کیا پوچھتی ہو حال مریضِ فراق کا
اللہ ہی جو شام جدائی سحر کرے

بیگانگی حباب کی دوئی مین کھل گئے
آنسو وہ کیا ہی جو سرِ مژگان نہ تر کرے

دیکھی نہ رو سیاہ زمانی مین باکمال
پیدا نہ شکلِ بدر ہلال اسپر کرے

یہ بھی لکھا نصیب کا ورنہ ہجومِ شوق
بدظن ہو مجھسے غیر کو پیغامبر کرے

ممکن نہین کہ ہو دلِ صدچاک کا جواب
غنچہ ہزار رنگ سے ٹکڑے جگر کرے

مر کر بھی رفعتین ہی دل سی ستم ہوئین
وہ خاک ہون جو دیدۂ اختر مین گھر کرے

دو دن کی زندگی ہی اسیرِ چمن کیلیے
فکرِ قفس کسی کہ غمِ بال و پر کرے

بھولی ہوئی ہین کیسین گل و بلبل بہار پر
کوئی تو بی ثباتی شبنم نظر کرے

۲۳۴

تسلیم اپنے حال مین ہر دم ہی مبتلا
فرصت کہان نصیب جو کسبِ ہنر کرے

۱۶

سوزِ دل کہہ کی تجھکو خون رلاؤن تو سہی
یا تو ہون یا تون آگ پانی مین لگاؤن تو سہی

آج ای قاتل تہِ تیر کھاؤن تو سہی
آبِ پیکان سے لگی دل کی بجھاؤن تو سہی

زہر کی لیتا ہی ہر دم فصلِ گل آنی تو دی
آپ بگڑے دون تجکو ای زاہد بناؤن تو سہی

اب تو ہنستے ہین ہمنشین دیکھ کے میری حال پر
بخت کے بگڑی ہوئی اک دن بناؤن تو سہی

دھوکھ دون تو ہو کی بدظن مجھسی لی عہدِ وفا
روز تیری سرکی جھوٹی قسمین کھاؤن تو سہی

تو بھی عمر بھی نہ دیکھون مین کبھی صورت تری
بن کی شکلِ خواب آنکھو نمین سماؤن تو سہی

اسقدر بگڑون جو وحشی پاؤن تو آکر سر چڑھے
سر لوٹا کر خاک مین تجکو ملاؤن تو سہی

نیلا کر دون بوسی لی لی کرکے رخِ گلرنگ یار
ارغوانکو وصل مین سوسن بناؤن تو سہی

جو مجھی دیکھی تری محفل مین وہ رونق لگی
بیٹھ کے دل کیطرح طوفان اوٹھاؤن تو سہی

وہ کرون نالی کہ سنکر آنکھ سی اوڑ جای نیند
ہوش مین تجکو بت بیہوش بلاؤن تو سہی

تو نہین ملتا نہ مل مین بھی وہ دشمن وحشت نہین
تیری خنجر کو گلی اپنے لگاؤن تو سہی

بی غرض ایسا ہون تو سو چکر رویا کرے
گوشۂ دل سی بٹھا کر یاد آؤن تو سہی

تو نہین آتا نہ آ مین ہی شب فرقت مین آج
داغ ناکامی کو سینی سی لگاؤن تو سہی

رات بہر پہرون نہ سونی دون گھڑی بہر وصلمین
بخت دشمن کیطرح تجکو جگاؤن تو سہی

گر تو ہوتا ہی مری نقش قدم سی بدگمان
بوی گل بنکر تری کوچی مین آؤن تو سہی

۲۳۴

کم طریقت سی نہین تسلیم کم اہی مرے
غم تو کیا ہو خضر کو رستا بتاؤن تو سہی

۱۱

ہر شعلہ مثل دود ہوای سفر مین ہی
دو وقع کنار غنچہ داغ جگر مین ہی

مین وہ چمن جہان مین رہمان سی ابھی ہون
میر شمار حلقۂ بیرون در مین ہی

اللہ ری وسعت قفس تنگ بعد مرگ
تن سی نکل کی روح نہان بال و پر مین ہی

روتی سی قوت بصری اور بھی بڑھی
عینک کیطرح اشک مری چشم تر مین ہی

مین آینہ ہون ظاہر و باطن مرا ہی ایک
دلمین بھی جلوہ گر ہی جو منظر مین ہی

دونون وصال یار مین آنکھین چرا گئی
حسرت نہ دل مین ہی نہ تمنا جگر مین ہی

عشرت بھی بی ثبات کی سامان مرگ ہی
خندہ دلیل گریۂ ماتم شرر مین ہی

جبتک ہی زندگی مجھی شہرت کہان نصیب
وہ زلف شام ہون جو کنار سحر مین ہی

جاؤن گا چھوڑ کر قفس تنگ مین کہان
صیاد کس لیی خلش بال و پر مین ہی

خالی نہین ہی زخم سی پہلوی لفظ بھی
پیدا شگاف غم جگر ہر جگر مین ہی

۲۳۹	تسلیم کو حبیب قاصد کی گفتگو سو جان کی خبری ہر خبر میں ہے	۱۰

احسانِ عشق میں ہی کلفت کا ابتلا ہے
غارانِ شبِ ہجر کیوں بیخودی و چشم
کھم کردہ کاروان ہوں آوارگی ہے ہمسرے
مدت کے بعد دلمیں ناصح کے رحم آیا
اب وہ نہیں تمنا دم کسکو دیتی ہی ہو
فصلِ بہار آئی واعظ کتاب کہہ دی
آئی قیامت آئی پیدا میان کسی ہی
رنج و نشاط باہم عیشِ نشتر میں ہر دم
موسیٰ سی لن ترانی او رسوز خود نمائی

یہ داغِ دل ہی ہی جو آپ نے دیا ہے
کس مصیبتوں ہی اک آبلہ پیا ہے
گرد ہتا ہی ہو ان جس کا فریاد کر رہا ہے
دیتا ہی مجھکو تسکین اونکو ستا رہا ہے
جاؤ بتو حرم اب میں ہوں اور خدا ہے
توبہ کی ہی ابتو بہتر اور حوصلہ ہے
خوابِ لحد سے ای دل کیوں جاگتا ہے
ہر بخیہ گرہی گریبان ہر زخم ہنس رہا ہے
گویا کلیم ہو نا اقبال غیر کا ہے

۲۳۹	تسلیم اب وکو جانے دو بیوفا کو تکرار بے سبب کا کچھ اور مدعا ہے	۱۴

کچھ تو ہو تسکینِ دل سرو و سمن کے سامنے
دی ہی گی بیکسی مرگِ غریبان کی خبر
اپنی مرقد کی ہیں صدقے وہ بھی کچھ پچتا کی آج
واہ کیا شوقِ شہادت ہے کہ چلتے ہیں ہم
وصل کو مانگی دعا ای اب تم مر گئے
مانعِ کاوش نہیں ہی ضعف لیکن شرط ہی

دفن کر صیاد بلبل کو چمن کے سامنے
جائی گی سر پیٹتے اہلِ وطن کی سامنے
منہ بنائی بیٹھی ہیں گور و کفن کے سامنے
سر جھکائی بیٹھی ہیں شمشیر زن کی سامنے
ہاتھ پھیلا رہ گیا چرخِ کہن کے سامنے
مفصل کہنا مجھکو گورکن کی سامنے

نئی وحشت سے آتا ہی یہی لیکن ہمین ہان چلتی ۔۔۔ کہ ویرانہ جہان ہوتا نہ آبادی غم کہر ہوتے
جہانمین ہے نشانی اپنی ہم پروازِ عنقا تہی ۔۔۔ چہپاتا آسمان جتنا ہم اوتنی نامور ہوتے
طلب کیتی تہی کامل مثلِ شبنم اوڑکی آملتی ۔۔۔ اگر بالفرض تم ای مہر سیما چرخ پر ہوتے
نہ رہتا کفر و دین کا ایک سے پابند عالم مین ۔۔۔ خدائی وصل و طرف ہوتے مسیحا ان تم جدہر ہوتے
پسِ پردہ بہی ہے پردہ دری ہی جانِ مضطر کی ۔۔۔ قیامت جلوہ گر ہوتی جو تم پیشِ نظر ہوتے
فقط آواز سنکر وہ رو دیتے ہین غنچون مین ۔۔۔ خدا معلوم کیا ہوتا جو نالی پُر اثر ہوتے

٢٤٢ امیر اس وقت کی تسلیم سب نا اہل و جاہل ہین
ہنر کی قدر جب ہوتی کہ خود بہی باہنر ہوتی ١٠

گور تک شہرِ مند ہا یارانِ وطن سہی جائین گی ۔۔۔ منہ چہپائی ہمین جا کی کفن سہی جائین گی
دہونی وہ بس ہی گویا قتل و بہی حشر مین ۔۔۔ خون کی وہ بہی کہان تک پیرہن سہی جائین گی
مت لگا ہی ہمین عاشق تیرا ای قاتل نہ کہینچ ۔۔۔ اب کہان پیکان ہمین زخمِ کہن سے جائین گی
بعدِ مردن بہی تمکو ہوگا اسیری کا مزا ۔۔۔ تا قفس ہم چار پر اوڑ کر چمن سے جائین گی
لاکہہ دشمن پاسبان ہی ہم مقرر ایکدن ۔۔۔ یار کی در تک کسی حیلی بہی فن سے جائین گی
سوختہ قسمت ہین مثلِ شمعِ کشتہ مضطر و غم ۔۔۔ نور کی تڑکی تمہاری انجمن سے جائین گی
منہ نہ دکہلائین گے بلکہ ہین گی ہم شکلِ خزان ۔۔۔ بوی گل کی طرح چہپکر اس چمن سے جائین گی
ای دلِ دیوانہ امیدِ رہائی کس لیے ۔۔۔ پیچ و خم کاہی کو زلفِ پُر شکن سے جائین گی
کاوشِ صیاد و جورِ باغبان خارِ خزان ۔۔۔ کیسی کیسی داغ لیکر اس چمن سے جائین گی

٢٤٣ دیکہنا تسلیم اپنی اعتقادِ پاک کو
خلد مین جس دن طفیلِ پنجتن سہی جائین گی ١٨

نالہ برپا ہی مین گذری شب دلِ ناشاد کی
نہی کبھی منت خموشی کی کبھی فریاد کی

آئینی کی اسمین ہی برہنہ کرتی ہین جگہہ
پیاری پیاری صورتین آفت ہین آدم زاد کی

ذبح ہوکر خون ہی بلبل نی پیدا کی بہار
بوی گل دیتی ہین کلیان دامنِ صیاد کی

کسقدر ہی جوہرِ عاشق کشی دل کو پسند
تیغ بنوا تا ہی قاتل تیشۂ فرہاد کی

شورِ بیتابی نی رسوا کر چکا تہا شکر ہی
آبرو رکھہ لی خموشی نی مری فریاد کی

روح جب گہبرا کی نکلی مل گیا تن خاک مین
خانہ ویرانی نی کیا مٹی مری برباد کی

لوٹتی ہین کلیجی ہی فکرِ دام مین صیاد ہی
کون روئی بیکسی پر بلبلِ ناشاد کی

تیرہ روزی کیا کہون وقت ولادت دیکھکر
اوڑ گئی رنگت رخِ صبح مبارکباد کی

حشر کا وعدہ ہی زیرِ خاک چشم وا ہی مین
دیکھتا ہون راہ اپنی ہستی برباد کی

دم ہی جب تک چار دیوارِ عناصر ہی بپا
خاک اوڑتی ہوگی اک دن قصرِ بی بنیاد کی

سخت طینت کا شریکِ حال ہونا تہا ہی
بن گئی تیشی سی آخر جان پر فرہاد کی

رشکِ بیجا دیکھنا آیا جو حرفِ آہ بہی
ضبط سی کیا کیا لبِ خاموش نی فریاد کی

داغِ دل کی ساتہ بی برگی ہی لالی زمین سی مجھی
لالی کا سینہ ملا قسمت ملی شمشاد کی

اس قدر جینی سی تنگ آیا تہا مین جب مر گیا
شورِ ماتم نی ادا رسمِ مبارکباد کی

آج کہا ہی کس لیی ذکرِ وفا ہی بار بار
سچ کہو کس سی ملی کسکی طبیعت شاد کی

گردشِ خنجر سی پہلی مر گیا مین خستہ جان
رہ گئی منہ دیکھکر حسرت دلِ جلاد کی

خاک ہوکر بہی وہی ہی باقی ہی عزِ استخوان
جل رہی ہی شمع اپنی خانۂ برباد کی

حسنِ بندش ہین تلاشِ معنیِ نوخیز مین
چاہئی تسلیم تجکو پیروی استاد کی

۲۴۳

۸

لبی جو بوسے لبِ جام کی تمنا نے — لگائی قہقہی ہنس ہنس کے خوب مینا نے
نہ آشنا کو ہوا غم نہ غیر کو افسوس — دکھائی دل کی پھپھولی ہزار دریا نے
مین وہ غریب تھا جب مر گیا تو ماتم مین — اوڑائی حشر تلک سر پہ خاک صحرا نے
ابھی تو اور بھی مرتا مین چارہ گر لیکن — مجھی جلینی دیا روز کی مداوا نے
کہان وہ تابِ نظر تھی جو دیکھتا صد شکر — رکھا نہ حد سی قدم دیدۂ تماشا نے
قریب سی نہ رکھا امید پردہ داری کی — سیا نہ چاکِ سحر سوزنِ مسیحا نے
سوای نام نشانِ دہن فسانہ ہے — یہ خواب وہ ہی کہ دیکھا نہ چشمِ عنقا نے

۲۴۵ تپِ فراق سی تسلیم کی یہ نوبت کی
کہ منہ کو ڈھانک دیا دیکھکر مسیحا نے ٦

عار تھی جنکو ہمیشہ مری بیخوابی سے — دہی جاتی ہین او تر کر ابھی مہتابی سے
زلزلی مین ہی زمینِ لحدی آٹھ پہر — مرکی بھی چین میسر نہین بیتابی سے
جاگنا بھی شبِ تکلیف مین اک دولت ہے — آنکھین یاقوت ہوئے ہین مری بیخوابی سے
ندیا جب کہ مہ و مہر کو دم بھر آرام — کیا توقع ہمین اس گنبدِ دولابی سے
بجھ گئی دل کی لگی داغ مین ٹھنڈک آئی — تر ہین نظرین گلِ رخسار کی شادابی سے

۲۴۶ رہ گئی آج بھی امیدِ شہادت تسلیم
پھر گئی آکی اجل تیغ کی نی آبی سے ۱۲

رہا بھی جو ن تو کیا پرواز کی دل سی ہوس نکلے — کہ ہل سکتی نہین جو بال و پر زیرِ قفس نکلے
امیدِ فیصلہ محشر مین کیا ہو وہ جو بیٹھی ہین — وہان تھی جان کی دشمن یہان فریادرس نکلے
پر ارمان گردن و خنجر ہین دونون دیکھیے کیا ہو — کسی ناکام کی بھی آسمان تک کی ہوس نکلے

اسیر بیضہ لائی گلشن ایجاد میں قسمت
وہ بلبل ہیں عدم سی ہم لیے اپنا قفس نکلے

ہمیں کس کو خبر سمجھیں جو نون اپنی ہیں محبت میں
نہ غم نکلی نہ جیتے جی مری دل سی ہوس نکلے

لحد کی تختہ بندی ہمرہان کیا تنگی کھوئی گئے
یہ وہ جامہ نہیں تن پر سی جسکی پیچ و پس نکلے

بھلا یا صحبت ہمجنس نے رنج اسیری کو
ہزاروں آشنای باغ مہمان قفس نکلے

تمنا تلخ کامون نے صحبت شیرین بیانی سی
نی قلیان سی ای ہمدم نہیں ممکن کہ رس نکلے

شہید گل نے خاک اپنی باغ صحرا وہی تھا اسکو
وہان کی خار تو لیسی یہان بنکر ہوس نکلے

تہ ہر گشت میں آبلے پھوٹی ہوئی قسمت خیرت کیونکر
کہ میری پاون تجسے بھی سوا بی دسترس نکلے

نکتہ ای کا کوئی کیا نکالے دل سی پیکان کو
جو سو میں ایک بھی نکلی تو یہ لاکھوں برس نکلے

پیام خانہ بربادی بلبل اک تماشا تھی
جو دیکھا اشک لگ گوشی لگی کچھ خار و خس نکلے

مگر تدبیر کار رہا غم سی سر بھری گلشن اپنے
ہمیشہ سینی سی الجھی ہوئی تار نفس نکلے

عزیز قافلہ وہ ہوں جو گم ہو گئے ہیں راہ میں یا رو
ذرا چھاتی کو پیٹی ڈھونڈھنی بانگ جرس نکلے

یونہیں لشتے جھگڑتی عمر دو روزہ گذر جائے
نہ ہم نکلیں نہ میخانی سی ایسا تی عسس نکلے

پڑا ہی آج سایہ کسکی دامن کا کہ مدفن سے
گریبان کفن کو پھاڑ کر دست ہوس نکلے

۱۴۳ — گلی دل ملکی ای تسلیم روئی خواب آلس میں
قفس سے چھوٹ کر جسدم اسیران قفس نکلے — ۲۴۳

عشق بت میں فقط جور و جفا دیکھ چکے
ہم تو ای چرخ کچھ اس سی بھی سوا دیکھ چکے

کھینچ لایا نہ کبھی اسکو مری بالین تک
بس تجھے ای اثر آہ رسا دیکھ چکے

دل سی کہتی ہیں یہی حوصلۂ بیتابی
آپ ایسا بھی کیا ابھی تھی کیا دیکھ چکے

نجد اک دشت ہی ہر دو کردہ وحشت اپنا
یہ بھی مدت ہوئی ہم آبلہ پا دیکھ چکے

ابتو رخصت ہی رہِ ملکِ عدم کی قاتل
خوب ہم گرمیِ بازارِ قضا دیکھ چکے

نا امیدی یہ سنائی ہی شبِ فرقت مین
کیون فریبِ اثرِ دستِ دعا دیکھ چکے

تشنہ کامی کی یہی کسکی نہین کی منت
تجکو بہی آبِ دمِ تیغِ جفا دیکھ چکے

اب کسی اور کو پامالِ تمنا کیجے
دیکھنی تہی جو ہمین نازِ ادا دیکھ چکے

دلِ اسیرانِ قفس کا نہ کسی دن بہلا
نکہت افشانیِ دامانِ صبا دیکھ چکے

شوق درپردہ یہی وصل مین کہتا ہی سوال
انتہای ستمِ رسمِ حیا دیکھ چکے

نازک اندامیِ جانان کی خبر کیا لیکن
بارہا نقشِ رگِ تارِ قبا دیکھ چکے

ہجرِ گیسو مین کوئے وجہ تسلی نہوا
مشکِ چین مشکِ ختن مشکِ ختا دیکھ چکے

٢٤٨ شمع افروزیِ مضمون کی بدولت تسلیم
بارہا جلوۂ بزمِ شعرا دیکھ چکے عہ

ہین نالہای چند غزل کا بہانہ ہے
عاشق ہون مین مزاج مرا شاعرانہ ہے

مرکر بہی اپنی تیرہ نصیبی ہی اوج پر
بالای قبر دودِ جگر شامیانہ ہے

خالی نہ بعدِ مرگ بہی مجہسی جہان ہوا
گو مین نہین ہون ہر مین مرا فسانہ ہے

نالہ کبہی ہی مل ہی خفا شوق ہی ابہی اس
تو کیا بدل گیا ہی کہ بدلا زمانہ ہے

سر ہی کٹا کی خدمتِ دشمن ضرور ہے
قاتل کی ساتہ ساتہ مرا خون روانہ ہے

مجہ سخت جان کے قتل سی جلدی ملا فراغ
قاتل پہ آج فرضِ نمازِ دوگانہ ہے

٢٤٩ اُستاد سیکڑون ہین فنِ شعر مین مگر
تسلیم اپنی طرز کا تو بہی یگانہ ہے ٩ سہ

مرکی ملال مضطر ہی یاران جہان کیواسطے
یہ جرس نالان ہی اپنی کاروان کیواسطے

ہمنشین گھبرا گیا مین ضبطِ سوزِ ہجر سے
ہو اجازت نالۂ آتش فشان کیواسطے

سرخرو کرنا الٰہی آج مقتل مین سے مجھے
یاد قاتل نی کیا ہی امتحان کیواسطے

ہمصفیری ہی ہوا ثابت مجھی صیاد کی
ہمزبان ہوتا ہی دشمن ہمزبان کیواسطے

غیر کا افسانہ سنتی کو نہ تھی نازک مزاج
دردِ سر ہوتا ہی میری داستان کیواسطے

کم ہین مہمان تھی ستمگر مزاجون کو وطن
باعثِ وحشت ہی تن عمرِ روان کیواسطے

دفن کر دینا مع زنجیر مجکو قبر مین
چاہیی سامان وحشت کچھہ یہان کیواسطے

دور مین تیری ہین محروم ساغر حیف ہی
کچھہ تو ساقی رحم کر پیرِ مغان کیواسطے

۲۵۰ فصلِ گل آئی خزان تسلیم گلشن سی گئی
چن رہی ہی تنکی بلبل آشیان کیواسطے ٹ

کب یہی ہی عادتِ تکرار ہنستی بولتی
منہ کی اِکدن کہا ہمین کہ اغیار ہنستی بولتی

سنتی تھی تماشا باغِ عالم مین گل و بلبل کیطرح
بیٹھکر ہم تم کہین ای یار ہنستی بولتی

یاں ہی کہتی ہین غضب لائینگی تیری مدعی
دیکھہ لین گی گر پسِ دیوار ہنستی بولتی

میری قسمت سی زبانِ تیر بھی گویا نہین
ورنہ کیا کیا زخمِ دمدار ہنستی بولتی

دل لگی مین حسرتِ دل کچھہ نکل جاتی تو ہی
بوسی لی لیتی ہین ہم دو چار ہنستی بولتی

کچھہ سبب ہوگا وگرنہ بی سبب ایسا نہ تھا
چھیڑ کر یون آپ سی اغیار ہنستی بولتی

۲۵۱ آج عذرِ اتقا تسلیم کل تک یار سی
آپ کو دیکھا سرِ بازار ہنستی بولتی ٹ

دل ہم آغوشِ خیالِ بُتِ گلتنگ بھی ہی
ساتھ اس شیشی کی پہلو مین پری سنگ بھی ہی

چاک ہونی کو ہی ہی گو جو نہین ہی دامن
تنگِ وحشت سی گریبان ہی جنون تنگ بھی ہی

منہ چھپا اور بہی ای ہوش کہ تیری ہمراہ
شوقِ پرواز میں پھڑکا مری رنگ بہی ہے

تو کشیدہ نہو ای گل چمن کی نسیم
طولِ قامت کے سوا سروِ چمن لنگ بہی ہے

کچھ نہ کچھ تنگ جو چھوڑا نہ لگی کی تقریر
سب ہی جو ہیں ہی الا ہی نماز و ڈھنگ بہی ہے

سو پڑی میں تو ہزاروں ہی میں کرائی تسلیم
دل مرا صادق بہی تو ہی عشق یکرنگ بہی ہے

۲۵۴ ۱۹

خالِ رخ دل تھا یہ جو نظر آیا مجھے
کعبے کی محراب میں ہندو نظر آیا مجھے

کس نے بلبل کو سنا دی رخصتِ گل کی خبر
ہو بقل رنگ میں برنگِ بو نظر آیا مجھے

چشمِ عبرت بین سے جب شبنم کو دیکھا وقتِ صبح
دیدۂ نرگس میں بہی آنسو نظر آیا مجھے

پاؤں پھیلا کر جو سویا پھر نہ چونکا حشر تک
پہلوئے مدفن میں تیرا پہلو نظر آیا مجھے

دیکھا موتی تمہارے کان کا ثابت ہوا
اخترِ شامِ شبِ گیسو نظر آیا مجھے

چشمِ فتاں نے جو مارا لب نے زندہ کر دیا
منفعل اعجاز سے جادو نظر آیا مجھے

کیا ازل سے صورتِ تصویر بیمل خلق تھا
عمر بھر خالی مرا پہلو نظر آیا مجھے

جب دلِ وحشی کو تھا خیالِ زلف کی
حلقہائے دام میں آہو نظر آیا مجھے

نجبر سے ایسا کیا پیدا کی بیشی ہوئی
نثر ہماری مطلعِ ابرو نظر آیا مجھے

کیا عداوت تھی ہمیں سے آسماں کو بعدِ مرگ
ای فلک زیرِ زمیں بہی تو نظر آیا مجھے

آہِ حسرت سے جو ہیں جنگل میں نکلی شکلِ سرو
خواب میں کسکا قدِ دلجو نظر آیا مجھے

آج تو نے ہاتھ سے اپنے پلائی جو شراب
جامِ جم ساقی مرا چلو نظر آیا مجھے

بوسۂ ابرو لیا کس نے ہمیں اور زلفِ یار
سانپ کا منتر بچھو نظر آیا مجھے

ابھی کھینچی ہی نگاہ تیر کو دل نے کہا
بعدِ مدت قوتِ بازو نظر آیا مجھے

کیوں مبارکباد دیتی ہو ہلالِ عید کے
دوستو کیا یار کا ابرو نظر آیا مجھے

مانعِ دیدار پایا واسطے کو عشق میں
بند کی جب آنکھ سب تو نظر آیا مجھے

سنے تری سوزِ قیامت کس قدر تاریک تھا
آفتابِ حشر اک جگنو نظر آیا مجھے

آگ پانی میں لگائی کشتیٔ مے کا پانی سرخ
شکلِ پیمانہ حباب جو نظر آیا مجھے

۲۵۳ غیر کو ساغر دیا تسلیم نے جسکی گھڑی
جام اپنی عمر کا مسلو نظر آیا مجھے ۱۹

یاد سفرِ ملکِ عدم دل سے لگی ہے
ہر دم مجھے اک گور کی منزل سی لگی ہے

اللہ ری نگہبانی صیاد کہ ہر آنکھ
چاک قفسِ تنگ عنادل سی لگی ہے

گر نقشِ قدم ہوں تو ہے مٹنے کی تمنا
ہوں خاک تو اوڑنے کی مری دل سی لگی ہے

ہر عقدہ کشا عقدۂ قسمت سے ہی ناچار
یہ بات مری ہاتھ انامل سی لگی ہے

کوسوں ہے زمین جن شہیدان سے شفق گون
یہ آگ نئی خنجرِ قاتل سے لگی ہے

مٹ جائے کہیں زندگی و مرگ کا جھگڑا
اے تیغِ جفا اب تو یہی دل سی لگی ہے

شاید نظر آجائے جمالِ رخِ لیلیٰ
ہر آنکھ مری پردۂ محمل سے لگی ہے

گل ہوں تو جگر چاک ہوں غنچہ ہوں تو پریشان
ہر رنگ میں اک آفتِ غم دل سی لگی ہے

ہر گل صفتِ شعلہ ہی غنچہ ہے اخگر
اک آگ تپِ آہِ عنادل سی لگی ہے

میں ہوں صفتِ آئینہ حیران تری آگے
جو بات تو کہتا ہے ہی دل سی لگی ہے

یوں گرمِ سفر قیس ہے جو ہمرہ لیلیٰ
کیا شرط غبارِ پسِ محمل سی لگی ہے

کیونکر نہ ہنسیں زخم دہن بنکی دمِ قتل
شمشیر تری سینۂ بسمل سی لگی ہے

مر کر شبِ فرقت میں دمِ صبح جیا ہوں
ڈوبی ہوئی کشتی مری ساحل سی لگی ہے

ایسا سر مجنون ہی نہ تھا صنعت پابوس
یہ سیر جنون ہی کہ سلاسل سی لگی ہے

دیتا ہی لپک داغ جگر بعد فنا سے
اک آگ لحد مین تپش دل سی لگی ہے

دم لی خلش گور نہ کہین جای کہین آنکھ
مشکل تو یہی ہی کہ جو مشکل سی لگی ہے

کیا کہتی ہو کیا بھول گیا مین دم رخصت
اک یاد تمہاری سو مری دل سی لگی ہے

سویا ہون شب وصل مین یا مر کی لحد مین
جب آنکھ لگی ہی مری مشکل سی لگی ہے

٢٥٤ اللہ ری وحشت کہ پس مرگ بھی تسلیم
جنت مین طبیعت مری مشکل سی لگی ہے ١٩

چاندنی پر پا ہر وہی ماہرو پر چاند نے
دیکھتا ہون وصل کی شب مین مکرر چاند نے

داغ دیتی ہین چمن مین پی تی تیون مجھی
پھول اگلی سی ہوا شعلی سی بڑھ کر چاند نے

جلوہ گر ہی ماہ گردون لحد مین داغ دل
دیکھ یہ ہی قسمت سی مری گھر مین باہر چاند نے

نیک و بد کی قید یاب ضیا رکھتی نہین
خار و گل دونون سی ملتی ہی برابر چاند نے

اب تو تنہائی ہی ہم ہین خانہ تاریک ہی
دیکھین گے جس دن کہانی کا مقدر چاند نے

کون سر گردان نہین ای ماہ تیری عشق مین
دھوپ ان ہر ڈھونڈھتی پھرتی ہی شب بھر چاند نے

لوگ کیون کہتی ہین تیرہ خاکدان دہر کو
دیکھتا ہون مین تو گھر گھر دھوپ گھر گھر چاند نے

غیب سے میری سیہ خانہ کی آرائش ہوئی
پھر گئی مثل سفیدی ساری گھر پر چاند نے

کس سے لوٹی آج اپنی مہ وش نی نقاب
ماہ مثل آئینہ حیران ہی ششدر چاند نے

دیکھلا آئینی ہین رنگ پریدہ چہرہ حسن مین
لطف دیتی ہی کنار حوض کوثر چاند نے

شب کو آئی صبح کو تیری طرح رخصت ہوئی
تھی مقرر کوئی محبوب سمن بر چاند نے

مین ہی وہ محروم راحت ہون جو سوؤن بحر مین
خواب مخمل کو بنا دی نوک نشتر چاند نے

سینہ چاکان الفت دشمن سے بھلاتی ہین دل — جلتے ہین ہی ہین پھولکر زخم گل تر چاند سے
آسمان ہی مدعی قاتل سے میری خون کا — ماہ ہی مہر گواہی فرد محضر چاند سے
ذبح وہ کرتی ہین ہین ہون بائل حسین حجر — بخشش کیا ہی جین کو تیر خنجر چاند سے

۲۵۵ ہون گدا اک بادشاہِ حسن کا گوشہ نشین
چاہیے کیا مجکو تکیہ فرش بستر چاند سے ۱۱

مرتے حسن جان فدا کے لیے — دل گئی خاک مین شفا کے لیے
چاہا دشمن کو دوست کی خاطر — بندہ بت بنی خدا کے لیے
تیغ ابرو کو دیجیے جنبش — حیلہ درکار ہے قضا کے لیے
آپ آئین گے میری بالین پہ — منت نہ کھنوائیے خدا کے لیے
اتنے صدمے دیے کہ آخر کو — ہاتھ اوٹھانا پڑا دعا کے لیے
ہاے رے شوق خاک مین مل کر — پڑ رہتے ہیچ خرام پا کے لیے
کیا نیا ہو گے تم محبت کو — خوب اچھا ہے وفا کے لیے
ہم تو خود کچھ نہین مرین گے کیا — زندگی چاہیے قضا کے لیے
منتظر ہون گے دیکھنے والے — جائیے جائیے خدا کے لیے
کچھ زبانی سے بھی نامہ بر کہنا — بت نہ بننا ذرا خدا کے لیے

۲۵۶ کیا امید شفا رکھین تسلیم
پاس پیا نہین دوا کے لیے ۵

منفعل کرتا ہی کیون اے ابر گریان تو مجھی — رو چکی ہین جیتے جی سون می کی آنسو بھی
ہو چکین دیوانہ کسی کی عارض گلرنگ کا — اے صبا وبکار ہی زنجیر موج بو مجھی

بیسبب ہنستا تو کھلجاتی ہیں لب مانند زخم
ہنستے ہنستے ہو گئی ہنسنے کی آخر خو مجھے
خشت بالیں سے نہ کیونکر سر کو پھوڑوں ہچکیوں
یاد آتا ہے کسی کا تکیۂ زانو مجھے

۲۵۷
میں وہی ہوں نازبردار وفا تسلیم نام
کیا نہیں پہچانتا اے بیمروت تو مجھے
ھ

جینا اجل سہی کہ نہیں سیر قفس مجھے
کرتی ہے فوج آمد و رفت نفس مجھے
آتا ہے کون قافلہ سالار اس طرف
بیچین کر رہے ہے صدائے جرس مجھے
دیکھا نہ آشیان چمن و نگار میں
گردوں نہ دے سکا کبھی موج چار خس مجھے
فرصت طلب میں وحشت تگ و دو کی حوصلے
جوش جنوں معاف رکھے اک برس مجھے
میں بھی خستہ جان اسیر تھا کہ روز حشر
رو رو دیا ہے دیکھ کے فریادرس مجھے
کیا خاک دم لوں بعد رہائی کہ آج تک
بھولی نہیں ہے تنگی کنج قفس مجھے

۲۵۸
دو گز زمین مانگ کی تسلیم چرخ سے
کیا خاک میں ملا گئی میری ہوس مجھے
ملا

کہوں کیا ہمنشیں تقدیر کا میری لکھا ہے
کہ وہ سمجھے کہانی داستان قصہ گلا ہے
ہوس کے تھی کہ مر جائیں وہ نہیں مشکل ہوا ہے
پھر آئی آسمان ہی دوکی قسمت کو دعا ہے
وہ اپنی وعدۂ دیدار فردا کو اوٹھا رکھیں
یہیں صدقے اپنی جوشش کے کہ دیتی ہی مزا ہے
حجاب شیشہ میں بنت العنب ہی معتکف ہے
مری توبہ کی ضد سے آجکل ہی پارسا ہے
یہاں تک آرزو میں ہیں کہ جب لکھتا ہوں خط اونکو
مرا دل جیسی کہتا ہی ذرا یہ بھی ذرا ہے
اگر ہے طالب دیدار میں جھانک کر دیکھو
کہ مشہور جہاں ہی یار کی وہ لن ترا ہے
کبھی آیا نہ بھولے سے زبان تک نام عاشق کا
تجھے اے بیمروت ہو گیا عہد وفا ہے

تصورِ ابروِ جانان میں کیون نہ جھکین ہم	کہ اپنے دین و ملت میں ہی محرابِ عبادت یہ سب کچھ
بہت کچھ ہنستا کہلیتا ہی جب تک ہی حسین دلکو	دمِ بیگانگی دیتا ہی بوی آشنا یہ سب کچھ
نہ لو یا تھو نہیں دلکو حلقۂ گیسو میں پہنچی دو	اُوڑا ماری گا اک دن آپکا وہ دزدِ حنا یہ سب کچھ

٢٥٩ خلافِ طرز کی خوگر نہتی تسلیم ہم لیکن
لحاظِ خاطرِ احباب سی کہنا پڑا یہ سب کچھ ١٦

تھوکا اُو مژہ کی جو پیاری ادا سے لگے	گویا سنانِ تیر کلیجے پہ آ کے لگے
اوسکی شمیمِ زلف سی کرتی ہی ہمسری	گلشن کے اے نسیم تجھے بھی ہوا لگے
کہنی سی تیری کوچۂ جانان کو چھوڑ دے	ایسی نہیں ہی دل کو مری ناصحا لگے
نیند اوڑ گئی تھی ہجر میں ایسی کہ بعدِ مرگ	زیرِ لحد بھی آنکھ نہ میری ذرا لگے
دو دن سے نے الف سے ہتی ہی کیون تا کمر پڑے	آگے تو یون نہ تھی کبھی پیچھی بلا لگے
بیمار دیکھتا ہون ہمیشہ میں چشم کو	کسکی نظر انہیں بہت نا آشنا لگے
ہمسایگی ہی سوختہ قسمت کے قہر ہے	بھڑکی جو دل کی آگ کلیجے کو جا لگے
ابتک پھر انہیں طرف کوی یار سے	حیرت ہے تا اسیر کو میری تیر کیا لگے
نیرنگیان حیات کی اے دل ہیں چند روز	رہتی ہی تیری گھات میں ہر دم قضا لگے
رکھتا قدم نہ عالمِ ہستی میں بھول کر	گر جانتا کہ آتی ہی پیچھی فنا لگے
مانندِ شمع نور فشان سادگی میں ہی	لو ہی کی ساق پاؤن میں جسدن حنا لگے
اللہ ری ظلمتِ شبِ فرقت کہ خوف سی	بھاگی جو پیکسی مری سینی سی آ کے لگے
شانہ مثار ہا ہی عبث حلقہ ہای زلف	انکا گل فرون کی دل آج ہی مُہرِ خدا لگے
مرغِ سحر نے قتل کیا مجھکو وصل میں	بنکر چھری کی نوک جگر پہ صدا لگے

توبہ ہزار کی ہی مگر فصلِ گل ہے یہ	بہتر ہی ٹوٹ رہی ہی جو رہی ساقیا لگے

۲۶۰ تسلیم اوسنے کر دی یا روزن ہی کی بند
اب کیون کا ہی ٹکٹکی سو دو لتسرا لگے ملا

گہبراتی ہی بدن مین طبیعت کئی دن سے	بہڑکاتی ہی کیا کیا مری حسرت کئی دن سے
ہر بات مین آنکہین تو چراتا ہی مین سمجہا	کچہہ اور ہی ظالم تری بابت کئی دن سے
مرنی کی تمنا ہی مین سرگشتہ شب و روز	پہرتا ہی لیی شوقِ شہادت کئی دن سے
کس تازہ خریدار سی ہی رحم لڑی آنکہہ	پاتی نہین اگلی وہ مروت کئی دن سے
کیا خاک سنون ناصحِ مشفق تری باتین	کہتی ہی نہین میری طبیعت کئی دن سے
پہمن کی طرح بیٹہہ گئی ضعف سے یہ بہی	اوٹہتی نہین خاکِ سرِ تربت کئی دن سے
کیا آپ سی چپ ہون مجہی آدابِ خموشی	دیتا نہین فریاد کی رخصت کئی دن سے
ہر بات مین تکرار ہی ہر حال مین غصہ	برپا ہی مری گہر مین قیامت کئی دن سے
رونی کی ہی قابل نہ کہا سوزِ جگر نی	آنکہون مین نہین اشکِ ندامت کئی دن سے
منہ پہیر کی چلتی ہین جب آتی ہین مقابل	برگشتہ ہی مجہسی مری قسمت کئی دن سے

۲۶۱ انکار عبث دیکہہ چکی آپ کو تسلیم
چہپ چہپ کی جہان جاتی ہین حضرت کئی دن سے ملا ۹

کرتی ہین کمی دیدۂ گریان کئی دن سے	تر بہی نہین ہی تا سرِ مژگان کئی دن سے
وحشت مین کہون کشمکشِ ضعف کا کیا حال	ہر پا نہہ ہی پیوندِ گریبان کئی دن سے
حاصل ہی مجہی دولتِ گریہ جو برابر	لبریز گہر ہین مری دامان کئی دن سے
تہا شورِ تبسم جو لبِ زخم مین افسوس	وہ بہی نہین ہوتا نمک افشان کئی دن سے

لائی نہ کہیں پیچ مین پھر کاکل برہم
آتی ہین نظر خواب پریشان کئی دن سے

تو بھی تو کبھی منہ سے نکالا نہیں پھر کیون
برہم ہی مزاج سگ جانان کئی دن سے

دیکھا ہو تو بتلا دی ضدارا دل پر خون
وہ شوخ جو ہنستی ہین تو پاتی ہین پیکان کئی دن سے

کچھ ہجر کی حسرت سی جو کہتی ہین گلے ملنے
کیا کیا ہین پشیمان ہی ارمان کئی دن سے

۲۶۲ صیاد ہی کیا مانع فریاد ہی تسلیم
خاموش ہین مرغان گلستان کئی دن سے ۵

بڑھ گئی ہی پہی ہی دل کی تمنا اور بہی
صدقہ اپنا ساقیا اک جام صہبا اور بہی

ایک تو ہین آپ ہی ناصح پریشان خستہ جان
دل دکہا دیتی ہی یہ پپیہا اور بہی

داستان شوق دل ایسی نہین تہی مختصر
جی لگا کر تم اگر سنتی ہین کہتا اور بہی

دیکھکر وہ آئینہ کہتی ہین کس کس ناز سے
کیون جی ہوگا کوئی مجہسا مہر سیما اور بہی

درد بیتابی گہٹی ہمدم نہیں لیتا کبہی
جان اوپر کہائی جاتا ہی مسیحا اور بہی

کچھ تو پہلی سی دل بیتاب تہا وحشی مزاج
ہی تری دن رات گہبراتا ہی تنہا اور بہی

۲۶۳ دیکھتی ہی دیکھتی تسلیم وہ چھپنے لگے
بڑھ گیا جی پردگی ہین مجہسی پردا اور بہی ۱۸

کیا ضعف ہی سبک ہی تیغ اجل آن مجہی
بار فلک ہی ذرہ ریگ روان سی مجہی

باغ جہان مین بلبل تصویر کیطرح
صیاد کا خطر نہ غم باغبان سی مجہی

کیا خاک آئی نیند وہ عالم ہی ہجر مین
روتا ہی دیکھ دیکھکی افسانہ خوان مجہی

دیوانہ وہ ہون سیر کو جاؤن جو باغ مین
پہنائی ہیچ خندہ گل بیڑیان سی مجہی

مانند زخم درد مین خندہ نصیب ہون
رکہتا ہی رنج ریز فلک شادمان سی مجہی

مانگا ہی کسنی بوسہ لبوں کا زبان روک
دیتا ہی بات بات پہ کیون گالیان مجھے

بزمِ جہان مین صورتِ شمع خموش ہون
مانندِ شعلہ کہتی ہی کودی ہی زبان سے مجھے

ہمدرد چھوڑتا نہین دم بھر فراق مین
لپٹائی ہی کلیجی سی داغِ نہان سے مجھے

برباد بعدِ مرگ بھی مشتِ جنون مین تا چمن
تقدیر نے بنایا ہی ریگِ رہان سے مجھے

کیا پوچھتی ہو شوقِ اسیری کی مدتین
یاد قفس مین بھول گیا آشیان سے مجھے

ساقی نہ پارسا ہون نہ زاہد نہ محتسب
ترسا رہا ہی کس لیی پیرِ مغان سے مجھے

سر پہ سرشکِ دیدۂ گریان ہی موجزن
پامال کر رہا ہی مرا کاروان سے مجھے

ہر دم نظر کی طرح نظر سی نہان تھا ہون
اب اور کیا کریگا فلک بی نشان مجھے

لائین نہ لائین تربتِ بیکس پہ یار پھول
قسمت سی شمعِ گور ملی گلفشان مجھے

ہر آرزو کو ساتھ لیی جاتی ہے مدام
بی اعتبار سمجھی ہی عمرِ روان سے مجھے

مستی مین وحشت سی جو کرتا ہون گریبان
ہنستا ہی دیکھ دیکھ کی پیرِ مغان سے مجھے

کھائی ہین کسکی ہاتھ سی ظالم گلوریان
کرتا ہی آج قتل ترا رنگِ پان سے مجھے

۲۶۴ تسلیم باغِ دہر مین فیضِ نسیم سے
کہتی ہی اخلق بلبلِ ہندوستان ہے مجھے ۱۵

ہستی ہی بعدِ مرگ رہائی کہان سے مجھے
بننا پڑا ہی داغِ دلِ دوستان سے مجھے

مین خود مٹا ہوا ہون مٹانی کیواسطی
کیون ڈھونڈھتا ہی چار طرف آسمان مجھے

آزاد ہون نشاط و الم سی برنگِ سرو
یکسان ہی اس چمن مین بہار و خزان مجھے

آغازِ عشق مین نہ ہوس تھا رقیب کی
او بدگمان ہی سی نگہ بدگمان سے مجھے

سوزِ درون سی گل بھی شن ہی بعدِ مرگ
شمع حسین کہا رہی ہین ہما استخوان سے مجھے

افسانہ گوئی اور سے بیخواب کر دیا | ظالم سُنا رہا ہی مری داستان سے مجھے
کیونکہ نہ کہائی تیر ہے بچین مین تنگ زخم | رہ رہ کے گُدگُداتی ہی نوکِ سنان سے مجھے
گمگشتہ ہون سعیِ عدم اضطراب مین | دوڑی گئی ہی ڈہونڈہنی عمرِ روان مجھے
دریا مین کیا رکہون قدم دیوانگی قدم | زنجیر بنکی لپٹی گی موجِ روان سے مجھے
اٹہا گی مین ضعف سی کیا خاک اب سکون | سایہ ہی پای مور کا بارِ گران سے مجھے
اتنا نہ دل دکہا کہ خدا ہی کا ہو رہون | تو چاہتا نہین بُتِ نامہربان سے مجھے
صیاد نی غضب کی لگائی ہی تاک جہانک | ڈر سی قفس ہوا ہی مرا آشیان سے مجھے
پائی نہ جستجو صفتِ نقشِ پای مور | اتنا ہی خاک مین نہ ملا آسمان سے مجھے
کاہش سی ہی نشان ہون عنقا کیطرح مین | پیدا ہو قدردان تبھی ڈہونڈہی کہان مجھے
باغِ جہان مین جا نہ ملی رنگِ حنا کی طرح | آیا نظر نہ خواب مین ہی آشیان سے مجھے
جہان مین نسیم دم کا لگا لی جگر سی شمع | پائی گی پہر شرر کیطرح تو کہان سے مجھے

۲۲۵ | تسلیم کیا عقوبتِ عقبی سی مین ڈرون
حاصل ہی چین کو بسا آخر یہان سے مجھے | ۹

عہد پہر کرتی ہین وہ ترکِ ستم کی واسطے | کچھ بہانا چاہیے جہوٹی قسم کیواسطے
اسقدر ہی باغِ دہر وہی پہیلا ہاتہ پاون | رہنی ہی تہوڑی جگہ سینی مین غم کیواسطے
آرزو ہی دم کی ہی عشق کمر باقی رہے | چاہیی اک ہمسفر ملکِ عدم کیواسطے
دہر آئینہ ہی مین تصویرِ حیرت آشنا | عیش کیخاطر نہ پیدا ہون نہ غم کیواسطے
ہمسفر رخصت ہوئے وحشی کی مجکو ہر مین | چرخ نی ٹہرا لیا مشقِ ستم کی واسطے
بیخودی آہ طلب مین بن گئی غولِ دشت | چاہیی اک خضر مجکو ہر قدم کی واسطے

خاکسار و ہین جس جا تھکی ہم پڑ رہے — کیا تکلف چاہیے نقشِ قدم کیواسطے

حد سے افزون عیش کا سامان ہے پیغامِ مرگ — بنگئی شدّاد کی دم بھر ارم کی واسطے

۲۶۶ نزع مین تسلیم کیون تلقین سُناتی ہو مجھی
حاجتِ افسانہ کیا خوابِ عدم کیواسطے ے

صورتِ لفظِ خموشی سخن آرائی ہے — بیزبانی جو مری ہے وہی گویائی ہے

در و دیوار سے کیون آج برستی ہے خوشی — کیا کہین سے خبرِ مرگِ عدو آئی ہے

اے اجل آج تو موقع ہے اگر فرصت ہو — مین ہون بیتابیِ دل ہے شبِ تنہائی ہے

دشت گردی مین بھلا کیا اوسے مجنون سے نسبت — قیس دیوانہ ہے مجنون ہے سودائی ہے

۲۶۷ قتلِ تسلیم ہے کیون مدِّ نظر او ظالم
کسطرف دھیان ہے کیا دل مین ترے آئی ہے ے

مرجائین کبھی ایسی بلا بھی نہین آتی — وہ جاتی ہین گھر مجکو قضا بھی نہین آتی

بوئے گلِ تر کیا کبھی بھولی سے خبر کو — تا کنجِ قفس بادِ صبا بھی نہین آتی

عشقِ بتِ کافر مین یہ غفلت ہے کہ مجکو — واللہ کبھی یادِ خدا بھی نہین آتی

یہ فصلِ خزان یہ ہوس زمزمہ سنجی — اے مرغِ چمن تجکو حیا بھی نہین آتی

اب قافلۂ رفتہ کہان اور کہان ہم — مدت ہوئی آوازِ درا بھی نہین آتی

۲۶۸ کیا حال ہے کس کی لیے راتون کو سحر تک
تسلیم تجھے نیند ذرا بھی نہین آتی ی

ہر گھڑی سرگرمِ مطلب آرزو جاڑی مین ہے — رات بھر پہلو مین ہر شعلہ و چنگاری مین ہے

باغ مین چل پھر گل و بلبل سے کچھ اٹکھیلیان — اے صبا کیسے [illegible]

وصل کی شب آف ادھر منہ پھیر کر سو رہین
عذر گرمی کا عجب اچھا حیلہ جو جاڑی مین ہے

گرم رکھتی ہی مزاجِ سرد پیری کو شراب
لطفِ فصلِ بادہ وہ جا سو جو جاڑی مین ہے

سرد اعضا ہو چکی لب پر بھی ہی آہ گرم
آگ قسمت مین لگی ہی جلتی ہی جو جاڑی مین ہے

سینے سی اپنی لگائی رہتی ہین گل رات بھر
قطرۂ شبنم کی کیا کیا آبرو جاڑی مین ہے

۲۶۹ تھرتھراتا ہی جگر تسلیم پڑھ بھی شعر کیا
سخت مشکل دم کا آنا آنا گلو جاڑی مین ہے ۶

کیا کہکی عندلیب چمن سی نکل گئے
کیا سن لیا گلون نے کہ رنگت بدل گئے

ایسا کہان رفیق جو دیتا قلق مین ساتھ
اک جان تھی سو وقت پہ وہ بھی نکل گئے

اے جان شب فراق کا صدمہ نہ پوچھیے
وہ حال تھا کہ موت بھی بالین سی ٹل گئے

مجکو دیا وصال نے بھی صدمۂ فراق
سو سو طرح کی دل سی تمنا نکل گئے

گھبرا گئی تھی فراق مین لیکن ہزار شکر
باتین وہ دل نے کہین کہ طبیعت بہل گئے

۲۷۰ تسلیم آج تک ہے وہی شعر و شاعری
بڈھے ہو گئے مگر نہ تمہاری ٹل گئے ۵

غیر سی ملیے مجھی ناکام رہنے دیجیے
آپ اپنی نامہ و پیغام رہنے دیجیے

وصل مین سنگدلی تقدیر کے کہتے ہین وہ
آج ذکرِ گردشِ ایام رہنے دیجیے

تنگیِ کنجِ قفس شاید پھڑکنی سی بڑھی
کوئی دم بیتابِ سیرِ دام رہنے دیجیے

کچھ نہین تسکین تو ہی مجھ سے بادہ نوش کو
سامنی آنکھون کی خالی جام رہنے دیجیے

۲۷۱ ہم نہین کہنے کی اے تسلیم پیغامِ وصال
یہ تمنا یہ خیالِ خام رہنے دیجیے ۱۱

وہ کینہ سینے سے گر مٹے بھی گئی کدورت نہ خاک جی کی
وہی ہے دُو دُو پہر لڑائے وہی ہے رنجش گھڑی گھڑی کی

نہ وہ کم حقیقت ہیں اس جہان مین کہ وقت عہد نشاط اجل ہے
ہمیشہ کھائی ہے جھوٹی قسمین سحر سی اپنی ہی زندگی کی

ستم اٹھائی و فانبا ہی سے شکایت اسکی نہین ہی ای دل
مگر بھلائی کی تو نے اوسسے امید رکھی بہت بری کی

نہ شامیانہ نہ شمع تربت نہ موج سبزہ نہ چادر گل
بلا نصیبون سے مل کی کیا کیا خراب مٹی ہے بیکسی کی

گئی نہ سوی حرم کسی دن نہ کام دیر مغان سی رکھا
سلامتی ہو اس شوق کی ہو نہین سے دونون کو بندگی کی

ہزار صدمی وستی فلک سے نے کبھی نہ ہنسنے سے باز آئے
ہمیشہ مثل لب جراحت خوشی نہو نی کی بھی خوشی کی

فنا نصیبون سے ایکدم بھی محال مشکل ہے ربط ہستی
شرار آتش سے کوئی پوچھو خلش ہوا ہی فسردگی کی

حسین مین جب تک ادا نہین ہی عبث ہین ظاہر کی ناک روغن
کہ حسن تصویر لاکھ رکھی طبیعت آتے نہین کسی کی

پسی جو برگ حنا تو کیا کیا ہوئی ہے سہو کا وہ فندق یار
عجب بہت رسے نے رنگ بدلا کسی کی بگڑی بنی کسی کی

اوڑا کی آخر برنگ نکہت سفیر بلبل کیا قفس مین

گلون کی دل مین جگہہ نپائی صبا نی آشفتہ خاطری کی

کسی توقع ہے فصلِ گل تک رہین کی تسلیم پارسا ہم ١٦

ابھی سی عذرِ گناہ توبہ تلاش مین ہے شکستگی کی ۲۲۷

نہ مانون گا مین صبا چمن مین گلی ہی اوسکو لگا گئی ہے

بسی ہی پوشاک بوی گل مین حیا سے بیتاب نازکی ہے

جو مجکو آنا ہو جلد آؤ کہ دم مین رخصت حیات کی ہے

گلی سے حسرت لگا رہی تھی امید صورت کو تک رہی ہے

پیئین نہ فصلِ بہار مین سے خدا کی ڈر سی شرابِ گلگون

یہی ہی واعظ جو شرطِ توبہ تو ایسی توبہ کو بندگی ہے

ہوین نہ گستاخ آرزو نی نعمت چانی پی دل کہایا

کوئی یہ پوچھو کہ تیغِ قاتل اجل نصیبون سی کیون کہنچی ہے

ہین کہ مطلب کی اپنی صورت وگرنہ شکل تصویر اس جہان مین

نہ دوستی ہے کسی سے مجکو کسیکو مجہ سی نہ دشمنی ہے

پہر آسئے ہو تم جو آہی جان نقاب اولٹو حجاب کیسا

کہ آج مین ہون کہ ساتہ میرے شریکِ تنہائی بیکسی ہے

چمن تک دیکھون بہارِ گلشن نسیم جدائی سی بہاگ رہا ہون

یہ آگ بہڑکی ہوئی ہے جبسے مری طبیعت بجہی ہوئی ہے

حباب آسا مری گرہ مین ہوا سے ہمپاس کے نہین کچہ

مجہی تعجب ہی گہات مین ہون ازل سی ہر دم شکستگی ہے

برنگِ تصویر نیک و بد سے جہان کے مین ہون کشیدہ خاطر

ہوا یہ ثابت کہ روح میری نہ دو نفس سے نہ تن سے ہے

گرا کے نظرون سے سنکے سب یون نہ بھول احسان غمزدون کا

یہ دل وہی ہی کہ جس مین ظالم تری تمنا سدا رہی ہے

لبِ عنادل مین گرمِ شیون قبائی گل ہے ہزار ٹکڑے

خبر نہین کیا خبر چمن مین نسیم آکر اوڑا گئی ہے

نصیب واشد ہوئی نہ ہوگی عبث ہی تدبیر چارہ گر کی

مری مقدر مین مثلِ گوہر ازل سے وابستگی لکھی ہے

بیانِ کیف و سرورِ مستی خبر یہ دیتا ہی مجکو زاہد

بہت نہین تو ضرور تو نی شراب دو چار گھونٹ پی ہے

وصال مین سے مری تمنا ہوئی نہ دلشاد وای قسمت

یقین نہو جسکو پوچھ دیکھے گواہ اوس گل کی نازکی ہے

ہزار پیری مٹا سپہ چلے ہے تپ محبت ہی دل مین باقی

ہنوز خاکستر کہن مین وہ آگ جو تھے دبی ہوئی ہے

۲۳ شراب ساقی پئین کہان تک کہ آج تسلیم کے طرح سے

گئے ہین خالی ہزارون ساغر ابھی طبیعت بھر ہوئی ہے ۲۴

شہادت مین حیاتِ خضر کی تاثیر ہوئی ہے

دمِ عیسے ہوای دامنِ شمشیر ہوئی ہے

صدا دیتی نہین زنجیر زورِ ناتوانی سے

خموشی کی گرفتاری مین بھی تاثیر ہوئی ہے

لبِ جانبخشِ جانان سی برابر ہو نہین سکتا

مسیحا کی مری وہ پھر تقریر ہوئی ہے

تلوّن سے نہیں شرطِ وفا اک حال پر اب تک
کبھی تقریر ہوتی ہے کبھی تحریر ہوتی ہے

کیا شیرین نے کیونکر ماتم فرہاد حیرت ہے
خدا وندا جہان میں ایسی بھی تقدیر ہوتی ہے

وہ حیران تھی چھوٹا ساتھ حیرانی کا مر کر بھی
ہماری خاک صرفِ گردۂ تصویر ہوتی ہے

نظر آتی ہیں جب خواب سے میں چونک اٹھتا ہوں
وہان بھی داغِ دل ناکامی تقدیر ہوتی ہے

عدم تو بھی چھٹ جاتا ہے تجھسے گام اوّل میں
سحر تجکو کہان او نالۂ شبگیر ہوتی ہے

وہی کر بھی دل چلنے کی عادت ہے مدفن
کوئی آہی ہماری خاک دامنگیر ہوتی ہے

نسیمِ باغِ جنت کے تمنا ہو تو کافر ہوں
ہوائے کوچۂ جانان کس لیے دلگیر ہوتی ہے

دلِ سوختہ جب بیٹھتا ہوں قطع کرتا ہے
بجھی کیا لاگ شمعِ بزم سے بھی گلگیر ہوتی ہے

بچا کر چشمِ دربان خاک نکلوں کنجِ زندان سے
کہ غمازِ رہائی پاؤن کی زنجیر ہوتی ہے

خبر کیا پوچھتی ہو اب بعضِ ہجر کی اپنی
کفن آیا ہوا ہے غسل کی تدبیر ہوتی ہے

مقرر کچھ صبا سے کہدیا ذوقِ اسیری نے
کہ موجِ بوئے سبزہ پاؤن کی زنجیر ہوتی ہے

دلوں کو اپنا کر لیتی ہیں کافر وہی باتو نہیں
عجب جادو بتانِ ہند کی تقریر ہوتی ہے

بگڑ جاتی ہے بنتی ہے بنائی سے بگڑتی ہے
تری ہی خانہ ویرانی عجب تعمیر ہوتی ہے

مٹایا تو جو انکو بہت اچھا کیا لیکن
کوئی اٹھکیلی ہنسی بھی بتِ بے پیر ہوتی ہے

کسی عالم میں ہو ان ہم مزاجی مجکو لازم ہے
مری ہستی پریشان خواب کی تعبیر ہوتی ہے

تعجب کیا خیالِ روئے جانان ہے اگر دل میں
کہ اکثر آئینے کی ساتھ اک تصویر ہوتی ہے

ستمگر کو نہ دیکھا پھولتی پھلتی جوانی میں
ہمیشہ بے ثمر شاخِ کمان تیر ہوتی ہے

اگر عذرِ حیا ہے دل میں قاتل کیوں نہیں آتا
کہ غم ہوتا ہے تیرا یا سنانِ تیر ہوتی ہے

زبانی ہے نفسی الہی عروسِ فکر کا جوبن
جوان ہوتی ہے اپنی تسلیم جب پیر ہوتی ہے

مخمسات

خمسہ بر غزل جناب فیض انتساب حضرت حکیم محمد مومن خان متخلص بہ مومن مغفور

رشک گلخن تپش دل سے ہی گلستان ہونگے
جل کی شمشاد چمن سرو چراغان ہونگے
جیتی جی شعلہ زن عالم امکان ہونگے
دفن جب خاک مین ہم سوختہ سامان ہونگے
فلس ماہی کی گل شمع شبستان ہونگے

شام سی چوتی ہی کیون تیرہ نصیبونکی لیے
پڑے رہین گے یہ کہین خاک مین جب ہی مرتے
بیخبر اپنی خبر لی کہ سحر ہوتے ہوئے
تو کہان جائی گی کچھ اپنا ٹھکانا کر لے
ہم تو کل خواب عدم مین شب ہجران ہونگے

کیا ہوا ہر جو چلی کیون جلسی یا دہ اتنا
کیون بلائین تو لیا کرتی ہی یا کر تنہا
دیکھ اک روز بنائین گی چمن مین سیدہا
ہم نکالین گے سن اے موج ہوا بل تیرا
اوسکی زلفون کی اگر بال پریشان ہونگے

جان پر دیدہ و دانستہ بلا کیونکر لون
جھپکی لگ جای سدا نیم ادا کو ترسون
کچھ تو ہی ہین جو نہین مانع خود بینی ناز
تاب نظارہ نہین آئینہ کیا دیکھنی دون
اور بنجائین گی تصویر جو حیران ہونگے

جیتی جی گر سی آنکھین جو چرائین گے کبھے
بھول کر چشمہ حیوان نہ جائین گے کبھے
حشر تک خضر کی جیتو نہین آئین گے کبھے
منت حضرت عیسیٰ نہ اوٹھائین گے کبھے
زندگی کی لیی شرمندۂ احسان ہونگے

پند بیجا سی ہی دل ہو نہ کب تک برہم
کوئی کبتک سنی بیکار نصیحت کی ستم

کس لیے ہای لگائی ہے یک بیک دم
ناصحا میں تو اتنا تو سمجھہ اپنی کہ ہم
لاکھہ نادان ہوئی کیا تجھسی بہی نادان ہونگے

شمعِ بالیں ہے نہ تربت پہ اگر کی بتی
بی نصیبوں کے لیے پہول کی چادر کیسے
داغ تو دیتی ہیں سینے میں مری مر کر بہی
غیر چہوڑا ہی لحد پر تری دل تفتہ کی
گل ہونگی شررِ آتشِ سوزاں ہونگے

یہ بہی سینے کی پی سیر و تماشا کہ نہیں
آخر انکا بہی کوئی ہوگا مداوا کہ نہیں
جیتی جی دیکھوں گا پابند بلا یا کہ نہیں
صبر یارب یہ بہی وحشت کا پڑیگا کہ نہیں
چارہ فرما بہی کبہی قیدیِ زنداں ہونگے

رات دن کہتی ہیں کیا ہمنشیں کی ہے ہوس
کفِ افسوس ملا کرتی ہیں مانندِ مگس
دیکھیے پہر دل بیتاب کے آتا ہے ترس
ایک ہم ہیں کہ ہوئی ایسی پشیمان کہ بس
ایک وہ ہیں کہ جنہیں چاہ کی ارمان ہونگے

ایک صورت یہ گہڑی بہر کبہی چلتی ہیں نہیں
سمجھوں کیا ننگِ جنوں جامہ دریکو میں جبیں
گرم نظارہ کہیں برقِ تبسم ہے کہیں
چاکِ پیرہنِ غنچہ ہی ہیں تقاضا ہے وہ نشیں
ایک میں کیا کہ سبہی چاکِ گریباں ہونگے

ہتہکڑی ہوگی نہ دور و زمیں بیڑی ہوگی
جوش میں راہِ بیابانِ جنوں لی ہوگی
توڑ کی ساتہی حداد کی پہینکی ہوگی
پہر بہار آئی وہی دشت نوردی ہوگی
پہر وہی پاؤں وہی خارِ بیاباں ہونگے

مرکی بہی زیرِ جگر ایک تماشا ہوگا
رنگ لائی گی بہارِ گل حسرت کیا کیا
دیکھنا آگی اگر دیں کبہی خصمِ عدا
داغِ دل گلشن گی تربت پہ مری چن لالا

یہ وہ اخگر نہیں جو خاک میں پنہان ہونگے

کر چکی توبہ کہ توبہ کی ہوئی رخصت دن — مثل تسلیم نہیں پیر سے پھرنا ممکن
ہوگا فقرہ کوئی اے زاہد تیرہ باطن — عمر ساری تو کٹی عشق بتان میں مومن

آخری وقت میں کیا خاک مسلمان ہونگے

مخمسہ بر غزل مولانا استاد نامی میر محمد اصغر علیخان نسیم شاگرد حکیم محمد مومن خان صاحب مرحوم

نوجوان ہیں وہ نہیں جو سیکڑون ارمان ہونگے — یہ سہی شام کو مانا کہ ہراسان ہونگے
بیحجابی کی دم صبح تو سامان ہونگے — وصل کی رات ہی آخر کبھی عریان ہونگے

میں پشیمان ہون تو کیا وہ نہ پشیمان ہونگے

دونون ہٹ ہی نئی دیکھیے کیسی ٹھہرے — کون ناکام رہے کسکی تمنا نکلے
دو گھڑی دن سے عجب طرح کا صدمہ ہے مجھے — شوق کہتا ہی کہ لوٹینگے مزے وصلت کے

درد کہتا ہی شریک شب ہجران ہونگے

اور مہمان نفس چند ہیں وحشت کے کرم — چھیڑ دامن کو ہنسا چاک قبا کو پیہم
رنگ خون کف پا سے سر جادہ ہر دم — شوخیان کرتی ہی جنون آج کہاں پھر کل ہم

خاک اوڑائیگی زمین دشت یہ ویران ہونگے

خوب عیار ہے تو باتیں بنا او ظالم — کس لیے آئیگا کیا کام ترا او ظالم
نہ سہی وعدہ بیداد وفا او ظالم — آپ جاؤنگا تو آ کہ نہ آ او ظالم

آج وہ دن ہی کہ مجھ پر مری احسان ہونگے

پیار کرتا ہی کسی کسکی گلی لیٹتا ہی — اب وہ میں ہون نہ شوق جگر فرسا ہی

گیا ملون خاک مین جی اور ملاجاتا ہی　　داغ جو روٹھا تو مناسے سہی کہین بنتا ہی

یہ ستم باعث حسرت تجھی یکجان ہونگے

چشم عاشق کو نہ ہمین کبھی تنہا خالی　　یہ نہین مثل حباب لب دریا خالی
کھدو پہر جائین لبی جوش تمنا خالی　　یان نہین جلوۂ جانان سہی ذرا جا خالی

اشک کر مری آنکھو نہین پشیمان ہونگے

ہنس لیے آتی ہی کچھ ہم اشک ستی دہوئی کے　　کنج تنہائی ہین چھپ چھپ کے صدا رونی کے
دہوم ہو جائی گی پیوند زمین ہونی کے　　تجھکو کردین گی خبر زیر لحد سونی کے

سر شکیتے ترے رہ پر مری ارمان ہونگے

غم نہین وہی ہمین صیاد ستمگر صد داغ　　چھوڑ کر کنج قفس جائین نہین اتنا دماغ
اب مبارک رہی مرغان نواسنج کو باغ　　خانہ زادونکو کہان قید محبت سے فراغ

ہم وہ بلبل ہین نہین خاک گلستان ہونگے

اپنو سنتے نہین لیتی عوض ادا عاشق کے　　کہتے ہو شکل دکہائی نہ خدا عاشق کے
خون رونگی محبت مین سدا عاشق کے　　یاد آئی گی پس مرگ وفا عاشق کے

حال کہلجای گا جب خاک مین پنہان ہونگے

صبر صبر کہ رخصت سے کوئی دم مین شباب　　پھر کہان حسن کے بازار مین نیئنو حساب
اور کبھی دو رسہی قہر و غضب ناز و عتاب　　تا جوانی ہی گرانی نہو ای دل بیتاب

پھر تو بوسی لب جان بخش کی ارزان ہونگے

قتل سی کیون جلی باتین ہی اتنا قاتل　　ڈر ہی مجکو کہین شادی ہی نہو غم حاصل
کہدی ہمدرد ذرا جا کی پیام بسمل　　گریہ انجام تبسم ہی نہ ہنس او غافل

خون مین کی ہی زخم جو خندان ہونگے

شوقِ پابوسیِ استاد اگر ہی تسلیم
کہہ گئی ہین یہ ہم عصر رخصتِ جان وقتِ تقسیم
اہل سو گل وہ ہین ہونگی کسی عالم مین مقیم
طوفِ ہر نخل کرینگی صفتِ گرد نسیم

ہم مین گر بھی قربانِ گلستان ہونگے

ایضاً

جتنا گھڑی گھڑی کل وسی بھلا ہی دینگی
تنگ آ کی زندگی کا جھگڑا مٹا ہی دینگی
وہ بات ہم کرینگی تمکو رولا ہی دینگی
رشکِ عدو مین دیکھو جان تک گنوا ہی دینگی

لو جھوٹ جانتی ہو اک دن دکھا ہی دینگی

پامال کیا کرینگی وہ شوخ و شنگ ہو کر
ترسین گی دیکھنی کو حیرت سی دنگ ہو کر
لائین گی رنگ ایسا اک روز تنگ ہو کر
اوڑ جائین گی جہان سی عاشق کا رنگ ہو کر

نقشِ قدم نہین ہین جسکو مٹا ہی دینگی

فریاد بیکسی ہین وہ کین گی کسکو دربان
دیکھین گی رنگِ محفل سب کی نظر سی پنہان
آئین گی سر پہ کہا کی حسرت نصیب و حیران
آواز کی طرح سی بیٹھین گی آج ای جان

دیکھین تو آپ کیونکر ہمکو اوٹھا ہی دینگی

اک ہم ہین جس سی ہر دم نفرت کی گفتگو ہی
کہتی ہین بخت اسکو کیا دھوم کو بکو ہی
رنجش گھڑی گھڑی ہی دشنام و بد دہی ہی
غیرونکی جستجو ہی ہر وقت آرزو ہی

یہ یاد وہ نہین ہی جسکو بھلا ہی دینگی

کیونکر خبر کرین ہم داغِ نہان سی اپنے
فانوسِ شمع روشن سب ہی عیان سی اپنے
پڑتی ہین لب پہ چھالے سوزِ نہان سی اپنے
شعلے نکل رہی ہین ہر استخوان سی اپنے

یہ اک وہ نہین ہی جسکو سمجھا ہی دینگے

تصویر کیطرح ہم اوس شوخ کی ویران ہین
حیرت سی لب پہ اپنے گرہی سہار فغان ہین
کیون گل گدا کی ناحق احباب خندہ جو ہین
خاموش گفتگو ہین افسردہ آرزو ہین
وہ دل نہین ہمارا جسکو ہنسا ہی دینگے

تسلیم کیطرح ہون راحت نصیب منزل
رکھتی ہین ولیکن ہم ایسی بہیان باطل
بیکار کاوشون سی ہوتا ہی خاک حاصل
اونکی گلی سی جانا اب ہی نسیم مشکل
ہون اشک اوفتادہ کیونکر اوٹھا ہی دینگے

مخمس غزل ماہر فن نادرہ سخن ملک الشعرا جناب شیخ محمد ابراہیم ذوق دہلوی

اپنی ہمت پہ ہم مغرور ہون ہمت والے
بیحقیقت ہمہی سمجھین نہ حقیقت والے
کچھ مقدر تو نہین حشمت و شوکت والے
کیا غرض لاکھ خدائی مین ہون دولت والے
اونکا بندہ ہون جو بندی ہین محبت والے

تہمت بیدی سی فرصت کسی صورت نہ ملی
رفتہ رفتہ یہ مری شوق کی نوبت پہونچی
خط جو لکھواتا ہون اس زخطونکو مین کبہی
ہای ہی حسرت بیمار مری ہای کو بہی
لکھتی ہین ہاے دوچشمی سی کتابت والے

جیتی جی ہین یا گوگہڑی بہر فرصت
کوئی دم فکر طلب سی نہین حاصل راحت
غیر ممکن کہ ترقی سی بڑہی کم نیت
حرص کی پہیلتی ہین پاؤن بقدر وسعت
تنگ ہی رہتی ہین دنیا مین فراغت والے

جیتی جی سب تہی شریک غم و محنت آزار
ہمدم و ہمسخن و مونس و یار و غمخوار
پس مردن یہ ہوا بیکس و تنہا ناچار
نہین جز شمع مجاور مری بالین مزار

نہیں جز کثرت پروانہ زیارت والے

شکل تصویر ہیں کہتی نہیں کوئی خواہش
اپنی مرضی ہی ہے جو تری مرضی خواہش
حرص کہتی ہیں کسی ہر ہیں کیسی خواہش
نہ ستم کا کبھی شکوہ نہ کرم کی خواہش
دیکھہ تو ہم ہی ہیں کیا صبر و قناعت والے

لیلی و قیس تھے برگشتہ مقدر دونون
نہ ہوئی صاف کسی طرح گھڑی بھر دونون
نجد میں خاک اوڑاتی پھری اکثر دونون
رہی جون شیشۂ ساعت وہ مکدر دونون
کبھی مل ہی گئی دو دل جو کدورت والے

چشم بیمار تری دشمن آرام و شفا
کھائی جاتی ہیں مری جان جتن ہین بہر خدا
لب جان بخش سی اعجاز مسیحا پیدا
تو بچا جای تو اے درد محبت کی دوا
میری ہمدرد ہون بیدرد نصیحت والے

اسقدر شعلہ فشان ہے اثر سوز و گداز
بسیجون کیا خط تجھی ای گرم ادا آفت ناز
ہر سر موسی ہویدا ہے شرر کا انداز
چھوڑ دیتی ہیں قلم جون قلم آتشباز
میری شرح تپش دل کی کتابت والے

خضر کا نام و نشان ہے نہ مسیحا کا پتا
خوش کبھی انکو خدا جی تو بہلتا ہے مرا
سر بالین نہیں اب ایک بھی جیتا مرتا
کبھی افسوس ہے آتا کبھی رونا آتا
دل بیمار کی ہیں دو ہی عیادت والے

ہی تری بستر غم پر بت بیرحم و وفا
کبھی افسانہ حسرت کبھی غم کا قصا
کیا کہیں کرتی ہیں کس طرح بسر صبح و مسا
دلسی کچھ کہتی ہیں ہم جیسے ہی کچھ کہتا
دونون اک حال ہیں ہیں رنج و مصیبت والے

شتّل تسلیم ندو ہاتھ دہن میں انڈیوق
کس لیے سنکے ہو تم رنج و محن میں انڈیوق
کہنی و جو کبھی گہر بیٹھی وطن میں انڈیوق
نازہی گل کو نزاکت پہ چمن میں انڈیوق
اسنے دیکھے ہی نہیں ناز و نزاکت والے

مخمس غزل فخر شعرای روزگار مشہور مصار و دیار جناب نواب اسد اللہ خان غالب رح

بی اصل ہی نیرنگ جہانکا مری آگی
اک شعبدہ ہی دہر کا نقشا مری آگی
دہوکا ہی طلسمِ تہ و بالا مری آگی
بازیچۂ اطفال ہی دنیا مری آگی
ہوتا ہی شب و روز تماشا مری آگے

رہتا ہی مجھی بخت سے شکوا تری پیچھی
وحشت سی نہیں آسمیں آتا تری پیچھی
دیتا ہی غم اموت کا جینا تری پیچھی
مت پوچھ کہ کیا حال ہی میرا تری پیچھی
تو دیکھ کہ کیا رنگ ہی تیرا مری آگے

ہو نخاک نہیں خاک کو رتبا مری ہوتی
کوئی ہو کبھی رنج نہیں کرتا مری ہوتے
سب کچھ ہی مگر کچھ نہیں جیتا مری ہوتے
ہوتا ہی نہاں گرد میں صحرا مری ہوتے
گھستا ہی جبیں خاک پہ دریا مری آگے

ہوں شام سی ہی میں فکرِ صبوحی میں گرفتار
منگوائی شیشی ہی خوش رنگ کی دو چار
کسکو سرِ معنی ہی کہاں لذتِ اشعار
پھر دیکھیئی اندازِ گل افشانی گفتار
رکھ دی کوئی پیمانۂ صہبا مری آگے

جب نام عدو کا اسلئی کہتا ہوں کہ اچہا
کچھ اور بھی بستا ہی بگڑتا مری دل کا
منظور ہی جو چاہیں کہیں ذکر احبا
نفرت کا گماں گذرتا ہی میں رشک سی گذرا
کیونکر کہوں لو نام نہ انکا مری آگے

اک تو ہی کہ اپنا نہیں ہوتا ثابت خرد و کلام
ورنہ مری قائل ہیں بیانی کی دلارام
اعجاز کی باتیں ہیں کسی آیات کی پیغام
عاشق ہوں یہ معشوق فریبی ہے مرا کام
مجنوں کو برا کہتی ہے لیلیٰ مرے آگے

مرتا تو ہوں اب کیوں دم آخر یہ ستم ہے
کس واسطے یارو یہ غضب جای کرم ہے
تسکین تو کوئی دم عوض یاس و الم ہے
گو ہاتھ کو جنبش نہیں آنکھوں میں تو دم ہے
رہنے دو ابھی ساغر و مینا مرے آگے

ہذیان ہے سخندانی سحبان مرے نزدیک
تسبیح ہیں خاقانی و خاقان مرے نزدیک
ہر مشکل دشوار ہے آسان مرے نزدیک
اک کھیل ہے اورنگ سلیماں مرے نزدیک
اک بات ہے اعجاز مسیحا مرے آگے

اے آہ وآئی نہ کہانتک مجھے غصّا
کبتک میں کروں صبر کہانتک ہوں چپکا
مشہور ہے تسلیم کے مانند ہمیشا
ہم پیشہ و ہم مشرب و ہمراز ہے میرا
غالب کو برا کیوں کہو اچھا مرے آگے

مخمس غزل سر آمد شعرای زمان مستند سخنوران جہان جناب شیخ امام بخش ناسخ

زندگی میں موت کا موجود ساماں چاہیے
تختۂ تابوت سے تخت سلیماں چاہیے
خود فراموشی نہ ایسی بہر جہاں چاہیے
کچھ عدم کا بھی خیال اے دل تجھے یاں چاہیے
گو عزیز مصر ہے پر یاد کنعاں چاہیے

دیدۂ تر ہیں جنوں میں مری رونی کی لیے
ہجر میں پا آبرو گئی پھوٹی کی لیے
کیا کروں داغ دل غمناک ہونی کی لیے
کوچۂ دلدار کی حسرت میں تنی کی لیے
پاؤں کو اب آبلے کی چشم گریاں چاہیے

کیا کہوں کس واسطے ہوں میں پریشان مثل صبح
بے سبب انہیں ہای چرخ گردان مثل صبح
داغ سوزان کس لیے ہیں پیرہن ما مثل صبح
چاک کرتا ہوں جو میں جیب گریبان مثل صبح
اک پر پرو غیرت خورشید تابان چاہیے

چاہتی ہے وہ دریا جسمیں ہون سب بے نشان
شوق ساحل میں نئی وحشت ہے ہیں بے زبان
گردش گرداب ہیں موج و فلک باد بان
دمبدم کہتی ہے میری کشتیٔ عمر روان
مجھکو اب خنجر قاتل کا طوفان چاہیے

وای قسمت کے مرے بھی موتی کا ارمان دل میں ہے
کیا کہوں کیا چاہتا ہوں کیا مری جان دل میں ہے
الفت ساقی بھر آلودہ پنہان دل میں ہے
حسرت نظارۂ زلف پریشان دل میں ہے
بہر تسکین گور میں کچھ مار پیچان چاہیے

کیا بھروسا زندگی کا عالم فانی میں ہے
کھینچ تیغ ظلم کیوں تا خیر بیرحمی میں ہے
صورت ہمزاد ہر دم مرگ ہمراہی میں ہے
عمر گذری روتی روتی ہنس لیں اب جی میں ہے
میری منہ پر کوئی قاتل زخم خندان چاہیے

کیا کریں فہمیں میں رنگ غم پنہان کے صدف
وصف کے قابل ہیں اپنے دیدۂ گریان کے صدف
عمر بھر دیکھی نہیں ہمنی اس عنوان کے صدف
ورد مژگان کے زبانی ہیں لب جانان کے صدف
اشک خون کی چشم کو تسبیح مرجان چاہیے

آج ہی منظور تکلیف جنون کا امتحان
شہر کی گلیوں میں ممکن اسقدر بہتر کہان
سنگ باران کی ہوس ہے دلمیں زیر آسمان
سنگریزے ہی لیچلوں چن چنکی بہر کودکان
عاریتاً ہی کوہ مجھ وحشی کو دامان چاہیے

وہ امنگیں وہ جوانی وہ تقاضای وصال
اب کہان ممکن کہ سب رخصت ہوئے وقت زوال

اب تو یہ رونا پڑا ہی کیا کرون اے ذوالجلال	آگیا پیری مین اوسکی عشوہ لب کا خیال
ہو نہ ہو ناکاٹون کیطرح حسرت سے دندان چاہیے	
دیکھی کیونکر ہو زیر آسمان اپنی بسر	ہر گھڑی سیدا شرقی پر ہی جست اوج پر
ہمت دیوانگی ہی کیون عبث ہین چشم تر	پنجہ خورشید کو کافی ہی اک جیب سحر
روز یان دست جنون کو سو گریبان چاہیے	
برہمن ہو یا ہمین یا ہو زاہد بیت الحرام	طالب عقبی مخنث ہین نہ لی تسلیم نام
کیون نہ سمجھی صحبت ارباب دولت کو حرام	طالب دنیا مونث ہین بھلا کیا انکا کلام
مرد ہی ناسخ کو عشق شاہ مردان چاہیے	

مخمس غزل امجد کرم بیانی یکہ تاز میدان شعلہ زبانی جناب خواجہ حیدر علی آتش

سدا آتی ہین غیب سے ان لبی کیسی	بیان کرتی ہین چمن بیان کیسی کیسی
تہکاتی ہین کام و زبان کیسی کیسی	دہن پر ہین اونکی گمان کیسی کیسی
کلام آتی ہین درمیان کیسی کیسی	
بہار آکی جوبن دکہاتی ہی کیا کیا	خزان شرم سی منہ چہپاتی ہی کیا کیا
صبا ہوش بلبل اڑاتی ہی کیا کیا	زمین چمن گل کہلاتی ہی کیا کیا
بدلتا ہی رنگ آسمان کیسی کیسی	
قتیلون کے جب سے سنے مرتبے ہین	ہزارون گلستان ہین بسمل بنی ہین
لگاکر لہو پیرہن تر کئے ہین	تمہاری شہیدون مین داخل ہوئی ہین
گل و لالہ و ارغوان کیسی کیسی	
ارادی خراباتیون کی بڑہی ہمت	برابر ہی لالہ کون پی رہی ہین

امنگون سے ہے جوشِ مستی مزی ہین | بہار آئی ہی نشہ مین جھومتی ہین

مریدانِ پیرِ مغان کیسے کیسے

بیان کیا کرون اوسکی بیرحمیونکا | رہی دل کی دل ہی مین سبکی تمنا
خدا جانی کیا دشمنون نی پڑہایا | نہ مڑکر بہی بیدرد قاتل نی دیکھا

تڑپتے رہے نیمجان کیسے کیسے

دمِ چند تہا دورِ دورا وہ سارا | کہان روم و ایران کی پہر لشکر آرا
پسِ مرگ دیکھا ہوا آشکارا | نہ گورِ سکندر نہ ہی قبرِ دارا

مٹے نامیون کی نشان کیسے کیسے

نہ ظلمت سفیدی نہ شام و سحر ہے | نہ شب کا اثر ہی نہ دن کا گذر ہے
نہ اپنا نہ بیگانہ پیشِ نظر ہے | دل و دیدہ اہلِ عالم مین گہر ہے

تمہاری لیی ہین مکان کیسی کیسے

جدائی کی صدمے نے محبت کے قربان | رفیقونکی حسرات کیا کیا ہین احسان
ذرا دیکھہ تو آکی او دشمنِ جان | غم و غصہ و درد و اندوہ و حرمان

ہماری بہی ہین مہربان کیسے کیسے

یہان سی عدم تک ہزارون تہی رہزن | دل و جان و اسلام و ایمان کی دشمن
وطن کو گیا کون بی چاک دامن | عجب کیا چہٹا روحسے جامۂ تن

لٹے راہ مین کاروان کیسی کیسے

بشر کے لیے ناسپاسی ستم ہے | سکوت آگی منعم کی تسلیم ہے
بہت خوب ارشادِ آتش رقم ہے | کری جسقدر شکرِ نعمت وہ کم ہے

مزی لوٹتی ہی زبان کیسے کیسے

بعون صناع مکین و مکان و فضل خلاق زمین و زمان



مطبع منشی نولکشور میں طبع ہوا



بسم اللہ الرحمن الرحیم

شگاف کلکِ رنگین خندہ زن ہی | مبارکباد آغازِ سخن ہے
اوترتی ہین مضامین آسمان سے | عیان ہی شوکتِ رفعت بیان سے
بھری ہی بی نیازی مدعا مین | سرِ تمکین ہی عرضِ التجا مین
بڑہی ہی ناتمامی گفتگو سے | مرا مطلب سوا ہی آرزو سے
خیال آئینہ حیرت فزا ہی | زبان مصروفِ حمدِ کبریا ہی
بنایا جسنے منقش بوستان کو | کفِ جلاد برگِ ارغوان کو
لکہا ہر صفحۂ اوراقِ گل پر | شہادت نامۂ بلبل سراسر
عطا کی داغِ لالہ کو سیاہی | سراپا صورتِ مُہرِ گواہی
ہنسی لب پر جگر مین زخم کاری | دیا غنچے کو پاسِ پردہ داری
پی مینو شے دردِ نہفتہ | دیا پیمانۂ زخمِ شگفتہ
شہیدون کو طلسم نو دکہایا | ہنسا کر زخمِ تن کو خون رلایا
رگِ بسمل کیا تارِ نظر کو | سکہایا رقصِ بیتابی جگر کو

دلِ عاشق کو بخشا خاک ہونا / گریبان کو سکھایا چاک ہونا
کہ ریزی کہین کی چشمِ تر سے / بھری دامن کہین لختِ جگر سے
حیا غنچون کو دی رازِ نہان کی / عنادل کو ہوس بخشی فغان کی
کہین ہے جلوہ گر حسنِ حسین مین / کہین ہے خاطرِ اندوہگین مین
نہان و آشکارا جلوہ گر ہے / کہین نکہت کہین گلبرگِ تر ہے
غرض ہر رنگ مین ہے رنگ اسکا / رہا حیرت فروشِ چشمِ انسان
شہِ لولاک نے رو رو کے اکثر / کیا ارشاد لا احصی یہان پر
بھلا ہم کیا حقیقت کیا ہمارے / کہین حمد و ثنای ذاتِ باری
مناسب ہے خموشی آشنا ہون / شریکِ اختصارِ مدعا ہون
زیادہ وہم سے حمدِ صمد ہے / خرد مجروحِ تیغِ دستِ رد ہے
دعا مانگین کرین قصدا اور کچھ ہم / کہین احباب آمین دل کی باہم
تمنا کا ہے خالی دستِ رنگین / پہنا دین خاتمِ ختمِ مضامین

نالۂ چند دعای عاشقانہ

الٰہی دی زبانِ نکہت ادا نے / دکھاؤن جلوۂ حسنِ معانی
اجازت خواہ لطفِ گفتگو ہے / خموشی بہر رخصت روبرو ہے
نظر لوثِ سخن سے پارسا ہی / ابھی نادیدہ حسنِ مدعا ہی
حریفِ نالۂ بیدا دہون مین / شریکِ صحبتِ فریاد ہون مین
دلِ مشتاق پابندِ الم ہے / نفس تارِ کمندِ صیدِ غم ہے
سحاب آسا عطا کر چشمِ گریان / مصیبت زادہ آغوشِ طوفان

برنگ ابر تر رویا کرون مین
سدا داغ جگر دھویا کرون مین

تپش دی نالۂ جان حزین مین
اثر دی دودِ آہِ آتشین مین

رہی بیداریون کا حفظ آداب
نہون آنکھین کبھی منت کش خواب

نہ کم ہو التفات بیقرار سے
رہی تازہ خراشِ دلفگار سے

خدایی دوست رکھ ہر دم مزاجی
برنگِ برق دی شعلہ مزاجی

نہ کم ہو کوئی دم سامانِ سودا
رہی سرمنزلِ احسانِ سودا

عطا کر سلسلہ زلفِ پری سے
تعلق دی پریشان خاطری سے

جنون پرورد دی آشوبِ جولانے
ہوا خواہِ بلای ناگھانے

برای چاک دی دامن اگر دے
نہ بھر التجای سیم و زر دے

رہی دستِ جنون ہر لحظہ چالاک
کبھی سینہ کبھی دامن رہی چاک

ترقی پر رہے شوقِ اسیری
رہی وحشت کو پاسِ دستگیری

فلک کو لذتِ ذوقِ جفا سے
نہ دون فرصت تقاضای بلا سے

رہون مین مائلِ کافر ادائی
کہان تک پارسائی پارسائی

جبین سا خدمتِ پیر مغان مین
رہون جب تک رہون دیرِ جہان مین

ٹھہرای شوقِ عرضِ عاشقانہ
کہان تک وقفِ لب غم کا فسانہ

سنا دو چار شعر ایسی خدارا
کہ جس سے مغفرت کا ہو سہارا

جنابِ کبریا مین رو کی دنرات
پڑھا کر صدقِ دل سی یہ مناجات

خدایا مثلِ کلکِ سینہ افگار
سیہ رو ہون سیہ دل ہون سیہ کار

بسر ہوتی ہی بیجا زندگانے
بلای جان ہی آشوبِ جوانے

کوئی فعلِ نکو یون ایسا نہین ہے | عمل مین اپنے جو آتا نہین ہے

گذرتے ہین عجب غفلت مین اوقات | دریغا حسرتا ہیہات ہیہات

بحائطِ بندگی جاتا رہا ہے | سرِ نخوت نے دل مین گھر کیا ہے

گمان و وہم و جانِ دردمند | یہ سب ہین شانِ شیطانی سی لبریز

اگر چاہے یہ نفسِ کفر شیدا | مری سالبے سی ہو ابلیس پیدا

پشیمان خستہ آوارہ جگر خون | تری درگاہ مین حاضر ہوا ہون

نگاہِ رحم سی فرما اشارا | دلِ مضطر کو ہو کچھ تو سہارا

لبِ مایوس مین خندان طرب سے | نہ گریان دیدۂ پرخون ہو اب سے

تمناؤن کو دل مین شاد پاؤن | جگر کو جان کو آباد پاؤن

خجل ہو دیکھکر مغرور زاہد | مری محفل سی بیٹھی دور زاہد

سوا تیری مرا کوئی نہین ہے | غلط ہے آسرا کوئی نہین ہے

تری رحمت تری گر پردہ داری | مری بگڑی ہوئی بنجای ساری

بہت کچھ آرزو رکھتا ہون دل مین | ہزارون گفتگو رکھتا ہون دل مین

جو سُن لی ایک بھی تو رحم کہاکے | نکل جائین سب ارمان مدعا کے

غمِ ہستی و مرگ و قبر و محشر | یہ سب ہوجائین مضطر سی باہر

خلیل آسا جہنم باغ ہو جاے | گلِ فردوس وہ کالا داغ ہو جاے

ضعیفی مین شبابِ آرزو ہو | بہارِ ہشت جنت رنگ و بو ہو

اُمنگون پہ دل افسردہ آے | جوانی کی مزی پیری کہاے

بڑہی ارمان سینی کی جلیسی ہمت | گھٹی غم جسطرح مسکان کی نکہت

سراپا عجز بن جاؤں خوشی سے — کہوں تا ہر دم صبا کہ باوجی سے

صبا ہو تو اگر نا مہربان ہو — ہر اک ذرہ بلائے جسم و جان ہو

تو تجہیب جو ہو نا اہل ستم کو — صبا تا سون بنا دے نیست ہم کو

زبان و دست و پا سب دین گواہی — اوٹھاؤں تا ابد بار تباہی

جہنم ہو عذاب آتشین ہو — گرفتار بلا جان حزین ہو

سنے کوئی نہ فریاد جگر کو — نظر آئی نہ جز شعلہ نظر کو

عزیز و خویش و احباب یگانہ — کریں تیر ملامت کا نشانہ

نہ سمجھیں اضطراب بیکسی کو — دکھائیں ضرو دین بے اوجی کو

یقین صدق و سر بلا ہے گمان میں — مزا ہو کون حامی دو جہان میں

کہوں اوس وقت کس سے اپنے جی کی — کسی پروا ہو میری بیکسی کی

سوا اسکی کہ تو ہی مہربان ہو — تری کہنی ہی کہنی میں بیان ہو

پکاروں ای خداوند یگانہ — کرم گستر خطا بخش زمانہ

تری رحمت پہ ہی ناز آرزو کو — وفا کر وعدۂ لا تقنطو کو

سنا ارباب محشر سے بصد ناز — مبارکباد آزادی کی آواز

بس اے تسلیم ترک التجا کر — خموشی کو بیان مدعا کر

بہت کچھ کر چکا فریاد و ماتم — کہاں تک حسرت اعدائے عالم

بھرا ہے جوش عرض نعت لب میں — زبان بھولی خطاب با ادب میں

طرب انگیز ذکر مصطفیٰ سے — دہن پیمانۂ آب بقا سے

شفاعت طلبی بجناب نعت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

سنبھل ای خامۂ مستانہ رفتار
چہ عالم او رہی رہنا خبردار

عوض نقطوں کی ہیں یہ کہ جبین ہے
تمنا کو ادب سے کہا [illegible]

نیا طرز ہے اندازِ سخن کا
مگر کچھ ادب سے [illegible]

شرف قصہ اقبال مدعا ہی
ہر اک مضمون رسالت آشنا ہی

ابھی آیا تھا اسکا نام لب پر
کہ دل بیتاب تھا سینے سے باہر

محبت نے کیا دیوانہ مجھکو
بنایا عاشقِ افسانہ مجھکو

ہو وے نطق ہی رنجِ دہن میں
سکوتِ راز ہی پنہان سخن میں

نہایت اوج پہ فکرِ رسا ہے
صریرِ کلک شورِ مرحبا ہے

عیاں ہوتا ہی مضمون عجب سے
غرض ہی ذکر سلطانِ عرب سے

محمد نام پہ جنگی میں قربان
دل و جان و جگر کی فدا جان

ہوئی وہ جیسی ہو فوقِ نقش مستی
بلندی چوستی ہی پایِ پستی

جمالِ پاک سی کیا قرب کیا وہ
دو عالم ہو گیا پیدا نور

کبھی گر سیرِ نزہت گاہ ہوتی
نسیمِ خلد فرشِ راہ ہوتی

گذرتی جس طرف نکہت کی صورت
مہکتی وہ گلی جنت کی صورت

وہ گیسوی عنبر تابشانہ
سراپا شام صبح عید شانہ

عیاں نورِ خدا حسنِ جبین سی
مشابہ لوحِ قرآنِ مبین کی

دو ابرو مثلِ دو شمشیر خونخوار
پی قتل و پناہِ کفر و دیندار

بہم آغوشِ صبا آنکھین وہ بالکل
برنگِ نکہت و گل نشا و نمو

تو ابرو خط نیمے ہویدا
ہمیشہ مست بلبل جیسے شیدا

خط و رخسار کا عالم جیسا تھا ۔ کبھی تو رحل پہ قرآن رکھا تھا
دہن تھا گنج اسرار نہانے ۔ زبان مفتاح قفل راز دانے
چمک دندان مین افزون مہر و مہ سے ۔ یہ ثابت ہی جناب عائشہ سے
کہ دامن سی سوئی اقدس مین کہا تھا ۔ سدا صلّ اللہ سی بھرا تھا
سحر ہوتی جبین سے نقش پا تک ۔ خدا کی شان تھا ہر عضو بیشک
سراپا تھے وہ منظور خدا کے ۔ نظر پروردہ نور خدا کے
دیا چوند اعجاز قدم سے ۔ سواد کفر کو شام عدم سے
سنا ہی جیسی شور کوس آہستے ۔ خرابی زا ہی لطف بت پرستے
یہ کیا ہمدم تری خاطر مین آیا ۔ کہ پیدا کیون نتھا حضرت کا سایا
وہ خود تھے سایۂ اللہ اکبر ۔ نمایان سایہ سی سایہ ہو کیونکر
ہوا منظور جسم خدا کو ۔ کہ دیکھون اپنی حسن جانفزا کو
بتائی ذات احمد آئینہ دار ۔ ہوا خود عکس کی بدلے نمودار
یہان کچھ اور ہی رمز سخن ہے ۔ کہون کیا مین ادب قفل دہن ہے
محمد مظہر نور خدا ہین ۔ محمد راز دار کبریا ہین
محمد ہین سبب کون و مکان کے ۔ محمد فخر ہین دونون جہان کے
گذرتے تھی جدھر وہ رشک شمشاد ۔ ہر اک نقش قدم تھا جنت آباد
ہوئی جیسے وہ نور ایزد پاک ۔ تجلی بخش وہی عالم پاک
شرف امت کو ہی روح الامین پر ۔ زمین کو ناز ہے عرش برین پر
نہین اونکی محبت جسکی دل مین ۔ پھنسا ہی صورت خر آب و گل مین

میں کیا ہوں جو کروں الفت کا دعوی
ولی ہان ہی عقیدہ تو یہ میرا

کہ اک نقش کف پای نبی ہوں
غبار راہ حب علی ہوں

بحمد اللہ طفیل حسن تقصیر
خوشا قسمت ہی حرف عشق شبیر

میں کوثر تک بھی جاؤں گا کہتا
کہ ہوں کشتہ غم آل عبا کا

صحابہ سی نہیں انکار مجھ کو
زبان کیا دل سی ہی اقرار مجھکو

سکۂ نو رواج داد اقلیم سخن بمدح حضرت ابو المنصور ناصر الدین سکندر جاہ عالم پناہ قیصر زمان سلطان عالم محمد واجد علی بادشاہ خلد اللہ ملکہ و سلطنتہ

کہاں ہی ساقی مہوش ادھر آ
سبو شیشہ صراحی سامنے لا

نشاط افزا ہجوم آرزو ہے
طرب انگیز لطف گفتگو ہے

زبان لب کو الفاظ و معانی
سناتے ہیں نوید خوش بیانی

جگر میں جوش مضمون موجزن ہی
دہن گرداب دریای سخن ہی

رہی کیونکر ہوس بیہوش دل میں
خزانے لا رہا ہی جوش دل میں

جوانی مستیاں دکھلا رہی ہی
امنگو پر طبیعت آ رہی ہی

اثر سے جلوہ گر حسن امل میں
عروس کامرانی ہی بغل میں

لب ساغر ہیں لب ساغر دہان ہی
زبان موج می اپنی زبان ہی

بہار مدح پیدا ہی رقم سی
گل تعریف کھلتی ہیں قلم سی

ادب فرمای قصد دل ہی ہر دم
خیال مدحت سلطان عالم

شہ واجد علی ظل الٰہی
طراز مسند صاحب کلاہی

گلِ رنگینِ بہارِ اوجِ بینش
نسیمِ سبزہ زارِ آفرینش

زبارِ نگاہِ چشمِ اہلِ ادراک
فرشتے کی طرح ہر عیب سے پاک

زمینِ لکھنؤ فیضِ قدم سے
زیادہ عیش پرور ہے ارم سے

جبین سا ہے جو سنگِ آستان پر
دماغِ مدعا ہے آسمان پر

درِ دولتسرا وقفِ ملک ہے
زمین ہمسایۂ صحنِ فلک ہے

شجاعت قبلۂ نخوت پرستان
سخاوت دستگیرِ تنگدستان

عدو گر بطنِ مادر مین جگہ لے
بنے تابوت گہوارے سے پہلے

تصور مین اگر ہو تیغ افگن
اجل کو غصہ سمجھے بہرِ دشمن

عتاب آلودہ گر چینِ جبین ہو
پریدہ رنگِ روی شاہِ چین ہو

یہانتک ریزشِ دستِ کرم ہے
گدا ہمرتبۂ فغفور و جم ہے

بہم بخشش جو دیکھے صرفِ احسان
بڑھا ہے دستِ شلِ تصویرِ بیجان

جفا ایسی ہوا خواہِ عدم ہے
ستم کا نام بھی لینا ستم ہے

حضورِ خسروِ عالم جوشِ غضب سے
زبانِ شعلہ ہے لرزان ادب سے

اگر شیشہ بھی گرتا ہے تو پھر
صدای الامان دیتا ہے ڈر کر

کوئی گر نام لے چنگیز خان کا
اتر جاتا ہے تیغِ زبان کا

عدالت آشنا ہے طبعِ عالی
جہان ہے فتنۂ ظالم سے خالی

ہوئی رخصت دلون سے نامرادی
لبون پہ ہے مبارکبادِ شادی

طرب ہنگامہ آرای جگت ہے
تماشا وقفِ سامانِ نظر ہے

لیے پھرتا ہے ہر مست اس عمل مین
صراحی ہاتھ مین شیشہ بغل مین

نہیں ہی کوئی دنیا میں جگر چاک
مگر یاں کلکِ تسلیم المناک

ہوا خواہِ جفائی و انگارے
غبارِ کوچۂ بی اعتبارے

گرفتارِ بلا ہر چار سو سے
شکستہ دل فریبِ آرزو سے

برنگِ شمع رکہتا ہی زبان لال
سکوتِ مدعا ہی عرضِ احوال

ادب ہی کلکِ مجھ خود فروشے
نہیں لازم یہ شوخی گرمجوشے

ادا کر سجدۂ خدمت گزاری
بہت اچہی نہیں گستاخکاری

سرِ آغازِ ختمِ مدعا ہے
زبان منت کشِ حرفِ دعا ہے

خداوندا ہی جبتک زیبِ ہستی
زمین و آسمان کی اوج و پستی

تنِ دشمن رہی مدفون تہِ خاک
رہے سلطانِ عالم سر بر افلاک

بوصفِ مقبول الدولہ میرزا احمد مہدی علیخان بہادر قبول یابیِ سخن را باوجِ علو ارزانی ایں

جہکا سا تہے سرِ جام و سبو کو
تسلی دوں کہاں تک آرزو کو

اجازت ہو چکی پیرِ مغان سے
چکان ہے ابرِ رحمت آسمان سے

سخن پیرا ہو گر بارِ خاطر
سناؤں کچھہ تجہی اظہارِ خاطر

کہ اک دن حسرتِ پابوسِ استاد
ہوئی نشتر فروشِ جانِ ناشاد

سوِ دولت تمنا رہنما تہے
سعادت جلوہ بخشِ مدعا تہے

مسافت نے گوارا کی جو دوری
ہوا حاصل مجہی لطفِ حضوری

بجا لایا میں آدابِ غلامے
ہوا ہم بزمِ استادِ گرامے

تمامی جمع تہی احباب و اغیار
سخن کا ہر طرف تہا گرم بازار

کوئی حافظ تھا شعر مصحفی کا
کوئی دیوانہ دیوان سودا

کوئی پڑھتا تھا نظم شوق با شوق
کسی کو تھا کلام ذوق سے ذوق

کوئی لایا ہوا تھا با دل و جان
جناب حضرت مومن کا ایمان

کسی کے لب پہ ناسخ کا سخن تھا
کسی جا شعر آتش شعلہ زن تھا

کہ آئے مہربان اشرف علی نے
ادا فہم رموز شاعری نے

نکالی کچھ بغل سے کہنہ اوراق
مشبک صورت دلہای عشاق

تمام اوس میں خلاف نکتہ دانی
لکھی تھی شاہ غزنین کی کہانی

سوا موزون کے وہ نادر فسانہ
نہ کہتا تھا بیان شاعرانہ

نیا مضمون تھا دیرینہ زبان میں
نہان یوسف تھا گرد کاروان میں

مگر دیکھا افسانۂ شوق
ہوا میں سر بسر دیوانۂ شوق

دیا تاثیر سے نشتر جگر میں
وہ ساماں پھر گیا میری نظر میں

جلا دل آتش حال وفا سے
اوٹھی لو شعلۂ داغ جفا سے

احبا جو بزم شعر خوان تھے
انیس جان یہان غم کی کہانے

ادھر تھا خندۂ ارباب محفل
ادھر تھا گریۂ بیتابی دل

ادھر تھا لب پہ ذوق چاشنی ہا
ادھر دیتا تھا سوز دل زبانہ

فراموشی رہے کچھ دیر ساز
کہ ناگہ دی مجھے ہاتف نے آواز

کہاں ہے دلدادہ نازک خیالے
شہید شوخی مضمون عالی

تری دم سے سخن نعمت نشان ہے
زمین شعر تجھ سے آسمان ہے

برنگ نقش پا افتادہ کیوں ہے
دل افسردہ جنون آمادہ کیوں ہے

مجھے اب کاہشون سے کام کیا ہی | خیالِ گردشِ ایام کیا ہے
ملا ہی قدردانِ رشکِ سحبان | جنابِ میرزا [illegible] علیخان
سریر آرای اقلیمِ معانی | خداوندِ جہانِ نکتہ دانی
سخن بخشِ جہان استاد جسکا | قبولِ عقلِ کل ارشاد جسکا
بلاغت زادۂ طبعِ رسا ہے | فصاحت گردِ راہِ مدعا ہے
جو نسبت دی زمین کو آسمان سے | بجا نکلی زبانِ دو جہان سے
لکھی گر وصفِ حسنِ ماہ پارہ | بنی ہر دانہ دہ چشمِ ستارہ
اگر فرصت تجھے چرخِ کہن دے | اسی کی نام سے دادِ سخن دے
یہ افسانہ جو تیری روبرو ہے | خلافِ اہلِ معنی گفتگو ہے
اسی حسنِ زبان دی پھر خدا را | نئی صورت سے رنگِ طبع دکھلا
بلندی دی ذرا اوجِ بیان کو | جلا دی جوہرِ تیغِ زبان کو
گزارش کی یہ مین نی سنکی ارشاد | کہ ای سرمایۂ لطفِ خداداد
تصور مین مری آتا ہی ایسا | شکوہِ دہلوی نی اسکو لکھا
پھر اسکے بعد با طرزِ دل آرا | ہوا انجمی نہ لیکن خامہ فرسا
حیا سی وہ عروسانِ معانی | سدا سمجھے ہین گرم لن ترانی
کبھی دیکھا نہین ہی سایہ اونکا | خدا جانے ہی کیا پیرایہ اونکا
یہی کچھ عذر کا میری سبب ہے | نہین ارشاد سی انکار کب ہے
سوا اسکی ہو جو ایما نظر سے | بجا لاؤن دل و جان و جگر سے
کہا یہ فکر کیا ای بیخبر ہے | ہر اک کا طرز اپنی طرز پر ہے

جھکا شیشہ کہ چھلکی شوق کا جام
کسی کی پیروی سے تجھکو کیا کام

مگر ہاں اصلِ مطلب مین کسی جا
کہی بیتے بدار کہنا نہ اصلا

بہر صورت ہوا جسوقت ناچار
لکہی بحرِ ہزج مین چند اشعار

فغانِ درد جو کچھہ یاد آئے
مصیبت آشنا تہا کہہ سنائے

بس اب لازم ہی اربابِ سخن کو
کہ جب دیکھین مری نقشِ کہن کو

تصرف جس جا اٹہی سہوِ قلم سے
بنا دین خامۂ جادو رقم سے

تمنا ہی کہ جای آفرین یاد
کرین مجکو دعای خیر سی یاد

یہان سے ہی فسونِ عشق آغاز
زبان و خامہ ہین آپس مین ہمراز

شانہ کشیِ مشاطۂ زبان بآرایشِ گیسوی داستان

کہ ہر دو ساقیِ فرخندہ پے ہے
کہ پیمانہ مرا محتاجِ مے ہے

تہی خانہ و دی کہ ہوا افسردہ ماتم
تنزل پائی اوجِ نشۂ غم

سبو سے کبتک ہی گلگون سی انکار
شکستِ توبہ ہو جائی نہ بیزار

عرق ہی زندگی جام و سبو سے
مین گذرا آبرو سے آبرو سے

کہان پھر لطفِ کیفِ نوجوانی
غنیمت ہی کوئی دم زندگانی

کہی شوقِ خضر طولِ بقا ہی
کمندِ عمر ہر دم نارسا ہی

ہر اک سوتی فریبِ خوابِ صیاد
کمینگاہِ جہان ہی دام آباد

کبہی یکسان نہین حالِ زمانہ
برنگِ زلف برہم ہی فسانہ

کہانتک ضبطِ مضمون کی گرانی
طبیعت گدگداتی ہی کہانی

سنا ہی یون کہ محمود جہاندار — بشکل بخت تہا اک رات بیدار
طبیعت پاک تہی فکر جہان سی — لڑی تہی آنکہہ سقف آسمان سی
پسند طبع تنویر قمر تہی — ہر اک چشم کواکب پر نظر تہی
اوسی عالم مین وہ سرمایۂ ناز — ہوا یون دل کسی اپنی مشورت ساز
کہ سب مصروف ہین خواب عجب مین — بہرا ہی مدعا دامان شب مین
زمانی مین نہین کوئی خبردار — مگر ہان جا بجا دلہای بیدار
پہرون تنہا میان شہر و بازار — دل ہر بیخبر سی ہون خبردار
کہان ہی ماتم شام غریبی — کہان ہی شکر صبح خوش نصیبی
کہان گلبانگ عشرت ہمنفس ہے — ہجوم نالہ کسکا دادرس ہے
کہان ہی وقف لب خونناب بسمل — کہان بیتاب سے دل رقص بسمل
کہان ہی اشک ریزی سی دامان — کہان ہی غم سی سر وقف گریبان
کہان ہی زحمت پیہم سی ہر دم — رگ جان پہ خراش نشتر غم
کہان لطف فغان فرصت طلب ہے — کہان راحت کہان جوش غضب ہے
سرود و ساز سی ہی کون ہمچنگ — کسی ہی طالع ناساز سی جنگ
سمجہکر دلمین کچہہ ایسی ہی باتین — بہت سی سوچ لین پوشیدہ گہاتین
کسی پر تا نہو یہ راز افشا — لباس مشکفامی بر مین پہنا
بدل لی شکل مطلب کی طلب مین — کہ جیسی دن چہپی دامان شب مین
نظر آیا شہ محمود ذی ہوش — مہ کامل مگر بدلی مین روپوش
جوانب کی تماشی دیکہتا تہا — قدم سر گرم راہ مدعا تہا

برنگِ بوی گل جس جا گذرتا | معطر کوچہ و بازار کرتا
شبِ تاریک میں پھرتا تھا تنہا | خیالِ صبحِ محشر کا تھا اجل کا
غرض ناگاہ شاہِ رشکِ فغفور | جب آ پہونچا قریبِ قصرِ مستور
لگا اطراف کی کرنے نظارے | کہ دیکھوں کیا ہیں قدرت کے اشارے
قضا را اک جوانِ شوخ و طناز | نظر آیا پریشانی سے دمساز
شرابِ عشق سے دل مست سرشار | نظر آشوب گاہِ شوقِ دیدار
سرِ شوریدہ مضمونِ جنون ہے | برنگِ لالہ دل لبریزِ خون ہے
زخود رفتہ سے جوشِ آرزو میں | سراپا گم ہے راہِ جستجو میں
چھپائی ہے بغل میں صورتِ دل | کمندِ پُر گرہ استادِ کامل
زیادہ طول میں وہمِ بشر سے | رسائی میں سوا تارِ نظر سے
سراپا سر بسر پیچ و خم ہے | مگر دودِ چراغِ شامِ غم ہے
ہر اک حلقے سے اوسکی ہے ہویدا | کشادِ شعلۂ آغوشِ تمنا
جفائی آسمان سے خود فراموش | عذابِ این و آن سے پنبہ در گوش
وہ غنچہ وا ہے جس میں مدعا ہے | ہجومِ شوق میں کچھ بک رہا ہے
عیان ہے لب سے گلبانگِ ترانہ | کھڑا پڑھتا ہے شعرِ عاشقانہ
کہ شاید سنکے یارِ خود آرام | کرے تکلیفِ جنبش تا لبِ بام
زیادہ مضطرب دلکو جو پایا | بغل میں رشتۂ جان یاد آیا
صلاحِ آرزو سے کام نا کام | کیا اوسکو قد مبوسِ سرِ بام
لیے جاتا تھا شوق اوسکو سوی یار | کہ رسوائی پکاری ہان خبردار

خلافِ اقتضائے آسمان ہے | کدھر جاتا ہی او غافل کہان ہے
کہا اتنے مین کیا شہ نی گرفتار | کہا اوس سی کہ ای بیباک عیار
بتا تو کون ہی آیا کدھر سے | غرض رکھتا ہی کیا اس بام و در سے
پھرا کرتا ہی کیون راتون کو تنہا | کمند پر گرہ سی واسطے کیا
مقرر تو کوئی ہی دزدِ شبگیر | تجھی لازم ہی کرنا پابزنجیر
نظر آتا ہے مجھکو خلق آزار | سزا ہی ناسزا کا ہی سزاوار
طمانچے مار کر روی جوان پر | چھٹی گلبرگ سوسن ارغوان پر
کبودی یون ہوئی عارض سی پیدا | دھوان ہو جسطرح شعلی سی لپٹا
یہ عالم دیکھکر وہ نوگرفتار | رہا حیران برنگِ نقشِ دیوار
خموشی نی لبون پر زہر کھایا | ہجومِ بیخودی نی آستایا
الم ایسا اثر پاشِ جگر تھا | کہ ہر دم حالِ دل نوعِ دگر تھا
عوض اشکون کی خونِ دل بہایا | کمالِ ضبط کیا کیا رنگ لایا
کہا تو کون ہی ای فتنہ ایجاد | مجھی دیتا ہی کیون تکلیفِ بیداد
خطا کیا ہی ہوئی کیا مجھسی تقصیر | مین ہون کسواسطی شایانِ تعزیر
غریب و بیکس و ناچار ہون مین | بلاکش ہون جگرافگار ہون مین
نظر آتا ہی کچھ نہ بیرحم و بیدرد | ستمگاری مین ہی تو یکہ و فرد
ستم ایجاد سے بیدادگر ہے | کسی کے بیکسی پہ کب نظر ہے
نہ لب ہین آشنا طرزِ فغان سے | نہ واقف ہی جگر دردِ نہان سے
نہ دل سے نالۂ بیتاب اوٹھایا | نہ رخسارون پہ اشکِ گرم آیا

کہا شہ نے کہ ہون مین شحنۂ شہر
زبان سے مین مرا مشہور ہے قہر

عدالت کا مری سنکر فسانہ
عدم آباد سے ہے جورِ زمانہ

نہین طاقت کہ حسبِ نازِ خوبان
دلِ عاشق سے ہون برگشتہ مژگان

نکلتا ہی زبان سی ہوکی شیرین
کلامِ تلخ مشتاقانِ خود بین

چرا ہی رنگِ دستِ دلربا جو
کرون پامال مین وہ دزدِ حنا کو

اگر ہو چور ناسورِ جگر مین
لگا دون آگ آبِ نیشتر مین

بلای جان ہوئی ہی تیری تقدیر
نہوگی کارگر اب کوئی تدبیر

مقرر جسم او خانہ ہی برباد
گلے تجھسے ملے گی تیغِ جلاد

یہ سنکر وہ اسیرِ درد حرمان
بجا لایا فلک کا شکرِ احسان

کہ تھا مین ننگِ ہستی مرگ ناگہانے
مگر کی چرخ تونے مہربانے

مری ہی خون سی کل تک ای پرافسون
زمینِ قتل گہ ہوگی شفق گون

بیان شہر بیچ ناموافق ہوا اور روانگیِ طیار جی و سمتِ صادق

پلا ساقی شرابِ آتشین جوش
کہ دل کو ہی ہوای ماتمِ ہوش

سبے ہمدم لبِ پیمانہ اپنا
بلا سے ہو گیا بیگانہ اپنا

بہت کچھ تھی تعلق جہان کی جنجال
کیا الفت نی سب سے فارغ البال

کلامِ حضرتِ ناصح ہے بیجا
مین ہون رندِ خراباتی مجھی کیا

طبیعت پاک ہی ہر بیش و کم سے
نہین مطلب فریبِ عیش و غم سے

غرض جب دل مین سمجھا وہ پر ارمان
کہ ہون مثلِ شرر دم بھر کا مہمان

پھر آیا دل ہجوم درد و غم سی پھڑکا سر بارِ احسانِ ستم سی
سنانِ درد نی چھیڑا جگر کو ہوا رونا ہنسی ہر چشمِ تر کو
یہانتک اشکِ غم ٹپکا انسی ٹپکی کہ جیون گہر رات بھر دامان سی اٹکے
تصور مین بھی کہتا تھا دلِ ریش کہین بدظن نہو یارِ وفا کیش
کہ ہوتا ہے گریبانِ ہجر چاک نہ آیا کیا سبب وہ عاشقِ پاک
بشکلِ بختِ خفتہ سو گیا وہ کہین یا صورتِ دل کھو گیا وہ
کوئی یا اور شمعِ حسن پائی بنا پروانہ تازہ لو لگائے
اوسی اب فرصت آنی کی نہین ہے کسی جا شرط جانی کی نہین ہے
نئی معشوق سی پہلو ہی آباد مری بھولی سی بھی آتی نہین یاد
عجب یہ کشمکش کی مبتلا ہون گرفتارِ عذابِ دو جہان ہون
کہ صاحب تھی ہو یہان مشتاقِ دیدار وہان زیبِ زبان ہو شکوۂ یار
یہان آخر ہو دم کی نوحہ خوانی وہان ہو ابتدائ بدگمانی
یہان ہو وجہ ماتم لطفِ ہستی وہان ہو تہمتِ بادہ پرستی
پسِ مردن بھی اس رنجِ ابد سی مین چونکا اوٹھونگا آغوشِ لحد سی
یقین ہی سوزشِ دل ہی مری جا لحد سی حشر کو اوٹھی گا شعلا
ہزارون جوشِ غم ہین دل مین اسمان نہین سینہ مگر گنجِ شہیدان
رہے گا تا ابد ماتم مین سر شور لبِ نی سی زیادہ تر لبِ گور
نہ صورت کوئی دم دیکھی صنم کی سحر ہونی نپائی شامِ غم کی
کسی کی ای فلک تقصیر کیا ہے نصیبون سی مجھی اپنی گلا ہے

غرض وہ نازپروردار مصیبت | لگا کہنے کہ ای وجہ آفت
فقط تو ہی ہی سنگ طبع ناشاد | میں ہوں اس تہمت بیجا سے آزاد
نہیں شستان میں حسن جفا کا | نہیں پامال انداز بلا کا
مگر ہاں ایک ہوئی ہی مجھ سے تقصیر | کہ صحرا کو گیا تھا بہر نخچیر
پھرا دن بھر بیابان و دشت پر خار | فریب شوق آہو میں گرفتار
کمند ہوا سے لایا تھا ہمراہ | نہ بھروندی ای نخشبگردی بیجاہ
ہوئی جب ڈھلتی ڈھلتی شام مجھکو | فراموشی ہوئے آرام مجھکو
بہر اک نقش قدم کی گرد بہر بار | تعمق میں رہا مانند پرکار
پریشان پھرتی پھرتی چار سو ہی | دوچار آ کر ہوا اس شہر کو سے
اجل نے رستہ ایسا بھلایا | کہ پابوس مبارک کو میں آیا
یہی کچھ سرگذشت مدعا ہے | یہی آفت زدہ کا ماجرا ہے
مجھی آزاد کرے دو بہر کو | کروں گا ناصیہ سائی سحر کو
پھر اوس مہ کو چو پند نظر آئی | قبول دل ہو منظور جب کہ ہو
یہ سنکر ماجرا کی صلح پیوند | کہا شہ نے فسون حیلہ تا چند
فقط ہی آرزومند رہائے | مجھی ظاہر ہی تیری پارسائے
اگر تجھکو ہوس ہے مخلصی کے | عوض اپنی ضمانت دے کسی کی
پتا پہلے بتا اپنے مکان کا | نشان پھر دے کفیل مہربان کا
کہا جا ہی سکونت حسب دستور | فلانی جا ہی اک مدت سی مشہور
یہاں سی چل مری ہمراہ گھر کو | وہاں ضامن تجھی دوں گا پدر کو

برای امتحانِ شہ ساتھ لیکر
جب آپہونچا قفسِ بےحلقہ در

ہلاے صورتِ دیوانہ زنجیر
کہا سوتا ہی یا بیدار او پیر

وہ نکلا اُسکی جمد رنج و محن سے
برنگِ روحِ افسردہ بدن سے

گلِ رخ ہو رہا تھا زعفرانی
خزان دیدہ تھا گلزارِ جوانی

سرشتِ پاک تھی صبحِ ازل سے
ابد سے تھے ابتدا طولِ امل کے

ادب سی اوسکو وقتِ خطِ کتابت
خضر لکھتی سدا حضرتِ سلامت

ولی تھا سر و مہرِ یقین سے سالک
برادر خواندہ ضحاک مالک

درِ دولتسرا کو جب گیا وہ
زبانِ چپ سے آہستہ بولا

کہا ای یارانِ اندازِ وفائے
خداوندانِ شہ آشنائے

بہم تم کون ہو رکھتے ہو کیا نام
خلافِ وقت تمکو مجھسی کیا کام

مین اسدم محو تھا یادِ خدا مین
جبین سا تھا جنابِ کبریا مین

تعلق سے طبیعت ایکسو تھے
خموشی ہمزبانِ گفتگو تھے

تجلی بخشِ دل نورِ قدم تھا
رگِ چشمِ کلیم اللہ دم تھا

بُلایا کیون مجھی خلوتسرا سے
کرو آگاہ عرضِ مدعا سے

کہا سلطان نے اوس شمعِ سحر سی
خبر کچھ ہی تجھی حالِ پسر سے

کیا ہی مین نے دزدی مین گرفتار
سحر کو ہوگا قربان سر دار

اگر ضامن ہو تو اسکا سحر تک
مبارک ہو تجھی بیٹا سحر تک

نہین لیجاکے رکھون پا بزنجیر
کرون گا صبح کو کچھ اور تدبیر

یہ سنکر ماجرا پیرِ کہن سال
لگا کہنے کہ ای مردِ خوش اقبال

پئے طفل خانمان برباد گشتہ
نکل جاتا تھا شب کو گھر سے باہر

سدا رہتا تھا مجھ خود پرستے
جہان مین ایک ہی تھا ننگ ہستی

مری صحبت سے آتی تھی اسے عار
ہمیشہ پند سے رکھتا تھا انکار

ہوا تھی عاق یہ برگشتہ ایام
مجھے کیا اسکی قول و فعل سے کام

کبھی تھا دن مین تم سے یہ تکرار
کہ رہنا اسکی عیاری سے ہشیار

نہین مطلق خیال پاسدارے
کرو جو چاہو حد شرع جارے

سنی شہ نے حدیث پر جسدم
ہوا تصویر کا حیرت سے عالم

کہ نفرت اسنے کی لخت جگر سے
چرائی آنکھ یون نور نظر سے

چلا لاحول پڑھتا اک طرف شاہ
جوان ہی صورت سایہ تھا ہمراہ

ندامت نے دکھائے گرمجوشے
اوٹھائی لب نے احسان خموشے

لگے دامن کو تکنے دیدۂ تر
گریبان آشنا غم سے ہوا سر

نہ اسپر شوق دل نے اکتفا کے
بڑہی حسرت سوال مدعا کے

کشاکش سے ہوا بس دل کی ناچار
لگا کہنے کہ اے فرخندہ کردار

نگاہون مین پدر کی مین سراسر
بشکل طفل اشک تر ہون ابتر

مگر اک یار ہے ہمساز میرا
انیس و ہمدم و ہمراز میرا

دلون مین صورت نقش تمنا
جگہہ رکھتا ہی الفت سے سراپا

شرافت مین بہت عالی حسب ہے
گدا مشرب ملکزادہ لقب ہے

اگر وہ مجکو یون دلگیر دیکھے
اسیر پنجۂ تقدیر دیکھے

سمجھ سکتا ہی کہ وہ اہل مروت
بجا لائے بدل رسم ضمانت

جوان نے جو کھی اپنی ہوا مین — جلمہ وہی شہ کی آغوش [illegible]
کہا یہ بھی سہی ای وزیر عیار — نہین مجکو وہان چلنے مین انکار
ابھی ہمراہ لیکر شاہ ناچار — ہوا جب آستان [illegible]
نظر آئی عجب عشرت کی سامان — رہا نیرنگی گردون سی حیران
کہ ہے اک یار محو نغمۂ تار — گرفتار بلا ہے دوسرا یار
اودہر ہی غفلت جوش می ناب — ادہر نشتر زن دیدہ رگ خواب
وہان ہی ہاتہ وقف گردن دوست — یہان بھی آرزوی [illegible]
جوان نے حکم شاہ بدگمان سے — پکارا اوسکو صد شور [illegible]
کہ ای یار جفا دشمن وفا دوست — شفیق لطف فرما [illegible]
ہوئی ہی آج مثل عقدۂ دل — خلل انداز راحت ایک [illegible]
نہین ممکن سوا تیری رہائی — خدارا جلد کر [illegible]
شفاعت خواہ ہی بی اختیاری — بجا لا ہو سکے جو شرط یاری
ملک زادہ صدای یار سنکر — چلا سیماب کی مانند [illegible]
خمار می سی چہرہ ارغوانی — بھر آ آنکھون مین کیف نوجوانی
اوبہتا نشہ مین پاؤن سی امان — بسا بوی عروسی مین گریبان
تقاضای تمنا وقف حاصل — می حسرت سی خالی شیشۂ دل
لیے اک ہاتہ مین شمشیر عریان — جواب جلوہ سی سیف زبان
قریب آکر جوان کی رستہ ہاتہ — پکارا اوسکا [illegible]
کیا کیون یار کو میری گرفتار — مگر ہے زندگی سی اپنی بیزار

تجھی تقدیر یون لائی ہی تیرے | مری ہاتھون اجل آئی ہی تیرے
اِہی آزاد کر قیدِ گران سے | نہین ہوتا ہی تو رخصت جہان سے
کہا شہ نے کہ ای مردِ دلاور | عبث ہی فکر مین جا مجھی سی باہر
کہ ہی عینِ شجاعت سرکارِ شا ہے | مجھی ہی خدمتِ عالم پناہی
پھرا کرتا ہون شبکو تا سحر مین | ہر اک کوچی کی رکھتا ہون خبر مین
یہی دزدِ شب آہنگ جہان گرد | تو ضامن ہو اگر آتا ہی کچھ درد
سحر کو لونگا مین تجھسے اسی طرح | نہ مانونگا کوئی حیلہ کسی طرح
ہوئی جب جہل کے آپس مین تقریر | لگا کہنے جوانِ پابزنجیر
کہا ای شمعِ شبستانِ محبت | ہوا کیون باعثِ تکلیف حجت
نکر تو گفتگو جوشِ غضب سی | حذر کر جرأتِ ترکِ ادب سی
یہ ہی فرمان روای کشورِ شاہ | اسی کا حکم ہی ماہی سی تا ماہ
ملکزادہ یہ سنکر با صد افسوس | تملق سی ہوا شہ کا قدمبوس
بجا لایا تمامی شرطِ آداب | بشکلِ خادمانِ خواجہ القاب
پسِ افسانۂ ابلہ فریبی | کہا ای چارہ سازِ بدنصیبی
یہ میرا یار ہے اسکو رہا کر | جو کچھ ہو مجھسی پاداشِ خطا کر
کہا شہ نے نہین تجھسے سروکار | فقط سرکار کا یہ ہے گنہگار
اگر ہی تجکو پاسِ آشنائی | تو ضامن ہو کہ ہو جس مین رہائی
ضمانت سی لیا آخر جوان کو | کیا رخصت شہنشاہِ جہان کو
بٹھایا گوشۂ خانے مکان مین | نگارستانِ چین رشکِ جنان مین

بچھا کر مسند و قالین و سنجاب | کیا آراستہ اک جائے خواب
بصد صورت وہ محوِ غمگساری سے | رہا آمادہ خدمتگزاری سے
ملی جب رسمِ مہمانی سے فرصت | ہوئی آپس میں تنہائی کی صحبت
ملکزادے نے پوچھا اے برادر | پڑی افتاد کیا مجھ سے بیان کر
ہوا کیونکر گرفتارِ عسس تو | کہاں جاتا تھا پابندِ ہوس تو
جوان نے روبروئے یارِ دمساز | کیا یون نوحۂ دل اپنا آغاز
کہ اے یارِ جوانِ فرخندہ اختر | وزیرِ شاہ اک رکھتا ہے دختر
جو دیکھے شکل اوس نورِ خدا کے | زبان مشتاق ہو صلِّ علیٰ کی
اکیلی پا کے شب آغوش خالی | لپٹ جاتی ہے تصویرِ خیالی
زبان محوِ جوابِ لن ترانے | نظر نا آشنائے مہربانے
ستارون کو سمجھ کر چشمِ بینا | نہین شب کو نکلتی ماہِ سیما
چھپے حسنِ صفا کیا پیرہن سے | نظر آتی ہے شکلِ روح تن سے
نیا ہے شوق نازِ دلبری کا | سراپا ہے ہے عالم پری کا
لکھی گر خامہ وصفِ موئے مشکین | ہر اک نقطہ ہو نافِ آہوئے چین
جبین پُر لفون سے کب ہے نور افشان | قریبِ صبح ہے شامِ غریبان
خمِ ابروئے پیوستہ سے ہر دم | کھچے سے تیغ بہرِ قتلِ عالم
جو دیکھے رنگ چشمِ سرمہ سا کا | کہے گردِ رمِ آہو ہے پیدا
کہان مژگانِ برگشتہ نمودار | کفِ دستِ دعا ہے بہرِ بیمار
کنارِ چشم دنبالہ کھچا ہے | لبِ آہو مین ناوک گیا ہے

منور روز و شب بے خسار دلخواہ ۔ بشکل آفتاب و جلوۂ ماہ
کہون کیا سرخی یاقوت لب مین ۔ خیال بوسہ لایا ہی غضب مین
زبان کو شکوۂ قید سخن ہے ۔ نگہبان خال ہی زندان دہن ہے
صفای دُرِّ دندان سی سراسر ۔ زبان ہی آب گوہر مین شناور
اگر دیکھے گلوی جلوہ افگن ۔ جھکالی ہر صراحی اپنی گردن
یہانتک ہین نزاکت آفرین گوش ۔ گران ہی اونکو عکس گوہر گوش
لکھون گر وصف دست سرخ جانان ۔ قلم رنگین ہو مثل شاخ مرجان
دو پستان یا حباب بحر ہستی ۔ شکم یا موجزن طوفان مستی
نہین ہی ناف ہنگام تماشا ۔ نظر آتا ہی عکس چشم بینا
خیال نازکی سے پیچ کھایا ۔ کمر تک سایۂ گیسو نہ آیا
حنا کچھ پاؤن پر ایسی بسی ہی ۔ اوسی جب دیکھو قدمو سی لگی ہی
مری اوسکی ہی ربط عاشقانہ ۔ جگر ہی تیر مژگان کا نشانہ
نہین فرقت گوارا ایکدم کی ۔ قسم ہی درمیان رنج والم کی
مگر رکھتے نہین بانت گوہر ۔ غبار لوث روی مدعا پر
برنگ طفل اشک آرزو ہم ۔ نگہ رکھتے ہین باہم باوضو ہم
کمند تاب وادہ شب کو اکثر ۔ اوڑا لیجاتی تھی قصر پری پر
حضور حسن روی ماہ سیما ۔ مین رہتا رات بھر محو تماشا
سوا اوسکی ہو گر کچھ اور منظور ۔ مری آنکھین ہون یارب چشم ناسور
نگاہ بد ہوئے ہو گر کبھی چار ۔ سدا رکھ مثل چشم یار بیمار

اگر سر کی چھوٹی ہین شوق مین بال
رہون مین زلف کی مانند پامال
ہوا ہو بی ادب ایمن سبہی جو ہاتہ
برنگ شاخ بی بر قطع ہو ہاتہ
اگر بہی کا لب ریکہتی ہون ایمان
رہین مثل جرس تا حشر نالان
رکہا ہو اوسکی زانو پر اگر سر
نہ مجکو خشت بالین ہو میسر
ہوا ہون سایہ گر زیب نہالی
ہلال آسا رہی آغوش خالی
مگر ہان بہر لطف ہمزبانے
گوارا سب تہی جور آسمانے
پڑہا کرتی تہی وہ تا صبح قرآن
مرا تہا مصحف رخسار ایمان
جبین مین جب غبار سجدہ پایا
جگر کو خاک ہونا یاد آیا
وہ پڑہتی سورہ واللیل جسدم
مین تکتا جانب گیسوی پرخم
قضارا آج مجکو شحنۂ شاہ
ملا قرب مکان غیرت ماہ
سمجہکر دزد عیار و جفا کار
کیا بند سلاسل مین گرفتار

شعلہ افروزی شوق دی آتشکدہ سینۂ جوان وباز رفتن برای حضیت جانان

کہان ہی ساقی وعدہ فراموش
وداع صبر دل ہی رخصت ہوش
پڑی ہی میکدی مین وہ خرابی
گلے مل مل کی روتی ہی گلابی
جدائی مین تری لبریز ساغر
نظر آتا ہے مثل دیدۂ تر
و فور گریہ سی حالت ردی ہی
گلو ی شیشہ مین ہچکی بندہی ہی
تری فرقت مین دل خون ہو گیا ہی
کہان شیشہ بغل مین آبلا ہی
غرض زادی سی وہ دیوانۂ عشق
بیان جب کر چکا افسانۂ عشق

کہا اے غمگسارِ عاشقِ زار ۔ مرا کل تھا تمہی سے اختیار
حباب آسا ہے پیمانۂ عمر ۔ فنا ہر وقت ہے میخانۂ عمر
خبر دیتا ہے امروزِ مصیبت ۔ مری فردا ہے فردائے قیامت
مجھے آوازِ مرغِ صبحدم کے ۔ مبارکباد ہے شامِ عدم کے
کرے گا عشق سر پر سایہ اپنا ۔ دکھائے گی محبت پایہ اپنا
ہوائے وصل میں میرے بصد جوش ۔ زمینِ مقتل کی ہے واکردہ آغوش
کوئی دم میں عیاں ہوگا سحرگاہ ۔ طلب مجکو کرے گا شحنۂ شاہ
میانِ قتل گہہ تیغِ دودم سے ۔ کرے گا سر کو ہمصحبت قدم سے
مصیبت گریۂ زاری میں ہوگی ۔ تمنا سینہ افگاری میں ہوگی
فغان و آہ سب بالین پر آکر ۔ مرے ماتم میں ہونگی خاک بر سر
گھڑی بھر کی لیے کر دے اجازت ۔ میں اپنے یار سے ہو آؤں رخصت
نہیں محشر میں اس شرم و فا سے ۔ رہیں گی نیچی آنکھیں دلربا سے
کہا اوسنے کہ اے یارِ دل افگار ۔ نہیں ہوں مانعِ دیدارِ دلدار
ولے ہے خوف چرخِ حیلہ جو سے ۔ نہ جل جائے حصولِ آرزو سے
مبادا پھر کسے کا سامنا ہو ۔ وہی زندان وہی زنجیرِ پا ہو
وہی ہو لطفِ ماتم رشکِ شادی ۔ وہی جوشش مرادِ نامرادی
کہا پھر چارۂ و تدبیر کیا ہے ۔ علاجِ کاوشِ تقدیر کیا ہے
اجل سے کم نہیں تاخیر مجکو ۔ ہر اک دم ہے دمِ شمشیر مجکو
مرادوں کو نہ اسدم روک دل کے ۔ ابھی آتا ہوں میں اوس گل سے مل کے

سنا خسرو نے زیرِ پشتِ دیوار
کہ اُس سنتا تھا باہم قول اقرار

چلا وہ جس گھڑی با نالہ و آہ
ہوا سایے سے بہ رنگِ سایہ ہمراہ

رہِ مطلب میں بس تھا گرم رفتار
کفِ پائی صبا تھی آبلہ دار

ہوا جب کوئی جاناں میں جبیں سا
کیا بیتابیوں نے حشر برپا

توکل کرکے سلطانِ ازل پر
کمندِ پُر گرہ پھینکی محل پر

نہ فرصت دی ہجومِ آرزو نے
کیا خود گُم خیالِ جستجو نے

رسے وہ حلقہائے تاب دادہ
برنگِ زلفِ محبوباں فتادہ

شہنشہ ہی اوسی کی رہبری سے
ہوا لطف آشنا بامِ پری سے

ولیکن صورتِ تصویرِ بیجاں
رہا اک گوشۂ خالی میں پنہاں

میانِ شب پسِ دیوارِ خانہ
نظر کرتا ہی کیا شاہِ زمانہ

کہ مہتابے پہ ہی اک رشکِ مہتاب
خمار آلودۂ کیفِ شکرِ خواب

نزاکت مانعِ تکلیفِ تن ہے
ردائے نورِ مہ سایہ فگن ہے

نظر آتی ہیں وہ خوابیدہ مژگاں
بہم لپٹی ہوں جیسی دو پرّاں

نہیں بکھری ہوئی رخسار پر بال
شبِ غم سی عیاں ہی صبحِ اقبال

جواں آکر قریبِ ماہ سیما
برابر شمع کے بالیں پہ بیٹھا

تصوّر میں یہی کہتا تھا ہر بار
فدائے چشمِ خفتہ بختِ بیدار

بھرا آنکھوں میں کیفِ جوشِ شب ہے
جگانا ایسی فتنے کا غضب ہے

ہوا مانع جو آدابِ تمنا
رہا ہنگامہ آرائی تماشا

دلی جب دیکھتا کوتاہیِ شب
ٹپکتا لب سی پیہم جوشِ یارب

یہ کہتا ای فلک وقت کرم ہے ۔ فغان غم بہت ہی رات کم ہی
مصیبت مین شریک حال مشکل ۔ ہوئی آخر جدا جت کاری دل
کہ ٹپکی بوی گل مین مثل شبنم ۔ سرشک گرم الفت نے او رغم
اثر آکر دردِ دل پر پکارا ۔ ہوئی تکلیف بیداری گوارا
کھلی جب آنکھ اوس رشکِ پری کے ۔ ادا غم ہی نی رسم کافری کی
نہ لایا تاب چشم جادوانہ ۔ ہوا تیر ادا کا دل نشانہ
گریبان صبوری ہو گیا چاک ۔ لیا بیہوش ہوکر بوسۂ خاک
جوان کو دیکھکر طاقت فراموش ۔ اوٹھی گھبرا کی وہ غارتگر ہوش
جو دیکھی شکل پامالِ جفا کے ۔ نظر آئی عجب قدرت خدا کے
کہ ہی مجموعۂ خاطر پریشان ۔ مکدر ہے بہ رنگِ گردِ دامان
جنون اپنا اثر دکھلا رہا ہے ۔ جو پیراہن ہی مشتاق قبا ہے
دلِ بیتاب ہی از خود رمیدہ ۔ حواس و ہوش ہین دامن کشیدہ
جو پائی اوسنی بوی دامن یار ۔ ہوا بیہوشی پیہم سے ہشیار
کھلین آخر پی دیدار آنکھین ۔ ہوئین حسرت سی باہم چار آنکھین
پری پیکر برای پرسش حال ۔ ہوئی یون جلوہ بخش شاہد قال
کہ ای تازہ بہارِ کامرانے ۔ گلِ بیخارِ گلزارِ جوانے
یہ کیا عالم ہی تجکو کیا ہوا ہے ۔ یہ کیون بیوجہ رنگِ و ہوا ہے
ہجومِ غم سے دل ناشاد کیون ہی ۔ جگر آمادۂ فریاد کیون ہی
تجھی دامن سی کیون نفرت ہوئی ہی ۔ گریبان گیر کیون وحشت ہوئی ہی

یہ کسکا طرزِ بیتابانہ خوش آیا
یہ کسنے طائرِ بسمل منایا

یہ کیسی داغ ہین رخ پر نمودار
یہ پونہچا کسکے ہاتھون تجکو آزار

خداوندا تری آگی ہی فریاد
تصدق بیکسون کا دی مری داد

یہ عارض جسکا دستِ جور ملجای
برنگِ پنجۂ خورشید جلجای

ہوا نیلا یہ جس سی وہی رنگین
وہ شل ہو ہاتھ مثلِ پای چوبین

کہان ای غمگسار و یارِ جانی
کہون کیا طول ہی میری کہانی

گرا ہی طشتِ بدنامی فلک سی
ملا ہی داغ ناکامی فلک سی

ہوس مجکو نہ تھی تا بام لائی
عبس کی شکل بنکر مرگ آئی

کیا بیرحم و ظالم نے گرفتار
چلا لیکر مجھے مثلِ گنہگار

ضمانت سی ہوئی آخر رہائی
پئی رخصت تمنا کھینچ لائی

بس اب آکر دیکھلو گر دیکھنا ہو
خدا جانی سحر کیوقت کیا ہو

چراغِ دامنِ صحرا بنا ہون
کوئی دم مین ہوا خواہِ فنا ہون

وہ قطرہ ہون کہ مثلِ اشکِ حسرت
سرِ مژگان سی ہو مشتاقِ رخصت

برنگِ نکہتِ گل جورِ خزان سے
سفر کرتا ہون مین باغِ جہان سے

یہ سنکر اوس بتِ کافر ادا نے
قیامت ایک برپا کی سرہانے

ہجومِ اشک سی دریا بہائے
فغان لب تک بصد خواہی کو آئے

نظر آئی کدورت یارِ خاطر
اذیت ہو گئی غمخوارِ خاطر

بہم مسدود اشکِ عشرت نی پائی
الم کی پہر گئی دل مین دہائی

بنایا سلسلہ دیوانگی سے
لگی کے خدمتِ فرزانگی سے

کیا ہاتھون نی میل جیب و دامان — مصیبت کی ہوئی پروانگی ہامان
کبھی گر التفات ہوش کرتے — پریشان سنبل گلپوشش کرتے
جوان سے نے دیکھکر آمادہ شوق — کہا اوس سے کہ ای دلدادہ شوق
تامل کر کہ مثل ابر تصویر — جہان ہی خواب نادیدہ کی تعبیر
جو اس عالم مین ہی جز ایزد پاک — مقرر جائیگا اک دن تہ خاک
برنگ بوی گل محو فنا ہے — شرر کی طرح آتش زیر پا ہے
حباب آسا ہی اس بحر فنا مین — جگہہ پائی ہی آتش بلا مین
ثبات بی ثباتی ہر کہین ہے — یہ منزل جای آسائش نہین ہے
یہی مدت سے ہی رسم زمانہ — کوئی آگے کوئی پیچھے روانہ
مرا بھی وقت رخصت جبکہ آیا — اجل کو اک بہانہ ڈھونڈ لایا
شب ماتم کا میری غم نکر تو — خدای دو جہان پہ رکھہ نظر تو
نہی قسمت کہ ننگ ہمت عشق — ہوا قربان کوی حضرت عشق
فراز دار ہی عاشق کو معراج — اسی کی رہتی ہین یہ لوگ محتاج
عروج پایۂ الفت سے ہے — یہی ہی باعث عزت یہی ہے
اسی سی قصۂ مجنون ہی مشہور — کیا گویا اسے نے خون قصہ
پس دلداری یار وفا کار — ہوا یون حرف زن وہ سینہ افگار
کہ اوٹھہ او اختر برج نکوئی — فروغ مہر چرخ ماہروئی
پڑہین اب چند ساعت ہم جگر چاک — سعادت زا کلام ایزد پاک
معاذ اللہ کہ ذکر این و آن سے — ہوئی غافل خدای دو جہان سے

غرض خلوت میں وہ دونوں پریشان | بہم بیٹھی ہوئی پڑھتی تھی قرآن
کہ اتنے میں بجی نوبت گجر کے | لگی آنے ندا مرغ سحر کے
قضا نے شکل اوراق تمنا | حجاب شب رخ عالم سے اولٹا
موذن نے فغانہای اذان سے | جگایا خلق کو خواب گران سے
نظر آئی نہ وہ شب کی سیاہی | ہوئی رخصت صدای کوس شاہی
جوان وہ سنتی ہے نوبت کی آواز | ہوا یون شاہد مطلب سے دمساز
کہ ای نور نگاہ چشم عالم | مری رخصت مبارک ہو بصد غم
بس اب میں چھوڑتا ہون آستانکو | تجھے سونپا خدای مہربان کو
یہ سنکر گفتگو شوریدہ سر سے | برنگ آرزو لپٹے جگر سے
لگی رونے وہ پامال تمنا | بنائی چین دامن موج دریا
کہا ای میہمان خان بیداد | مراد خاطر چرخ ستمزاد
شہادت تیری قسمت میں لکھی تھی | ندامت میری قسمت میں لکھی تھی
کہ میں زندہ رہون تو حیف مر جائے | وفاداروں میں شہرت اپنی کر جائے
ہوای جانفشانی کی ہوا ہے | کرون کیا پای بستی زنجیر پا ہے
نہ اسدم راز دل مجھسی نہان کر | جو کچھ تجکو تمنا ہو بیان کر
بہر صورت میں ہون تیری پرستار | نہیں ہی کچھ بجا لانی میں انکار
یہی غم ہی کہ میری روبرو سی | چلا ہی تو پشیمان آرزو سی
عدم میں دیکھکر سب تجکو ناشاد | کہین سگی یہ کوئی ہی حسرت آباد
ہوای وصل اگر عشرت طلب ہے | حجاب آرزو دامان شب ہے

[illegible]

ولی ہے ننگِ وضعِ پاکبازے — کہ لیں ہم تہمتِ عشقِ مجازے
قیامت کو اگر یہ جان جئیں گے — شرابِ وصل جنت میں پئیں گے
کہا ہے شاہدِ یکتائی عصمت — نصیبا ہے دیدۂ لیلائے عصمت
خیال آتا ہے کیا اک دم کی خاطر — کروں میں پیروی نفس کافر
نہیں اندیشہ چشمِ این و آن کا — مجھے ڈر ہے خداوندِ جہان کا
کہ آگے جسکے رازِ دل ہمارا — برابر ہے نہان و آشکارا
مگر ہاں بہرِ تسکینِ دلِ زار — تجھے دیتا ہوں اک چھلا اے یار
کہ آخر بہرِ استقبالِ جلاد — سحر کو ہوں گا میں پا بوس جلاد
ہجومِ جن و انسان و ملک سے — زمیں چھپ جائے گی چشمِ فلک سے
اگر تو بھی کسی صورت سے تنہا — وہاں ہو ایک ساعت جادہ فرما
عجب کیا شادیِ دیدار و سدم — بہلا دے دل سے یادِ کاوشِ غم
بہل جاؤں تہِ خنجر میں ناشاد — نہ دیکھوں بیکسانہ روئے جلاد 66
مناسب ہے مگر اے یار جانے — بتا دے کچھ مجھے اپنی نشانے
کہا تن پہ سیہ پوشاک ہو گے — الم سے شکل وحشتناک ہو گے
شہنشہ لبسِ نشانِ صبح پا کے — ہوا اسا ہے طرف دلبر اسکے
جواں ہے بعدِ رخصت با دلِ زار — ہوا داخل میانِ خانۂ یار
جو کچھ تھی سرگذشتِ غم وہاں کی — ملکزادی سے سب اسنے بیاں کی

رفتنِ عاشقِ نیم جاں بقتلگاہ و گردن زدہ شدن بحکم غیرتِ ماہ

پلا ساقی شرابِ جانفشانی
قریبِ شب ہی روزِ زندگانی

حدیثِ نوحہ افزا روبرو ہے
عزا آمیز رمزِ گفتگو ہے

بھری ہین ولولی دل مین الم کی
بہت کچھ حوصلی باقی ہین غم کی

پریشانی اثر ہی شادیانے
اجل تعبیر ہی خوابِ جوانے

خمارِ نشۂ وحشت ہی سر مین
جنون ہمت آمیز ہی دردِ جگر مین

فراغِ جان ہوئی ہی پا مین زنجیر
سرِ آغاز ہی اتمامِ تاثیر

گریبان کو تمنا چاک کی ہے
سرِ عریان کو رغبت خاک کی ہے

رقم کرتا ہون حالِ رنج افزا
کہ قصہ ہی فراقِ جسم و جان کا

شبِ عشرت ہوئی روپوش جسدم
نمایان کی فلک نی صبحِ ماتم

سحر کو وہ شہِ ظلِ الٰہی
ہوا زینت فزای تختِ شاہی

ادب ہی تخت و دولت سر جھکائی
حضوری مین قدمبوسی کو آئی

دعاء عمرِ شہنشہ کی جو فلک نے
کیا وردِ زبان آمین ملک نے

کھڑی ہر چار سو تھی حسبِ دستور
امیر و بخشی و دیوان و دستور

کہ اس مین پاسبانِ شہر آیا
پی تسلیم سر اوسنی جھکایا

نگہ کی شہ نی چشمِ رمزدان سے
کیا آگہ اوسکی رازِ نہان سے

کہ جا سمتِ ملکزادہ اسی دم
مری جانب سی پونہچا حکمِ محکم

کہ حاضر دزدِ شبکو کر شتابی
نہین ہو گا گرفتار مجھ سے کبھی

یہ سنکر حکمِ سلطانِ یگانہ
ہوا شہرِ مطالب کو روانہ

کہون کیا تیز رفتاری مین کیا تھا
سوارِ توسنِ بادِ صبا تھا

روانہ مثلِ برقِ شعلہ رفتار
ہوا مہمانخانۂ یارِ ضمانہ دار

جو سوداگر پسر نے رات ماری
بسر کی تھی میانِ آہ و زاری

کیا واماندگی نے دل کو بیتاب
ہوا وقتِ سحر شرمندۂ خواب

مگر بیدار یارِ مہربان تھا
بحسرت دیکھتا شکلِ جوان تھا

کہا ہان واقعی مین ہون گنہگار
مجھی لیچل جہان ہو حکمِ سرکار

یہ سنکر شحنۂ سلطانِ ذیجاہ
چلا لیکر ملکزادی کو ہمراہ

زبس تھا ازدحامِ خلق سر پر
ہر اک کوچہ ہوا آغوشِ محشر

یہانتک شور و غل نے سر اوٹھایا
جوان کو خوابِ راحت سے جگایا

ہوا معلوم اوسکو آخرِ کار
وہی ہے فتنۂ خوابیدہ بیدار

عسس کی روبرو آکر وہ ناشاد
لگا کہنے کہ اے سرمایۂ داد

پریشان دیکھکر یہ حالِ ہمسا
مروت سے فقط ضامن ہوا تھا

معترف ہون آپ مین اپنی خطا کا
اسے کرتا ہے کیون موردِ جفا کا

عسس نے دیکھکر دونون کو ہمدم
کیا وابستۂ زنجیر باہم

کہ بیتابی سے ہین چلنے کو طیار
نہین معلوم کیا باہم ہین اسرار

ہوس کہتی ہین کیون لین وہان کی
غرض کیا انسے ہے شاہِ جہان کی

ادب سے ہے مانعِ انکار کسکا
عدوی صبر ہے اقرار کسکا

یہ کیون دونون شریکِ اہلِ جفا ہین
الم سے کیون یہ راحت آشنا ہین

تقاضائے دلِ ناشاد کیون ہے
ہوائے لذتِ فریاد کیون ہے

غرض چرخِ ستمگر کے ستائے
حضورِ حضرتِ سلطان جب آئے

عسس بولے کہ ہین بہر حکم رسم تعزیر ہوا ساشانہ کشش کیسوی تقصیر
کہ خاصہ ہین یہ دونون خانہ برباد بجا لاؤن انہین جو کچھ ہوا ارشاد
کہا یہ جا سو مقتل جوان کو رہا کر جلد یار ہمزبان کو
ملک زادہ ہوا آزاد خاطر چلا مقتل کو یہ ناشاد خاطر
ہر اک کو اسکی معصومی کا غم تھا جگر صد چاک دل ہمچو الم تھا
یہی کرتی تھی باہم لوگ تکرار کہ یارب کون ہی تازہ گرفتار
یکس پہ آسمان ظلم ہی ٹوٹا مصیبت نی یہ کسکی گھر کو لوٹا
کمی کی کسکی بخت نارسا نے چلی لی کر اجل کسکو مٹانے
نظر سے انتہا جسنے جفا کے اجابت آشنا ہو کر دعا کے
کبھی کہتا کوئی چرخ کہن سے نہ آیا باز تو اپنے چلن سے
وہی رسم جفا اندیشگی کے وہی تخم عداوت پیشگی کے
کوئی کہتا گرفتاری بجا ہے خرد بیگانہ وحشت آشنا ہے
یہی تھی ہر طرف چرچی کہ ناگاہ ہوا پیدا جوان اک غیرت ماہ
سوار و اسپ خوش و تیز رفتار بسان ہوش عاشق جلوہ یار
سمند شوق کی چھوٹی ہوئی باگ محبت کی جگر مین شعلہ زن آگ
سیہ پوشاک پہنی ہی بغل مین کہ جیسے زہرہ آغوش زحل مین
بڑھا کر اپنی رخش ہمعنان کو دکھائی شکل یار نوجوان کو
لبین جیب حسرت آلودہ نگاہین ہوئین رخصت جگر سی صبر آہین
زمین تھا کار فرما شوق دیدار نگاہین تھین کشاکش مین گرفتار

بیان کرتی تھی رازِ دل اشارے — زبانِ حال تھی گویا نظارے
امنگیں خاطرِ ناشاد میں تھیں — تمنائیں مبارکباد میں تھیں
خوشی سی کیا کہوں عالم جواں کا — سراپا نازبردارِ تمنا
عجب کچھ محوِ دیدِ خلق تھا — نہ پاسِ جان نہ سودائے اجل تھا
بھلائے خاطرِ پر آرزو سے — کھڑا تھا لو لگائے شمع رو سے
کہ اسمیں دیکھکر وہ شاہِ عالم — لگا کہنے کہ او دستورِ اعظم
نظر کر وہ میانِ خلق خاموش — کھڑا ہے اک جوانِ ماتمی پوش
اسی قیدی کو ہر دم دیکھتا ہے — بتا یہ کون ہے کیا ماجرا ہے
یہ سنکر حکم سلطانِ جہاندار — کیا پیکِ نظر کو گرمِ رفتار
نگہ بس دیکھتی تھی شوکتِ حسن — ہوئی محوِ فریبِ حیرتِ حسن
لباسِ مرد میں دیکھا حسیں کو — نہ سمجھا نا جوانِ نازنیں کو
مگر کی عقل نے پیدا رسائی — جو کچھ تھی شکلِ مطلب دیکھ آئی
پسِ در اک دستورِ یگانہ — لگا کہنے کہ اے شاہِ زمانہ
مقرر یہ جوانِ چست و چالاک — مری بیٹی ہے ننگِ گوہرِ پاک
یہ چھپکر دیدۂ مادر پدر سے — تماشا دیکھنے آئی ہے گھر سے
کہا شہ نے کہ اے دستورِ فرخ جاہ — حقیقت سے میں ہوں دونوں کی آگاہ
بہم رکھتے ہیں یہ آشفتہ حالت — برنگِ بلبل و گل پاک الفت
میانِ سیلِ عصیاں مثلِ گوہر — سررشتہ نہیں ابتک ہوا تر
حیا سی کو نہ لائیں کچھ زباں تک — مگر یہ پاکدامانی کہاں تک

تری وہ دختر حسن آفریدہ
مرا یہ طفل جانِ نور دیدہ

بطرز شوکت شاہانہ اسدم
شتابی عقد کردی انکا باہم

یہ سنکر گفتگوی شاہ والا
توقف ایکدم جائز نہ دیکھا

اوسی ساعت بلاکر اہل تنجیم
دکھائی سعد و نحس از راہ تقویم

ملا کر زائچہ نیک اختری سے
کیا عقد جوان شکِ پری سے

لگی رہنی وہ دونون بادل شاد
میانِ عیش و عشرت وصل آباد

در بیان خاتمہ کتاب و وجہ تسمیہ

پلا ساقی شراب جام حسرت
کہ ہون خجلت سی اب مشتاق رخصت

جو تونی شیشہ و ساغر اوٹھایا
مجھی قول غنیمت یاد آیا

بیا ساقی بیا ای قبلۂ شوق
کہ دور آخر شد و باقیست این ذوق

طبیعت جوش پر آئی نہ ہائے
عروج فکر دکھلائی نہ ہائے

سخن نی التفات صفحہ کم کی
قلم کو رہ گئی حسرت رقم کی

نہ نکلا حوصلہ اپنی زبان کا
قلق ہی دلکو انجام بیان کا

احبائی کہا ہنگام اتمام
کہ اسکا نالۂ تسلیم رکھ نام

یہانتک یہ پسند طبع آیا
کہ گویا دل سی میری نقل پایا

زیادہ تر نہ اسمین پھر ہوس کی
اسی پر جستجوی شوق بس کی

ہوا ہاتف سی یہ سال ارشاد
قبول خاطر ارباب فن باد

قطعہ تاریخ تمامی تصنیف از مولانا استاد بالجناب میرزا محمد اصغر علیخان نسیم دہلوی

چون نظم نمود این فسانہ	تازہ گل من ز باغ تعلیم
گفتم نسیم سال تصنیف	قربان بجمال نکہت تسلیم

۱۲۶۹ھ

قطعہ تاریخ ختم تمام طبع از منشی اشرف علی صاحب متخلص بہ اشرف

بتوفیق خدا چون این فسانہ	ز طرز نو بلند آوازگی یافت
بگفت اشرف پی تاریخ ختمش	کہن افسانہ بساز تازگی یافت

۱۲۶۹ھ

رشک گلزار ہمیشہ بہار مثنوی تاریخ ریختۂ خامۂ جادو نگار عبد اللہ خانصاحب مہر

بیاد ساقی کہ فیض اوستادم	چشاند بادۂ مضمون مادم
انیس خلوت معنی نگاران	جلیس مجلس شعری شعاران
شراب شوق پیما عشق تعلیم	خراب ذوق امیر اللہ تسلیم
رقم زد نالۂ تسلیم بشنو	کہن افسانہ دارد جلوۂ نو
بشوق دیدنش چشم گہر چید	شنیدن ادلم تاراج گردید
بمضمونش جگر خون گشت دل خون	چسان گویم فسانہ بلکہ افسون
سپے تاریخ تصنیفش تمنا	بدل افزود شوق خواندنش را
نوشتم مہر سال ہجری جان و درد	جگر زا نالۂ تسلیم پرورد

۱۲۶۹ھ

بعون صانع مکین و مکان فضل خلاق زمین و زمان



مطبع منشی نولکشور مین بطبع متین معقول چھاپا ہوا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اجازت او خیال قاصد دل — کہ آ پہونچا دم تکلیف مشکل
طبیعت پھر مری کچھ ناز پر ہے — کوئی مطلب مگر آغاز پر ہے
مضامین لپٹے ہین فکر رسا سی — زبان جنبش مین ہی حمد خدا سی
بنایا جسنی کن سی دو جہان کو — کیا پیدا زمین و آسمان کو
مہ و خورشید و سایہ کو فلک وار — سکھایا بی قدم انداز رفتار
طلسمی کارخانہ اک بنا کے — نظر سی چھپ رہا صورت دکھا کے
بلند و پست سب اوسنے بنایا — عدم سی عالم ہستی مین لایا
جہان مین اہل بینش کی عجب کو — وصال و ہجر بخشا روز و شب کو
کیا پیدا نشان ہر بی نشان کا — دکھایا رنگ نیرنگ جہان کا
دیا سامان شاہانہ کسیکو — بنایا خاک ویرانہ کسیکو
کسیکو عشق کی لذت عطا کی — سزا دیتی رہی اندھنا کی
دکھای جلوہای حسن خوبان — بنایا صورت آئینہ حیران

چھپائی سیکڑون جلوی گھٹا کی | مثالین صورتین کیا کیا بنا کے
نہ غافل ہی نہ ہی فرزانہ باقی | فقط عالم مین ہی افسانہ باقی
تماشا دستِ یارِ خود نما ہے | تصور بن کے پھرتا جا بجا ہے
کہین شوکت ہی شانِ انبیا کی | کہین عظمت ہی ذکرِ اولیا کی
کہین ہی ہمتِ اخوانِ یوسف | کہین ہی عصمتِ دامانِ یوسف
شرارِ شعلہ افزا ہی کہین وہ | ادیبِ ہوشِ موسیٰ ہی کہین وہ
کہین ہی التماسِ شوقِ دیدار | کہین ہی محرمِ اسرارِ انکار
کہین طالب کہین مطلوب ہی وہ | غرض ہر رنگ مین کچھ عجب ہی وہ
سنبھل ای سرخوشِ پیمانۂ شوق | خرابِ بادۂ خمخانۂ شوق
زیادہ تر ندی رخصت قلم کو | مئی وحدت کی بدلی کھینچ دم کو
کہانتک ایک سی آہنگِ فریاد | بدل اب اور کوئی رنگِ فریاد
ملک مشتاق ہین حرفِ دعا کی | فلک پر بھیج تحفے التجا کے

مناجات عاشقانہ

الٰہی دی کوئی دل سر بسر جوش | برنگِ زخمِ خندان غم فراموش
ہمیشہ سایۂ خنجر مین تڑپی | اگر محشر بھی ہو محشر مین تڑپی
وہ دل ہو جو ستم کو ناز سمجھے | وہ دل ہو سوز کو جو ساز سمجھے
سدا ناکامیون سی کام رکھے | جو نکلی کام کوئی نام رکھے
ہنسے رسوائیِ حالِ زبون پہ | بہائی اشک تدبیرِ جنون پہ

بنی موج ہوای پایمالے ۔ مٹنی زنجیر کی ہرزہ خیالے
جنون انگیز وہ سامان کہائے ۔ خیال پاکِ مجنون مین نہ آئے
نہو پامال غم کی سرکشی سے ۔ اوٹہائی نازِ دشمن ہی خوشی سے
رہی ونرات خود دیوانہ اپنا ۔ برنگِ شعلہ ہو پروانہ اپنا
نہ ہم آغوش ہو جانان سی اپنی ۔ پشیمان ہی رہی ارمان سی اپنی
بڑہی گر بدگمانی چشمِ تر کی ۔ قسم کہائی سرِ داغِ جگر کی
منائی شادیان رنج و محن سے ۔ اوٹہائی عیشِ نو داغِ کہن سے
نہو کامل مذاقِ تلخکامے ۔ رہی ہر مدعا مین ناتمامے
حباب آسا طلسمِ یک نظر ہو ۔ کہ اپنی جنبشِ دامان سی ڈر ہو
دکہائی اضطرابِ وقتِ مشکل ۔ رہی سینہ سدا آغوشِ بسمل
ترقیخواہِ تکلیفِ جفا ہو ۔ بلا گردانِ سامانِ قضا ہو
نہین بس آشنا اسیر بہی خاطر ۔ لبِ مضمون سی ہی کچہہ اور ظاہر
اجل ہو مہربان دشمن کی بدلی ۔ کفن مجکو ملی دامن کی بدلی
برنگِ شمعِ کشتہ بعدِ مردن ۔ بنی فانوسِ تن آغوشِ مدفن
لحد سی اوٹہکی ہی مضطر بنون مین ۔ غبارِ عرصۂ محشر بنون مین
نہ آنکھون مین نشانِ خواب دیکہون ۔ اگر دیکھون کبھی تو آب دیکھون
رہی سر پر ہجوم مہ جبینان ۔ سنون ہر دم تقاضای حسینان
نہون شاکی مری ہمراز مجسی ۔ رہین راضی نیاز و ناز مجسی
رگِ سودا جنون مین خون کو ترسی ۔ سکے طعنے زبان نیشتر سے

گرین بخت جگر آنکھون سی باہر
بہ رنگ اشک بلبل پہول ہوکر

نہ چہوٹی مجہسی تا انجام ہستی
بشکل آئینہ صورت پرستی

نہ دیکہون شکل ارباب ریا کے
حریص خرقہ مشتاق عبا کے

عمامہ قہر ہو جبہ بلا ہو
درازی ریش کی عرض دعا ہو

رہون زندہ تمنای قضا سے
امید یاس ہو حرف دعا سے

کبہی پیدا کرون ابرو کی صورت
پریشان دل رہون گیسو کی صورت

رہی مثل گریبان چاک دامن
پہرون تا عمر ہستی پاک دامن

کری دامان صحرا سر پرستی
دکہای مستیان ویرانہ مستی

قیامت لائی سر پر داغ سودا
بنی خورشید محشر داغ سودا

مرون تیور اگر بدلین الم کے
رکی سینی مین دم رکنی سی غم کے

شفای دل ہو بیتابی کا آزار
شکیبائی رہی صورت سی بیزار

اجل سامان شادی کا سبب ہو
صف ماتم صف بزم طرب ہو

پشیمان چارہ گر بالین سی اوٹہی
مسیحا چشم تر بالین سی اوٹہی

نکل جائین سب ارمان روح و تن کے
اجل آئی مری معشوق بن کے

رہین نا آشنا لب مدعا سے
زبان ہو گنگ حرف التجا سے

بنون اپنی شکست دل کی آواز
رہی جہپر رہی میرا حشر تک ناز

بڑہین رنجی یہ جنس ہمسری کی
اوٹہاؤن ناز قحط مشتری کے

یہانتک کاہش تن مہربان ہو
کہ میری یاد بہی خواب گمان ہو

کمال بی نشانی جب دکہاؤن
تصور کی تصور مین نہ آؤن

چھپون جسوقت مثلِ نکہتِ گل — بنی مدفن زیارت گاہِ بلبل
ہوا جنت کی دون میلِ نظر سے — لپٹ کر دامنِ خیر البشر سے
نہ ہون رسوای بازارِ قیامت — نہ لون احسانِ سودای ملامت
سیہ کاری مقبولِ یزل ہو — لباسِ کعبہ طولِ امل ہو
بس اے تسلیم کہتک جوشِ مستی — کہانتک شیوۂ مطلب پرستی
لکھی کر شوقِ عرضِ التجا مین — گرہ دی طولِ زلفِ مدعا مین
فرمانِ نعتِ سلطانِ امم ہے — سرِ خامہ پئی تسلیم خم ہے
زبان ہی مائلِ ذکرِ پیمبر — دہن ہی حلقۂ گردابِ کوثر

نعت جناب سید المرسلین خاتم النبیین احمد مجتبی محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم

ادھر آ او خیالِ پاک دامان — تکلف ہو چکا تکلیفِ احسان
ادب نی اور ہی جلوہ دکھایا — چراغِ ہوش کو خاموش پایا
خدا ارزش مضمونِ روشن — کہ پھیلائی ہوئی ہین حرف دامن
مبارک باد نعتِ مصطفے ہے — زبان پر نغمۂ صلِّ علیٰ ہے
سکھایا جسنے ہمکو دینِ اسلام — سنائی امر و نہی حق سے پیغام
زمین و آسمان زیرِ قدم ہے — شبِ معراج سیرِ یکدم ہے
یہانتک فردِ یکتائی مین پایا — کہ سایہ بھی نہ پابوسی کو آیا
ہوئی کافر سی جب اعجاز خواہی — بتون نی دی نبوت کی گواہی
احد نی میم احمد کو ازل مین — عنایت کی جگہہ دل کی بغل مین

لکھوں کیا قدرِ ذاتِ کبریائے   نہیں گنجائشِ حمدِ خدائے

نہ لکھوں کیوں بطفلِ شوقِ بیحد   نیازِ کبریا نامِ محمد

پی بخشش اگر ایسا فقط ہو   بلاغت نامۂ عصیان غلط ہو

فقیری مین دیا شاہون کو انعام   پڑہا ہر علم بی تفہیم افہام

فدا ایسے سبب سب کے   تصدق عالمِ اُمّی لقب کے

خدایا اے شہنشاہِ دل افروز   ادہر بھی یک نگاہِ معصیت سوز

بہت کچھ ہو چکی غفلت پناہی   بہت دیکھا عتابِ کم نگاہی

یہانتک جوشِ محرومی عیان ہے   کہ مجھسے بدگمان میرا گمان ہے

سوادِ مردمِ چشمِ بتان ہون   سویدای دلِ ہندوستان ہون

عروسِ یاس ہم آغوشِ دل ہے   مری امید مجھسے منفعل ہے

ہوس ہی روضۂ انور کو دیکھون   جبینِ آستان پر سر کو دیکھون

طوافِ مرقدِ شاہِ نجف ہو   غمِ ناکامیِ دل برطرف ہو

بناؤن توتیای چشمِ بیخواب   غبارِ آستانِ پاکِ اصحاب

خصوصًا جان نثارانِ پیمبر   ابوبکرؓ و عمرؓ عثمانؓ و حیدرؓ

سببِ تالیفِ کتاب

پہونچ ساقی کہ وقتِ نوش آیا   تری غفلت سی مجکو ہوش آیا

سبو ساغر اوٹہا بہر تلافے   زبانِ شکوہ وہ ہوئی آبِ صافے

سنبھالون خاطرِ پر جوش کو مین   کرون گویا لبِ خاموش کو مین

کہ اکدن اتفاقاتِ جہان سے   ملی فرصت جفای آسمان سے

تسلی کا ہوا جب مرہم جگر پہ — ہوا ہر اشکِ حسرت چشمِ تر پہ
عدم کی راہ کی رنج و تعب نی — مبارکباد دی عیش و طرب نی
دلِ آسودہ مثلِ اہلِ ادراک — ہوا مصروفِ سیرِ عالمِ پاک
بشکلِ روحِ ادریس و مسیحا — تماشائی ہوا نورِ قدم کا
ہوئی پیدا اثر حسنِ شگون کے — کھلے دروازے قصرِ نیلگون کے
کبھی جبریل کا ہم آشیان تھا — کبھی عنقای وحشتِ لامکان تھا
کبھی روحانیون سی ساز کرتا — کبھی قسمت پہ اپنی ناز کرتا
کبھی تھا عالمِ حیرت مین خاموش — بشکلِ طوطیِ دستان فراموش
درِ معنی پہ آیا جب بہ تکریم — ادب سی کی سخن نی عرض تسلیم
جگہہ دی مسندِ عزت اثر پہ — قدم چومی ہوا قربان سر پہ
پس عرضِ نیازِ دوستانہ — لگا کہنے کہ ای فخرِ زمانہ
گلِ تازہ بہارِ نکتہ دانی — چمن پیرای فردوسِ معانی
اجازت ہو تو خدمت مین زبانی — کرون ظاہر کچھہ اپنی خستہ جانی
کہون افسانۂ بیتابیِ دل — سناؤن داستانِ رقصِ بسمل
سراپا مثلِ نی درد آشنا ہون — تہی ہون آب سی تم سی جدا ہون
کہا دل نی مری تقصیر کیا ہے — جو کہتے ہو کہو تاخیر کیا ہے
کہا جو اہلِ فن گذرا جہان مین — کیا سکہ رواں اپنا جہان مین
لکھا ہر ایک نے مدح و فسانہ — بنایا مجھکو ممتازِ زمانہ
مگر قربان اس بخلِ زبان کے — کہ تم قارون بنی نقدِ بیان کے

لگا کر قفلِ خاموشی دہن میں
چھپایا جیتی ہی مجھکو کفن میں

کہا دل نے سخن سے سچ ہے یہ بات
مگر میں کیا کروں ہیہات ہیہات

زمانے میں یہ قحطِ قدرداں ہے
کہ مجھکو بات بھی کرنا گراں ہے

طبیعت ہٹ گئی شعر و سخن سے
تنفّر ہو گیا اظہارِ فن سے

بنا کر حسنِ مطلب این و آں کو
کروں آلودہ کیا اپنی زباں کو

ملیگا جب کوئی ممدوح ذیجاہ
بخوبی دوں گا دادِ نظمِ دلخواہ

سخن نے سنکے دل سے یہ فسانہ
کہا اب بھی نہیں خالی زمانہ

ہزاروں اہلِ فن کی قدرداں ہیں
خریدارِ گہرہای بیاں ہیں

خصوصًا صاحبِ اقبالِ جاوید
دو عالم میں یگانہ مثلِ خورشید

رہی دل جانبِ توشیح شیدا
اشاروں میں ہی شکلِ نام پیدا

معزز محترم ہندوستاں میں
حریفِ ہمتِ حاتم جہاں میں

مئے خمخانۂ وحدت سے مدہوش
دلِ پر معرفت پیمانۂ جوش

علوِ مرتبہ پیدا جبیں سے
لیاقت جلوہ گر عقلِ متیں سے

یہ عالم ہے کفِ گوہر فشاں کا
بنا فرشِ زمیں صحنِ آسماں کا

خمِ تیغِ دو دم گر خوں فشاں ہو
شفق گوں دامنِ کون و مکاں ہو

خراماں ہو خضر آسا جدہر سے
ارم آئی قدم لینی کو سر سے

نظر محوِ رضای سینہ چاکاں
صفا طینت بشکلِ روحِ پاکاں

اثر ہمت میں ابرِ دُر فشاں کا
حقیقت میں چمن پیرا جہاں کا

بہارِ خُلق بس نکہت فشاں ہے
دماغِ اہلِ عالم عطرداں ہے

ارادون مین اثر جوش نہان کا
مرا ایسا حوصلہ طبع جوان کا

ازل ہی صبح روز افزونی جاہ
قیامت سے لیف شافہ بخت بدخواہ

بزرگی بوسہ زن حسن جبین ہے
اجازت فخر کی روح الامین ہے

لئی پہرتا ہی در پہ چرخ اخضر
ہمیشہ کاسہ خورشید انور

شرف دی نام سی اسکی زبان کو
دکہا اعجاز فن اہل جہان کو

مری شہرت ہوا اطراف جہان مین
تری عزت ہوا ارباب بیان مین

یہ مژدہ سنکی دلکو جوش آیا
طبیعت مین مزا کچہہ اور پایا

ہوائی نظم خاطر مین سمائے
جگر سے آہ موزون لبتک آئی

بڑہا اندیشہ بہر سیر افلاک
کیا مضمون نے استقبال ادراک

زبان کرنی لگے گوہر فشانے
قلم لکہنے لگا راز نہانے

کہلی غنچے گلستان سخن کے
لیی سنبل نی بوسے یاسمن کے

داستان بیچ بیان خوبی ترغیب محبت کی اور رجوع کرنا طرف آغاز حال عشق کے

سنبہل اے ساقی میخانۂ راز
کہ پہر ہی رغبت تکلیف آغاز

ہر اک دم ہو رہا ہی نشتر دل
خراش نالۂ استاد کامل

لحاظ توبہ واعظ اوٹہا دے
اچہوتی دونون عالم سی پلا دے

کہانتک اضطراب جوش مستی
کہانتک فرصت کوتاہ دستی

لب ساغر ملا دی میری لب سے
سمجہ لون آج مین بنت العنب سے

میسر پہر کہان یہ ساز و سامان
زمان عیش ہی دم بہر کا مہمان

کہین عشرت کہین غم کا سما ہے — دو رنگی آسمان دکھلا رہا ہے
کہین ہے صبح عیدِ زندگانی — کہین ہے شامِ مرگِ ناگہانی
کہین ہے نغمۂ یارانِ محفل — کہین ہے شکوۂ بیرحمیٔ دل
کہین ہے جلوۂ لبہای خندان — کہین اشکون سے ہے لبریز دامان
کہین لطفِ بہارِ بوستان ہے — کہین اندیشۂ خارِ خزان ہے
کہین گل تابِ رخسارِ چمن ہے — کہین منقارِ بلبل نعرہ زن ہے
اکڑتا ہے کہین شمشادِ گلشن — کہین قمری اسیرِ طوقِ گردن
کہین راحت کہین جوشِ بلا ہے — غرض دنیا عجب حیرت کی جا ہے
فریب افزا ہے نیرنگِ زمانہ — طلسمے ہے یہان کا کارخانہ
زمین و آسمان کی پست و عالی — یہ سب ہین شکلِ تصویرِ خیالی
ثباتِ بے ثباتی گھات مین ہے — فریبِ مدعا ہر بات مین ہے
نہین تاخیرِ احسانِ اجل مین — عروسِ مرگ ہے ہر دم بغل مین
خوشی سے غم کی ہے تاثیر پہلی — عیان ہے خواب سے تعبیر پہلی
تجھے حرصِ جہان ایدل عبث ہے — غبار آسا پسِ محمل عبث ہے
ازل سے زالِ دنیا ہے ستمگار — لیے پہلو مین ہے پہلوی اغیار
نئی جادوگری ہے اسکی دم مین — کہ دانا دام مین آتا ہے دم مین
ہزارون زہر کھاتی ہین اسی پر — نہین ہے بند یہ تحفہ کسی پر
خرد نا آشنا فرزانہ اسکا — فسون سے کم نہین افسانہ اسکا
یہان ذلت وہان تکلیفِ آزام — برا آغاز ہے بدتر ہے انجام

ہوائے عشق باقی میں فنا ہو
برنگِ قطرہ دریا آشنا ہو

تہِ تیغِ محبت رکھ گلو کو
حیاتِ بی اجل دی آرزو کو

محبت میں لہو پاسے اگر ہو
ابھی وہ ماہِ تابان جلوہ گر ہو

محبت سے ہی روزِ عیش پر جوش
محبت سے شبِ غم ہی ہے پوش

محبت سے یہ الفاظ و معانے
بہم چسپان ہین مثلِ یار جانے

محبت سے دلِ لالہ لہو ہے
محبت سے پریشان موج بو ہے

محبت سے گلِ تر ہی جگر چاک
محبت سے دلِ بلبل ہی غمناک

محبت ہو جو گرمِ جلوہ سازی
بنی پروانہ داغِ شعلہ بازی

محبت سے ہین روح و تن ہم آغوش
محبت سے گلِ آدم مین ہی جوش

محبت سے جگر سوزی مزا دی
محبت لذتِ راحت بھلا دی

محبت کیمیای ہر جگر ہے
محبت جلوہ پردازِ نظر ہے

محبت سے ہی لبریزِ فغان نَے
محبت سے نہین خالی کوئی شے

محبت سے دلون مین ساز دیکھا
محبت سے نیاز و ناز دیکھا

محبت ہی عجب دریای پُر جوش
کہ ہر قطرہ ہی طوفان سے ہم آغوش

یہان کا ذرّہ ذرّہ پر بلا ہے
دو عالم اک سراب کم نما ہے

دمِ تیغِ اجل ہی ساحل اسکا
فنا ہے سہل کارِ مشکل اسکا

بحسرت جان دینی زندگی ہی
قضا اسمین ادای بندگی ہی

گواہِ حالِ جوشِ عاشقانہ
سپرد خامہ ہوتا ہے فسانہ

نہین تصنیفِ طبعِ نکتہ دان کا
بیان ہی ہمدمِ صادق بیان کا

[illegible]

کہانتک دل میں فراغ قدردانی
کرون بے پردہ راز خوش بیانی

دکھاؤن حسن اعجاز بیان کے
زبان کو بھی لے حرف داستان کے

ہراک سودہ ہوم ہو فکر جوان کے
ہوا کیا کیا بندھی طبع روان کے

جلائے گرمی مضمون عدو کو
کرے بندش پشیمان عیب جو کو

حصول مدعای دوستان ہو
سخن آویزۂ گوش جہان ہو

آغاز داستان

ادہر آسا سے غارتگر ہوش
وفا نا آشنا عاشق فراموش

چھلکتی لامی گلگون کہین سے
زبان موج ہو آب آتشین سے

کہ پہر ہون سرخوش پیمانۂ عشق
بیان کرتا ہون میں افسانۂ عشق

کہ تہا اک نوجوان مست مدہوش
برنگ آرزو پرورده جوش

ترقیخواہ آشوب جوانے
دعاگوی بلای ناگہانے

تجرد میں بشکل سرو آزاد
برنگ نکہت گل خانہ برباد

سر پرشور پامال جنون تہا
حنا کی طرح دل لبریز خون تہا

جبین شتاق اوس تصویر غم کے
غبار سجدۂ پای صنم کے

خم ابرو نیاز آباد حاجات
برنگ مصرع بیت مناجات

جگر محو فریب بیقرارے
سر مژگان شہید اشکبارے

عیان رخسار سے جوش نہانی
خط نو سبز شرح نوجوانے

لبون سے شور بیتابی بہم تہا
دہن پیمانۂ فریاد غم تہا

زبان مشغلِ زبانِ عاشقِ زار
ہمیشہ قصہ خوانِ شکوۂ یار

ازل سے عشق ربطِ آب و گل مین
خلش کے گدگدی پہلوئے دل مین

سدا مدِ نظر تھا حسن ذرات
حسینون مین بسر کرتا تھا اوقات

پئے تسکین خاطر کو بکو مین
پھرا کرتا تھا شہرِ لکھنؤ مین

قضارا ایکدن وہ ناشکیبا
چلا گھر سے پئے سیر و تماشا

قریبِ شام سوئے چوک آیا
دلِ مضطر کو جو راحت فزا پایا

تمنا خیز ہر جانب نظر کے
ہوئی راحت فزا حسرت جگر کے

جہان حسنِ شور انگیز دیکھا
طلسمِ نازِ محشر خیز دیکھا

ہوئی پیدا نگہ کو رغبتِ دور
نظر آنے لگے سامان کچھ اور

کوئے کافر ادا ہے نغمہ پرداز
کوئے رشکِ پری ہے شعلہ پرواز

کوئے بیباک ہے گرمِ اشارہ
کوئے چالاک ہے محوِ نظارہ

کوئے نازک ادا مسند نشین ہے
کوئے آئینہ رو آئینہ بین ہے

کوئے خندان برنگِ صبحِ نوروز
کوئے برقِ تبسم سے جہان سوز

یہ عالم دیکھتا اپنے ہوا مین
بڑھا کچھ دور راہِ مدعا مین

کہ ناگہ جوشِ مستی رنگ لایا
قضا نے اور ہی سامان دکھایا

بتِ بیرحم عصمت نام جسکا
ستم پیشہ عداوت کام جسکا

کھڑی ہے ناز سے کافر لبِ بام
نگاہِ رخنہ گر ہے مرگ پیغام

زمانہ ہو رہا ہے محوِ دیدار
عیان ہین وعدۂ فردا کے آثار

دہان جو ہے تحیر آشنا ہے
برنگِ ہوش عاشق کھو گیا ہے

وہ کافر حسن پر اپنے ہے مغرور | سراپا مثل برق شعلۂ طور
بہار اٹھتی ہیں جوش نوجوانی | زبان مصروف لفظ لن ترانی
قد موزون سراپا نور میں غرق | برنگ مصرع برجستہ برق
عیاں ہر عضو سے شان قیامت | سراپا جان و ایمان قیامت
دم رفتار گرتا ہے قدم پر | بجائے سایہ رنگ روئے محشر
وہ کافر زلف یا وہ جگہ ہے | دل زاہد سے بھی تاریک تر ہے
غضب ہے جا کی پھیر آباد ہر کا | اثر ہے زلف میں ام نظر کا
وہ پیشانی کہ جسکا بدر مشتاق | درخشاں کوکب اقبال عشاق
ہمیشہ دیکھکر شام و سحر کو | گہی لے ساجدین شمس و قمر کو
ہر اک ابرو ہے تیغ خوش نظارہ | سراپا جوہر موج اشارہ
دم جنبش اداؤں فتنہ گر کے | مبارکباد ہے زخم جگر کے
خمار آلودگے آنکھوں سے پیدا | نظر سے کیف مستانہ ہویدا
نگاہ مست پھرتی ہے جدھر کو | غشی آتی ہے پابوس نظر کو
وہ مژگان وقت آرائش کریں گھر | دل آئینہ میں مانند جوہر
کنار بام وہ رخسار پر نور | نظر آتی ہیں جیسے شعلۂ طور
یہی کہتا ہے ہر مشتاق مضطر | سوا نیزے پہ ہے خورشید محشر
دہن گرداب صہبائے معانی | زبان موج شراب لن ترانی
تبسم میں نکلے ہر لب سے ہویدا | تقاضا شوخئ طبع جوان کا
زنخدان جلوہ گر مانند گرداب | برنگ آب گوہر خشک و سیراب

صفت گردن کی افزون جو صلی سے — وہی جانی لگائی جو گلے سے
ہر اک شانہ برنگِ دستۂ گل — زیارتگاہِ صبحِ عیدِ بلبل
عیان سینی سی آغازِ جوانی — نمو پستان کی غمازِ جوانی
نزاکت سی عجب عالم کمر کا — گمان سبکو رگِ تارِ نظر کا
کسی صورت نہین آتی نظر ناف — مگر ہی حلقۂ میمِ کمر ناف
یہ نقشہ لطفِ صحبت نی دکھایا — کہ ثابت نی عدم کا لطف پایا
لکھون کیا جسم سے مخفی کا اشارہ — عیان مہ و ماہ نو مین اک ستارہ
ہر اک زانو طرب انگیزِ عشاق — بظاہر جفت خوبی مین مگر طاق
نمایان پانچی سی ساقِ پر نور — تہِ فانوس جیسے شمعِ کافور
دوبالا حسن ہی جوشِ صفا سے — عیان رنگِ حنا ہی پشتِ پا سے
غرض اس طرح وہ خورشید سیما — ہر اک جانب سے سرگرمِ تماشا
جوان نی بھی نگاہِ شوق ڈالی — تمنای دلِ مضطر نکالی
کشیدِ شوق نی جادوگری کی — پھری چتون ادہر شاہ پری کی
کھلین وہ پردہ عرضِ دل کی راہین — ملین باہم گلی دونون نگاہین
لیی سینی مین اوس شمع رسیدہ سر کے — خدنگِ نازنی بوسے جگر کے
رہی کچھہ دیر مثلِ نو خریدار — نیاز و ناز باہم گرم بازار
پھر آخر جذبۂ دل نی کمی کے — ہوئی تاثیر پیدا برہمی کے
ادا سی صورتِ ابرو کھچے وہ — طبیعت کیطرح سے ہٹ گئی وہ
چھپائی شکل اپنی دل کی صورت — گرا یہ خاک پہ بسمل کی صورت

ہجوم شور بیتابی نے آکر / کیا دل کو ستم آباد محشر

حواس و ہوش و عقل و صبر و آرام / ہوئی سب نذر ایما کی دلارام

وہ عادی جسکے تہی حال بدی سے / کیا رخصت ہجوم بیخودی نے

غبار آسا اوٹھا فرش زمین سے / ہٹا پہلوی کوی نازنین سے

مگر حیران کہ یہ سامان کیا تھا / یکس برق بلا کا سامنا تھا

یکس بیرحم قاتل سے لڑی آنکھ / یہ کسکو دیکھتی تھی ہر گھڑی آنکھ

لبون مین کس لیے قفل حیا تھا / سکوت مدعا کیون مدعا تھا

ہوا یہ کون غائب روبرو سے / کیا کسنے پشیمان آرزو سے

متاع صبر و طاقت لیگیا کون / یہ داغ نامرادی دیگیا کون

اوسی دھن مین وہ پامال تمنا / رہا سرگرم سیر راہ جوش سودا

جب آدہی رات کی انجام پایا / بلاے تازہ نے گہر مین آ دبایا

بیان درد محبت فراق کا اور تنگ آکر نکلنا جوان کا شہر مینو بہر لکھنؤ سے

بلا آسا تڑپنے سے خونابۂ دل / کہ ہون حیرت فروش چشم بسمل

قرار بیقراری جوش پر ہے / ہجوم کیف مستی ہوش پر ہے

زبان ہی گفتگو سی پہر ہم آغوش / طبیعت مین ہی یون یاد فراموش

کہ تا وقت سحر وہ نوگرفتار / رہا مانند چشم انجم بیدار

بسر کی جل کی مثل شمع ماتم / اوٹہا وہ داغ جگر کی طرح برہم

نہ پہلو مین دل آفت رسیدہ / نہ دل مین صبر وحشت آرمیدہ

پریشان خاطری بیدا نظر سے — چکان ابر مصیبت چشم تر سے
فغان بے اثر لب سے ہویدا — امید یاس ہر مطلب سے پیدا
نہایت بیخودی نے جب ستایا — اوسی کوچے مین مثل ہوش آیا
ہوای جلوہ جانان مین ششدر — برنگ نقش پا بیٹھا زمین پر
مبرا ہو کے ہر شور و شر سے — لڑی چشم ہوس دیوار و در سے
خیال یار کو ٹھہرا کے ہمراز — کیا یون شکوہ تکلیف آغاز
کہ ای محرومی تقدیر تا چند — کرون مین چاک ہای دل کو پیوند
اوٹھاؤن ناز بیتابی کہان تک — رہون پابند بیخوابی کہان تک
کہان تک گلفشانی چشم تر کے — کہانتک چاک دامانی جگر کے
لحاظ شکوہ بیداد کب تک — خیال عصمت فریاد کب تک
کہانتک پاس شرم پردہ داری — کہان تک شرط ضبط دلفگاری
اوٹھین شعلے کہان تک داغ تن مین — رکی کبتک رہین نالی دہن مین
خلشہای سر مژگان کہان تک — غم بیرحمی جانان کہان تک
تقاضای دل مضطر کی حد بھی — جفاہای بت خودسر کی حد بھی
یہان لب پر یہ تقریر خیالی — وہان مشق غرور بیمثالی
یہان خصمت طلب صبر و تحمل — وہان آغاز آغاز تجاہل
یہان دل شعلہ زار شوق دیدار — وہان برق تغافل گرم بازار
یہان ہر دم تقاضای تمنا — وہان صبر آزمائی کارفرما
یہان شور جنون محشر در آغوش — وہان حکم عدو خاموش خاموش

یہان شام مصیبت جلوہ افروز
وہان سامان صبح روز نوروز

یہان سو رنگ تنگ و بد لیتا
وہان ہاتھون مین مہندی غیر ملتا

یہان احسان مرگ ناگہانی
وہان کیفیت شباب کامرانی

یہان ہنگامہ آرائی یہ نالہ
وہان دور شراب پر پیالہ

یہان مستی وہان شوخی و شنگی
غرض ہر رنگ مین تنگ دورنگی

اسی صورت سے گذری جب کئی سال
فلک نے اور پھینکا قرعہ فال

غبار دشت رسوائی بنایا
برنگ قیس سودائی بنایا

ہوئی بیگانگی اپنے سے پیدا
رم آہو ہوا ایسی سی پیدا

لگا فرق آنی وضع نے خلل مین
لگا رہنے مزاج بہت بل مین

بڑھی برہم مزاجی مثل سنبل
ہوا نے قید شکل نکہت گل

برنگ شور رسوائی جہان مین
لگا پھرنے ہر اک شہر و مکان مین

کشاکش سے جنون کی تنگ آکر
ہوا آمادہ ترک لکھنؤ پر

یہ سوچے عالم بیچارگی مین
کہ ہو چندی بسر آوارگی مین

تمنائے وفا عصمت سے معلوم
یہ ارمان خوبی قسمت سے معلوم

یہان ہو کر جدا اوس شعلہ رو سے
جلائے کون دل داغ عدو سے

غرض اک دن سحر دیوانگی مین
بگڑ کر شیوۂ بیگانگی مین

چلا گھر سے برنگ نبض مضطر
ہوا قربان خاک کوئے دلبر

تڑپ سی کچھ دل پر جوش ٹھہرا
وہان دم بھر برنگ ہوش ٹھہرا

کہا اے کوچۂ دلدار قربان
تصدق اے غبار کوئے جانان

عدو سمجھا ہی چرخِ پیر مجھکو — جدا کرتا ہے سب سے بے تقصیر مجھکو
یہی مضمون فلک سمجھا رہا ہی — بلا ہی جانِ غربت بے مدعا ہی
قدم جمتی نہین مجبور ہون مین — برنگِ دستِ شل عقدہ ہون مین
جنون کا حکم ہی گھر سی نکلیے — گریبان گیر ہی وحشت کہ چلیے
ترقی پر ہی احسانِ خدائی — امنگون پر ہی جوشِ خطِ ابتدائی
کہان مہلت ہی تکلیفِ جنون سی — خبر کیا ہون دلِ لبریز خون سی
نہایت مختصر ہی طولِ وحشت — خدا حافظ بس اب تکلیفِ رخصت
یہ کہکر مثلِ عہدِ نوجوانی — بڑہا وہ سوئے باغِ زندگانی
طپش دل مین برنگِ نبضِ مضطر — روان اشکِ ندامت ہر قدم پر
زبان دلداریِ ضبطِ سخن مین — فغان خوابیدہ آغوشِ دہن مین
تحیر ہمتِ دیوانگی پر — تاسف رخصتِ فرزانگی پر
اسی صورت خیالِ این و آن مین — رہا سرگشتہ اطرافِ جہان مین
کبھی شہر اوسکی رم سی جنت آباد — کبھی صحرا ہجومِ آبادِ فرہاد
کبھی گردِ رمِ وحشی غزالان — کبھی ہم صحبتِ نازک نہالان
کبھی ریگِ بیابان غازہ رو — سوادِ شہر گاہے شامِ گیسو
غرض کچھ روز وہ مایوسِ امید — پھرا مثلِ نگاہِ یار بے قید
قضا را حسبِ حکمِ بختِ ناکام — ہوا اک شہر مین داخل سرِ شام
عجب وہ شہرِ دلبری تہا — طلسم آبادِ حسنِ کافری تہا
برنگِ خلد اک فردوسِ ثانی — نہ رکھتا داغ جو چرخِ آسمانی

ہوا مین ہے وہ دمِ عیسیٰ کی تاثیر
نوا زن ہر طرف مرغانِ تصویر

خلوِ شانِ رفعِ یہ مکان ہے
ملک کرتی زیارت آسمان ہے

جوان ہر سمت مثلِ ہوشِ دانا
نظر کرتا تھا قدرت کا تماشا

کہ آیا سامنے اک مردِ درویش
برنگِ غنچۂ نو رستہ دل ریش

سراپا نے طمع صورت گدا کے
بھری دل مین ہوس لقاے خدا کے

حقیقت آشنا و معرفت کار
مقاماتِ ولایت سی خبردار

شرابِ ذوق سی دل مست و سرشار
سدا یادِ خدا موشی مین ہشیار

نہ رکھتا کچھ تعلق پاس ہاتے
مگر باقی کی دلمین آس ملتے

شریف و پارسا و رمزدان تھا
لباسِ فقر مین سلطان نہان تھا

کہا اوسنے کہ تو آیا کہان سے
کہا آبادیِ ہندوستان سے

کہا گھر کس دیارِ نامجو مین
کہا جنت نظیرِ لکھنو مین

کہا مقصود اس غربت سی کیا ہی
کہا ترکِ تمنا مدعا ہی

کہا کافر ہی یا پابندِ اسلام
کہا بی قید کو مذہب سے کیا کام

کہا کس شغل مین رہتا ہی سرشار
کہا نفیِ عدد و اثباتِ دلدار

کہا کچھ تو مصیبت آشنا ہی
کہا دل مین غمِ الفت بھرا ہی

کہا پھر کس لیئے محنت سفر کے
کہا ہون بویِ گل عادت سفر کے

کہا جائیگا آخر اب کہان کو
کہا تقدیر لی جائی جہان کو

کہا کیا یار سے اپنے خفا ہے
کہا یہ وہم بیجا آپ کا ہے

یہ سنکر رحم آیا نوجوان پہ
لی آیا پیر ساتھ اپنی مکان پہ

رہا مصروفِ خدمت روز و شب وہ / کٹی راحت سے ہی دل افروز شب وہ

سحر کو بعدِ مشقِ ورد و اشغال / ہوا پابوسِ مہمانِ کہن سال

وہی آغاز کی مہمان نوازے / وہی دی دادِ لطفِ سرفرازے

کہا کچھ دن یہین آرام کر تو / ٹھہر چندی بسرِ ایام کر تو

نہین حکمت سے خالی نکتہ ساز / کچھ اس مین مصلحت ہی مصلحت ساز

یہ سنکر مشتِ زلفِ خانہ بردوش / رہا وہ نوجوانِ خود فراموش

کششِ سوزشِ کامل مین جو پائے / طبیعت اسکی سوی فقر آئے

کیا قطع تعلق این و آن سے / ہوا برخاستہ خاطر جہان سے

ہوس پیدا ہوئی طاعت کے عزلت / زبان رہنی لگی صرفِ مناجات

اکیلا بیشتر خلوت مین رہتا / مراقب کثرتِ وحدت مین رہتا

قضارا بعد چندی شیخِ فانی / ہوا داغِ وفای زندگانی

جو اسنے پہ کچھ آیا عہدِ پیری / ہوئی پیدا ہوای دستگیری

لگا ہر موی تن کرنے گرانے / پڑی ہی تکلیفِ زورِ ناتوانے

ہوا عمرِ فنا کا مختصر طول / سدہارا سوی جنت مردِ مقبول

رہا وہ بوریای فقر خالی / ہوئی تجویزِ اعیان و اہالی

بسے جاروب کش شام و سحر یہ / کرے اوقات طاعت مین بسر یہ

داستان جانا جوان کا طرف باغ سلطانی کی اور عاشق ہونا دختر پری پیکر بادشاہ کا

خدارا ہان کوئی انداز ساقی / ادہر بھی اک نگاہِ ناز ساقی

جمالِ دخترِ رز روبرو ہے | نظر محتسبِ فرش آرزو ہے
برنگِ رنگ نیرنگِ زمانہ | بدلتا ہی نئی صورت فسانہ
کہ اکدن وہ جوانِ پیکرِ غم | اوٹھا گھر سے برنگِ شورِ ماتم
پڑھا مثلِ نسیمِ صبحگاہے | سوبستانسرای پادشاہے
کہ شاید کچھہ تسلی ہو جگر کو | قرار آئی دلِ وحشت اثر کو
ہوا کہتا ہوا باغِ جہان کے | ہوا خدمت مین حاضر باغبان کے
کہا ای نونہالِ دلربائے | چمن پیرای باغ آشنائے
یہان مین بلبلِ بی آشیان ہون | ابھی نادیدہ لطفِ بوستان ہون
تمنا ہی کہ روی گل کو دیکھون | ہوس ہی اک نظر سنبل کو دیکھون
لگاؤن سرو کو دم بھر گلے مین | نکالون یاسمین سی حوصلی مین
سوی نرگس نگاہِ شوق ڈالون | گلِ لالہ کو چھاتی سی لگالون
زبانِ برگِ سوسن لعل دہن مین | لبِ رنگینِ گل چوسون چمن مین
نہ گذرون شوخیِ طبعِ رسا سے | کرون اٹکھیلیان بادِ صبا سے
مزاجِ گل جو پاؤن مزدان مین | عنادل سی کرون بحثِ فغان مین
دکھاؤن گرمیِ فریاد کیا کیا | جلاؤن خاطرِ صیاد کیا کیا
جماؤن رنگ یہ اپنے سخن کا | کہ ہو دم بند مرغانِ چمن کا
کہا گلچین سے ختمِ گفتگو پر | چمن صدقی کیا اس آرزو پر
یہ گلشن کیا اگر باغِ ارم ہو | فدای بوسۂ خاکِ قدم ہو
اجازت باغبان نی راہ کی دی | صدا غنچون نی بسم اللہ کی دی

چمن مین آمد آمد کا ہوا غل
کلی سے ملنے کو دوڑی نکہت گل

ہوئی جب باغ کی در تک رسائی
قدم لینے ہوای جنت آئی

نظر جس نخل پر پہونچی نہ سر کے
نہ پائی شوق نے فرصت سفر کی

گلون کی عارض رنگین جو بہائی
پکارا دل کہ ٹہرو ہم بہی آئی

ثمر کو سجدے مین افتادگی تہی
درختون مین مسلمانی لگی تہی

بہرا دامان گل پاکیزگی سے
دل غنچہ لہو دوشیزگی سے

نظر آیا عجب سامان گلشن
ہوئی ہوش خرد قربان گلشن

جلایا گرمی گلہای تر نے
لپک ہی شعلۂ داغ جگر نے

کبہی بیر سے دل یاد کرتا
کبہی بیساختہ فریاد کرتا

کبہی مستانہ دل مین جوش آتا
کبہی مانند سبزہ لوٹ جاتا

کبہی کرتا طواف عارض گل
کبہی سنتا فغان سرد بلبل

کبہی مثل صبا پہرتا چمن مین
کبہی بو ہو کی چہپتا یاسمن مین

کبہی نرگس سی آنکہین چار کرتا
کبہی سوسن سی شوق اظہار کرتا

غرض محو چمن تہا مثل بلبل
کہ قسمت نے کہلایا اور ہی گل

رئیس شہر کی دختر قضارا
کسی غم نے بہی تہی [illegible] کا مارا

بلا بالا قیامت چال اوسکی
جفا اک عادت پامال اوسکی

طبیعت مین مزا عاشق کشی کا
تہ خنجر خاص ہو جب ناخوشی کا

بسوے نوجوان وہ ماہ پارہ
ہوئی منت کش لطف نظارہ

دل مشتاق مین اک جوش آیا
محبت نے جگر کو گدگدایا

ہوا عالم دگرگون ماہوش کا — لیا احسان آہِ نیم کش کا
اوٹھایا سر فغانِ بی صدا نے — زبان چوسی سکوتِ مدعا نے
ہوئی قفلِ دہن رسمِ خموشی — حیا کرنے لگی نشتر فروشی
جگہ کرنے لگی کاوش جگر مین — لگی بڑھنے تراوش چشمِ تر مین
جوان رنا ہے ہوا جسم چمن سے — ہوا غم آشنا رشکِ سمن سے
اوٹھی یہ مثلِ موجِ شعلہ بیتاب — گری مانندِ اشکِ چشمِ پر آب
اداکین ضعف نی رسمین وفا کے — خبر دی غش نی تکلیفِ قضا کے
زمین پر وہ بتِ پیچیدہ گیسو — سراپا صورتِ تصویرِ جادو
نہ ابرو مین وہ سامانِ اشارہ — نہ آنکھون مین وہ آشوبِ نظارہ
نہ وہ لب آشنا حرفِ سخن سے — نہ وہ حرفِ سخن پیدا دہن سے
نہ وہ عشوہ نہ وہ غمزہ پری کا — نہ وہ عالم مزاجِ دلبری کا
کوئی رشکِ چمن تھی اوسکی ہمراز — بشکلِ روح و تن ہر وقت دمساز
ہجومِ جوشِ غم سے جی بھر آیا — زمین سے اوسکو مثلِ ناز اوٹھایا
لیا آغوش مین دیپ کیصورت — سنبھالا خاطرِ مضطر کیصورت
افاقہ جب ہوا وہ رشکِ تصویر — چلی کہتی ہوئی ای وای تقدیر
اوسی کیفیتِ جوشِ بلا مین — ہوا رونق فزا دولتسرا مین
چھپایا رازِ دل ہر چند جو سی — رکھا محرومِ لب کو گفتگو سے
بظاہر خندہ زن دلشاد رہتے — جگر مین حسرتِ فریاد رہتے
سحر سے شام تک وہ نہ آزاد — بسر کرتی تھی یون ہی شاد ناشاد

جب آئی وقت یعنی پردۂ راز
نقابِ چہرۂ یارانِ دمساز

اٹھی گوشۂ غایت مین آتی
وہ کثرت چھوڑکر وحدت مین آتے

چھپا لے کھینچ شکلِ جہان کو
صنمخانہ بناتے اوس مکان کو

برنگِ شمعِ بزمِ جانگدازے
کیا کرتی سحر تک عشقبازے

کبھی حالِ دلِ پرداغ کہتے
کبھی افسانہائی باغ کہتے

کبھی کہتے کہ ای دلدارِ جانے
عروجِ نشۂ جوشِ جوانے

نہ کیونکر دل مین تیری آرزو ہو
تصدق اوس بغل کی جسمین تو ہو

کبھی کرتے بیان سوزِ درون کا
کبھی شکوہ دلِ لبریزِ خونکا

کہ فرقت سی تری مین خستہ جان ہون
صدائی خندۂ زخمِ نہان ہون

لگی ہی آگ ہر داغِ کہن مین
زبان مانندِ شعلہ ہی دہن مین

نہ کوئی چارہ گر میرا نہ غمخوار
مین ہون مانندِ چشمِ یار بیمار

سدا انچل ہی منہ پر دودِ دل کا
مرا چہرہ ہی چہرہ منفعل کا

یہ آنکھین یا بہارِ بوستان ہین
برنگِ چشمِ بلبل گلفشان ہین

ہمیشہ تیرہ بختی اوج پر ہے
فلک کاہی گو ہی دودِ جگر ہے

بھرا ہر آنکھ مین جوشِ بلا ہے
شبِ غم توتیای چشمِ وا ہے

وہ ہون بیدارِ شلِ چشمِ کوکب
مری ہر آنکھ ہی پیمانۂ شب

ذرا فرقت مین دیکھا ہی یار آنکھین
عوضِ طالع کی ہین بیدار آنکھین

یہان تک ناتوانی زور پر ہے
کہ بارِ آسمان تارِ نظر ہے

جگر سے لب تک آنا آہِ غم کا
سفر ہی منزلِ ملکِ عدم کا

خموشی سے ہمیشہ گفتگو ہے
نفس بہرِ دہن تارِ رفو ہے

غرض تا صبح وہ مہرِ دل افروز
بیان کرتی تھی احوالِ جگر سوز

شبِ غم جس گھڑی روپوش ہوتے
برنگِ شمع یہ خاموش ہوتی

بساطِ خواب سے غمناک اوٹھتی
سحر آسا گریبان چاک اوٹھتی

برنگِ خندہ ہای عیش و آرام
جلیسون مین بسر کرتی تھی تا شام

داستان برملا ہونا رازِ عشق کا اور جانا دختر کا قید خانے مین

پلا ساقی مےِ پرجوش مجکو
بنا اپنی طرح بیہوش مجکو

کہ جس سے پردہ اوٹھ جائے حیا کا
بنون آئینہ عشقِ خود نما کا

اوٹھاؤن نازِ رسوائی جہان مین
لقب میرا ہو سودائی جہان مین

اسیری مین ہون دلگیر کچھہ دن
سنون مین نالۂ زنجیر کچھہ دن

چمن پیرا بہارِ داستان کا
دکھاتا یون ہی رنگ اپنے بیان کا

کہ مدت تک بہت راحت فراموش
رہی مثلِ زبانِ شمع خاموش

بسر کی زندگی ضبطِ نفس مین
چھپایا شعلے کو دامانِ خس مین

ہوا آخر یہ عشقِ فتنہ سامان
برنگِ بوئے گل چھپ کر نمایان

حجابِ شیشۂ لبریزِ بادہ
ہوا غماز قلقل سے زیادہ

وہ رخ یعنی بہارِ نوجوانے
ہوا ہم جلوہ برگِ خزانے

قلق مین وہ مثالِ بیتالے
ہوئی ہم رنگِ تصویرِ خیالے

نہ وہ ارمان رہا سیرِ چمن کا
نہ وہ عالم بہارِ یاسمن کا

بنی وحشت مین زلف عنبر افشان
برنگ عاشق مفلس پریشان

انیسون نے جو دیکھا غم سے پامال
کہا قربان صدقے کیا ہی حال

تردد کس لیے دن رات کا ہے
ابہی ہی غم تمہین کس بات کا ہے

ہجوم ضبط و ہنگیر کیون ہے
خموشی صورت تصویر کیون ہے

ہر اک دم کیون ہی دم کی نوحہ خوانے
اجل مشتاق کیون ہی زندگانے

یہ کاہش ہی دل غمناک مین کیون
ملاتی ہو جوانی خاک مین کیون

یہ پہلے نالۂ شبگیر کب تھا
زبان پر شکوۂ تقدیر کب تھا

جگر کو آہ کی رخصت کہان تہی
نظر ہمصحبت حسرت کہان تہی

پر ارمان تہا دل ناشاد کسدن
بڑہی تہی ہمت فریاد کسدن

خدا کے واسطے دل کو سنبہالو
خیال این و آن پر خاک ڈالو

ہمین غرض خبر تہی شرط یکبار
اب آگے تم ہو اپنے دل کی مختار

یہ سنکر محرمان باوفا سے
جھکایا سر کو احسان حیا سے

اوٹھی کہتی ہوئی وہ غم کی تصویر
ابہی کیا کیا نہ سنوائے گی تقدیر

اکیلی گوشۂ خلوت مین آکے
گری فرش زمین پر جوش کہاکے

بہر آیا غم سے جی خالی مکان مین
لگے رونے خیال نوجوان مین

ہوا گرم سفر شعلہ جگر سے
اوٹہا طوفان گریہ چشم تر سے

ہوئی مصروف شیون دلربا وہ
بنی ماتم سراے خلوت سرا وہ

بڑہی جب انتہا مشق فغان کے
ہوئی بے پردگے راز نہان کے

جلیسو نمین لگا ہونی یہ چرچا
کہ اس شکل پری کو غم ہے کسکا

محبت کے نشان سب ہین ہویدا — مقرر ہے کسی خسرو پہ شیدا

وہی حسرت بھری ارمان جگر مین — وہی الماس ریزی چشم تر مین

وہی کاہش وہی بیتابیِ دل — وہی ہر دم غبارِ رقصِ بسمل

وہی ہے چھالۂ لب آہ و نالہ — وہی ہے سینہ بیمارِ داغِ لالہ

وہی ہے تکلیفِ دل جسسے ہویدا — وہی رازِ نہان ظاہر سے پیدا

وہی ہے آنکھون سے ہنگامِ نظارہ — عیان پیچواسے چشمِ ستارہ

وہی ہے مہرِ خموشے نقطۂ خال — وہی ابرو زبانِ شکوۂ حال

غرض سبکو اسی کی جستجو تھے — کہون کیا ہر زبان پر گفتگو تھے

جب آئی یہ خبر گوشِ پدر تک — لگی تلوون سی پہنچی فرقِ سر تک

تپِ غیرت سی دل نے جوش کہایا — پرستارانِ خدمت کو بلایا

کہا کیا حال ہی رشکِ پری کا — سبب کیا ہی سبب نوحہ گری کا

طبیعت کیون مصیبت آشنا ہی — جنون ہی خبط ہی وحشت کیا ہی

تعلق کس لیی آوارگی سے — غرض کیا گریۂ بیچارگی سے

خطابِ شاہ سنکر ہر پرستار — ہوئی یون جلوہ بخشِ حسنِ گفتار

کہ ای تاجِ سرِ اقبالمندان — عروجِ اعتبارِ سربلندان

خبر اس حال سی ہمکو نہین ہے — کہ غم مین کس لیی یہ نازنین ہے

گذرتے ہے دلِ غمناک پر کیا — بلا ہی خاطرِ بیباک پر کیا

قرینے سے کچھ ایسا جلوہ گر ہے — کہ تیرِ عشق دل مین رخنہ گر ہے

ہوا ہو گو سوا اسکے بھی شر کچھ — مگر ہمکو نہین اسکا خبر کچھ

پس سنکر وہ کنیز کہنہ دمساز ہوئی مصروفِ عرضِ قصۂ راز
دکھائی سحر پردازی زبان کے نئی صورت سے کیفیت بیان کے
کہا ای شاہِ خداوندِ زمانہ مفصل یون ہے یہ مجمل فسانہ
کہ اک دن اک جوانِ رشکِ شمشاد سراپا مثلِ بوی گل چمن زاد
عیان رخ سے شبابِ آب رو تھا ابھی آغازِ خطِ نادیدہ رو تھا
نمایش جلوہ گر ہر حال مین تھے جوانی رسمِ استقبال مین تھے
تقاضای تمنا سے مکدر تماشائی تھا ہر جانب وہ ششدر
بہ تحریکِ شوقِ دل سے اسکو ناگاہ پسند آئی ہوای گلشنِ شاہ
بہار ایسا ہوا داخل چمن مین لگا پھرنے خیابانِ چمن مین
کسی غرفی مین دخترِ سیمبر تھے نظر سوی جوان گرمِ نظر تھے
قضارا صورتِ عشاق یکدم ہوئین نظرین جدا مل دل کی باہم
جوان رخصت ہوا گلشن سے گہر کو ہوا مائل مزاجِ غش ادہر کو
ہوا سینہ برنگِ شانہ صد چاک لیا بستا یون سے بوسۂ خاک
یہی ہے سرگذشتِ دخترِ شاہ یہی ہے ماجرای دردِ جانکاہ
یہی ہے غلغلہ شورِ جنون کا یہی افسانہ ہے حالِ زبون کا
سنا ہے وجہ بیان ہر چارسو ہے اسی کی شش جہت مین گفتگو ہے
سپر دہمتِ تقدیر سے کیجے نہین جو ہو سکے تدبیر سے کیجے
یہ سنکر بادشہ آیا محل مین تردد سے مزاجِ راست بل مین
کہا بانو سے حالِ عشقِ دختر سنایا قصۂ آشوبِ محشر

گئی جب یہ خبر تا گوش بانو | ہوا روپوش یکسر ہوش بانو
غضب لایا مزاج گرمجوشے | ادا کی ضبط کی رسم خموشے
ندامت کی عرق افشاں جبیں سے | کدورت دھو دی خاطر حزیں سے
نہ سوجھی جب کوئی بانو کو تدبیر | کیا رشک پری کو پا بہ زنجیر
رکھا زندان میں بہر مدت چند | بشکل مردم دیدہ نظر بند
وہ زندان یا دہان اژدہا تھا | کہ پیغام مصیبت دے رہا تھا
عجب تاریک و تیرہ وہ محل تھا | سویدای دل لفظ اجل تھا
جگر سے منفعل ارمان نکلتا | ہر اک نالہ عرق افشاں نکلتا
نظر آتی نہ ظلمت سے کہیں راہ | پٹک دیتے سر در و دیوار سے آہ
ہوا یہ گرم صرف سینہ تابی | ازل سے میہمان خانہ خرابی
نہ کوئی ہمنفس جز نالۂ دل | نہ ہم صحبت کوئی جز وحشت شکل
نہ کوئی رازداں جز درد پنہاں | نہ کوئی غمگسار دل نگہباں
وفا کرتا تھا عہد گرمجوشے | کبھی نالے کبھی شور خموشے
قلق ہوتا جو تنہائی سے جی کو | لگا لیتے گلے سے بیکسی کو
اوسی زندان میں وہ رشک زلیخا | رہے منت کش زنجیر سودا

داستان مشورہ کرنا بادشاہ کا ارکان ریاست سے اور عقد کرنا دختر کا ساتھ جوان کے

پلا ساقی شراب نکتہ دانی | کہ جس سے چمکی رنگ خوش بیانی
بناؤں جلوۂ شادی زباں کو | سنواروں میں عروس داستاں کو

بہارِ وصل ہو پیدا رقم سے
گلِ شادی کھلیں شاخِ قلم سے

رہا ہوں دام سے مانندِ بلبل
پھروں میں قید مثلِ نکہتِ گل

زبان دان ہے عالم رمزِ سخن کا
ادب آموز یوں ہے اہلِ فن کا

کہ جب ماں باپ ہر سحر و فسون سے
ہوئی مجبور تدبیرِ جنون سے

مشیرانِ ریاست کو بلا کر
کہا افسانہائے عشقِ دختر

بیان کی داستانِ زخمِ جگر کے
عیان کی خونفروشی چشمِ تر کے

کہا افسانہ احوالِ زبون کا
سنایا قصہ تکلیفِ جنون کا

ہر اک دانا سے وہ محوِ حکایت
بیان کرتا رہا حرفِ شکایت

کہا آخر کو یہ مطلب مرا ہے
بتاؤ تم صلاحِ وقت کیا ہے

ہر اک نے سنکے یہ حالِ جگرسوز
کہا سب نے کہ اے مہرِ دل افروز

ازل سے عشق کا یہ ماجرا ہے
بلائے جانِ سلطان و گدا ہے

ہزاروں کی جگر پانی کیے ہیں
بہت دل اسنے طوفانی کیے ہیں

ہر اک کے لب پہ شورِ الامان ہے
زمانہ اس سے ہی لبریزِ فغان ہے

جہان میں اسکی افسانے ہیں مشہور
کہیں سایہ ہے یہ کافر کہیں نور

کبھی یہ لیلیِ محمل نشین تھا
کبھی داغِ دلِ قیسِ حزین تھا

کبھی شیرین کی تھا آوارگی یہ
کبھی خسرو کی تھا بیچارگی یہ

کبھی رنگِ نصیبِ پیرزن تھا
کبھی پیغامِ مرگِ کوہکن تھا

کبھی ارمانِ دلِ پرجوش کا ہے
کبھی نالہ لبِ خاموش کا ہے

کبھی کعبے میں یہ لبیک خوان ہے
کبھی ناقوسِ دیرِ مغان ہے

کبھی داغِ دلِ ناپرس دیکھا | کبھی رنگِ کفِ افسوس دیکھا
بہر صورت یہ عشقِ فتنہ ایجاد | فلک کا ہی ستمگاری میں استاد
یہ وہ سودا ہے جو اچھا نہو گا | مسیحا سے علاج اسکا نہو گا
خبر دیتے ہے عقلِ دوربین یہ | سپردِ نوجوان ہو نازنین یہ
برسمِ عقد و آئینِ مقرر | گل و بلبل رہین یکجا تو بہتر
سوا اسکے نہین تدبیر کوئے | مٹا سکتا نہین تقدیر کوئے
یقین ہے ولولہ دیوانگی کا | اثر پیدا کری فرزانگی کا
ملی فرصت خلشہای درون سے | سبکدوشی ہوا احسانِ جنون سے
یہ سنکر مشورہ اہلِ خرد کا | نہ پایا اسنے موقع حرفِ رد کا
پتا درویش کا اختر لگایا | بہانے سی وقت بیوسی کی آیا
ادا ہر طرح رسمِ آبرو کے | ادب سی التماسِ گفتگو کے
فسون آمیز کہہ سنکر فسانہ | لے آیا نوجوان کو تا بخانہ
اوسی بستانسرای بیخزان کو | دیا بھر اقامت نوجوان کو
کئی خادم حسین و دلکش طرحدار | حضوری مین کئی آمادہ کار
کنیزین رشکِ سروِ جویباری | ہوئین حاضر پئی خدمتگذاری
پہری دن بختِ جسمِ پارسا کے | لیی بوسے قبائی وقت پا کی
کلاہِ خسروا نے زیبِ سر کے | ملی ادبار کو رخصت سفر کے
غذای روح پرور قوتِ جان | ہوئی لذت فروشِ کامِ مہمان
نشاط و عیش و لطفِ زندگانی | عیان ہر سمت جوشِ کامرانی

فروغِ نیرِ اقبال چمکا — نحوست نی لیا رستہ عدم کا
ولی بااین ہمہ وہ مست و مدہوش — عروسِ یاد عصمت سی ہم آغوش
وہ صورت چاند سی پہرتی نظر مین — سحر ہوتے تہے شبِ غم چشمِ تر مین
سہی کہتا کہ یہ سامان کیا ہی — کہان ہون کسکی یہ وہ توقیر کا ہے
سبک وہ تہا کہ ہر دلبر گران تہا — مین ایسی بزم کی قابل کہان تہا
فلک کیون مہربان مجہپر ہوا ہی — جفا کی بدلی کیون رحم آشنا ہی
یہ سب ناز و تنعم ہی بہانہ — نیا افسون ہی کچہہ سوچا زمانہ
خلشہای مصیبت دیکہتا ہون — دکہاتی ہی جو قسمت دیکہتا ہون
غرض ہنی لگا درویش مہمان — فلک کی شعبدہ بازی سی حیران
قضارا ایکدن شاہِ زمانہ — ہوا ہم بزمِ درویشِ یگانہ
ندیمان و عمائد سب عقب مین — اراکینِ ریاست راست و چپ مین
پسِ آئین و آدابِ ملاقات — ہوئی سب سرخوشِ حرف و حکایات
بآخر حسنِ تقریبِ بیان سی — کہا دستورِ اعظم نے جوان سے
نہی قسمت کہ ہم فیضِ قدم سے — ہوئی افزون سرافرازی مین جم سے
پڑا سایہ جو سنگِ آستان پر — دماغِ خاکِ پا ہی آسمان پر
دہن سی شکرِ احسان شاد ہوکر — نکلتا ہے مبارکباد ہوکر
خصوصاً خسروِ عالی نسب کو — وہ عشرت ہی کہ ہو عالم مین سبکو
خوشی سی صورتِ غنچہ چمن مین — نہین پہولا سماتا پیرہن مین
جگر آباد ہی دل شادمان ہے — تمناؤن سی اپنی کامران ہے

مگر یک شوقِ پنہاں جاں گسل ہے
ابھی اک شعلہ تابِ داغِ دل ہے

یہ ارماں ہے جگر میں آرمیدہ
بنائیں تمکو اپنا نورِ دیدہ

کریں پیوند دختِ نازنیں سے
ملائیں نقش کو لوحِ نگیں سے

یہی امید ہے دورِ خلل میں
تعجب کیا بر آئے آج کل میں

یہ سنکر وہ جوانِ خستہ احوال
لگا کہنے کہ اے مردِ خوش اقبال

کروں کیا شکر بندہ پروری کا
بیاں کیونکر ہو احساں گستری کا

کیا قطرے کو لطفِ شہ نے طوفاں
بنایا ذرے کو مہرِ درخشاں

جو کچھ ارشاد ہوتا ہے زبانے
کرم احسان عنایت مہربانے

زیادہ آرزو کرنے غضب ہے
مرے آئین میں ترکِ ادب ہے

حقیقت میں ذلیل و خوار تھا میں
غبارِ کوچۂ ادبار تھا میں

اسیرِ حلقۂ آوارگے تھا
شکارِ ناوکِ بیچارگے تھا

کہاں ذرہ کہاں خورشیدِ افلاک
چہ نسبت خاک را با عالمِ پاک

کروں منظور گر تیرے بیاں کو
کہے گی خلق کیا شاہِ جہاں کو

کہ اک مردِ جہانِ بینوائی
مصیبت زادہ کوئی گدائے

نمک پروردۂ فاقہ ازل سے
سیہ کاسہ زیادہ تر زحل سے

برنگِ آسمانِ تیرہ اختر
قناعت اک ردائے نیلگوں پر

کہیں ہے وہ غمِ رسوائی دہر
ہوا مانندِ فتنہ واردِ شہر

نہ پوچھے شاہ نے کچھ اصل و بنیاد
کیا ہمبسترِ دختِ پری زاد

خلافِ شانِ عقل و دیں ہے
یہ مضمون قابلِ تحسیں نہیں ہے

قبول طبع کیونکر یہ سخن ہو
کہ قتل شہ پہ عالم خندہ زن ہو

کہا شہ نے یہ سنکر ای جہان گرد
نصیحت ہے ادب و اندوہ پرورد

فریب افزا یہ انداز سخن ہے
فسون ہے مکر ہے حیلہ ہے فن ہے

سمجھتے ہین تکلف خیز باتین
عبث ہم سے فسون آمیز باتین

رضا ہے یا دولت ہے اسی مین
نہ لاو کچھ خیال خام جی مین

کرو کوتاہ طول داستان کو
رکھو موقوف عذر این و آن کو

یہ سنکر مثل غنچہ پیش سلطان
سر نہان ہوا وقف گریبان

جمایا تنگ خاموشی نے اپنا
بنایا خود فراموشی نے اپنا

کہا دل نے کہ ای شوریدہ آہنگ
عبث تقدیر سے کرتا ہے تو جنگ

نہ دے تکلیف عقل نارسا کو
ذرا کر یاد قول پارسا کو

یہان سود زیان تکرار مین ہے
غضب کا سامنا انکار مین ہے

کہان تک یہ نیاز و ناز آخر
بقول سعدی شیراز آخر

خلاف رای سلطان ای جستن
بخون خویش باید دست شستن

نہ کام آئی کوئی افسون بہانے
کیا ناچار اقرار زبان نے

شہ والا گہر اٹھا وہان سے
ہوا رخصت فقیر میہمان سے

بہت محظوظ و خوش آیا محل مین
نوید مدعا لایا محل مین

سنا بانو نے حال نوجوان کو
کیا شکر آشنا نطق زبان کو

کہا اختر شناسون سے بلانے
بتاو کیا ہے شکل آسمانے

خبر دو گردش شمس و قمر سے
کرو واقف فلک کی خیر و شر سے

ہوئے شادی کو فکر تاریخ بہتر
کرو تقویم کے رو سے مقرر

انہون نے بھیج دی بادشاہ جہان کو
زبان پر لائے یون عرض بیان کو

کہ زہرہ و مشتری ہے دونون ابر
پڑی ہین ایک ہی خانہ مین آکر

اسد مین نیر اعظم ہی افضل
قمر نے قوس مین پائی ہی منزل

دو پیکر مین عطارد آگیا ہی
زحل ہی دلو مین صورت نما ہی

ستارون کی بہت اچھی نظر ہے
سراپا دوستی راحت اثر ہے

پسند خاطر اقدس اگر ہو
شب یکشنبہ عقد سعید ہو

یہ سنکر شہ نے فرمایا بہت خوب
یہی ہی مادولت کو بھی مرغوب

دیا اختر شناسون کو بہت زر
کیا رخصت بجاہ و شوکت و فر

وزیرون سے کہا شہ نے بتکرار
کہ ہو سامان شادی جلد تیار

خزانہ صرف راہ مدعا ہو
توانگر ہو کہ محتاج و گدا ہو

یہ سنکر حکم سلطان زمانہ
ہوا مصروف سامان وہ یگانہ

پئے دختر ہوا حکم رہائی
کہ دو آغوش زندان سے جدائی

سیہ خانے سے وہ دلگیر نکلے
بشکل نالۂ زنجیر نکلے

ملی آکر انیس و مہربان سے
کہی گذری ہوئی ہر رازدان سے

شب تکلیف زندان کی کہانی
بیان کی ہمنشینون سے زبانی

انہون نے صورت شادی بیان کے
مبارکباد دی وصل جوان کے

سنایا مژدہ جیسا مشتہر تھا
کہا جو ماجرا پیش نظر تھا

یہ سنکر دلمین وہ حیران تھی سخت
لگی کہنے کہان ایسی مری بخت

یہی دن گر مری قسمت دکھاتی / تو وحشت کاہے کو یہ رنگ لاتی
طبیعت کیوں جنوں تاثیر ہوتی / مجھے کیوں چاہت زنجیر ہوتی
کہا سب کچھ مگر جوش تمنا / ہوا جویا سراغ غنچہ کا
امید و یاس ہیں وہ ماہ پارہ / ہوئی ہر سمت سے گرم نظارہ ۲
کہ رنگین چار دیوار مکان ہے / زمین ہمرنگ صحن آسمان ہے
تکلف سے بچھی ہیں جا بجا فرش / بساط خاک ہے آئینۂ عرش
ہجوم ماہ رویاں چار سو ہے / تماشا گرد راہ آرزو ہے
دوبالا ہے ہر اک کا حسن کامل / بنا ہے غازۂ رو رنگ محفل
عماری جلوہ بخش انجمن ہیں / برنگ غنچہ گلگوں پیرہن ہیں
صراحی سجدۂ مستانہ میں ہے / ادای خدمت پیمانہ میں ہے
نگاہ مست و گرم ناز ساقی / طلبگار حواس و ہوش باقی
بلند آہنگ ہیں نغمے برابر / سکوت وجد میں ہے شور محشر
یہ عالم دیکھکر بولی کہ قربان / زہی قدرت زہی صنعت زہی شان
اسی عرصے میں وقت شام آیا / فروغ صبح نے انجام پایا
کیا خورشید گردوں نے کنارا / عروس شب نے زلفوں کو سنوارا
ہوا گرمی صحبت کا بہانہ / دیا ہر شمع محفل نے زبانہ
چراغوں کا یہ جس دم شعلہ چمکا / ہوا دیوار پر عالم شفق کا
بناکر میہمان کو شاہ نوشاہ / لی آیا بزم میں باشوکت و جاہ
ہوا ہنگامۂ عشرت دوبالا / طرب نے حوصلہ دل سے نکالا

۲ نگاہوں نے جو کی تکلیف احسان ٭ یہ دیکھی قدرت کامل کی سامان

ہوئی سنّے پردہ دخترِ رز سبو سی — لگی کرنے لگاوٹ آرزو سی
مئ ساغر نی نکہت جوش کے دی — لبِ ساقی نی رخصت نوش کے دی
حدیثِ قلقلِ مینای لبریز — ہوئی ایمان فروشِ زہد و پرہیز
سرِ تقوے خمار آلودہ ہوکر — گرا بہرِ تلافی پای خُم پر
پشیمان شرمِ توبہ دل سی نکلے — چھپا کر منہ سرِ محفل سے نکلے
نہ سنتا پندِ واعظ کوئے مینوش — ہر اک تھا مثلِ مینا پنبہ در گوش
ہوا برقِ بلا اندازِ رقاص — لگا گھر کرنے دل مین نازِ رقاص
موافق ساز سے آواز ہوکر — ہوئی پردی سی باہر راز ہوکر
وہ انگیزِ بدن انداز کے ساتھ — وہ لینا منہ پہ آنچل ناز کی ساتھ
وہ موجِ بوی گل ہر ہر کلائے — دکھائی تھی ادای خوش ادائے
کبھے تو پھیرتے وہ حور شانے — سرِ فتنہ پہ دستِ مہربانے
کبھے کچھ انگلیون سی ماہ پارہ — قیامت سی تھی سرگرمِ اشارہ
صدای صور تھی گھنگرو کی جھنکار — ہوی خوابیدگانِ خاک بیدار
اسی صورت سی با صد عیش و آرام — ہوا آغازِ شب مشتاقِ انجام
رہی آخر گھڑی بھر رات باقی — ہوا کم وہ عروجِ جام و ساقی
میانِ بزم ساز و محفل سوز — ہوئی اہلِ شریعت سی دعا افروز
ملا کر شکلِ زہرہ مشتری سے — کیا عقدِ جوان شکلِ پری سے
کھلے غنچے دلون کی صورتِ گل — مبارکباد کا ہر سو ہوا غل
فراغت پائی خویش و اقربا نے — لگے ہر سمت بجنے شادیانے

سمٹ کر آستین دامن طول شب کا — بنا انچل رخ صبح طرب کا
چھپا مہتاب آغوش سحر میں — ہوا خورشید نور افشاں نظر میں
بشکل ہمت اہل گہر یار — ہوا آمادۂ بخشش جہاندار
امیروں کو بصد توقیر و اعزاز — کیا انعام قاصد نے سرافراز
غریبوں پر بشکل ابر نیسان — ہوا ابر سخاوت گوہر افشان
وہ دن مانند صبح عید نوروز — رہا تا شام عیش افزا الم سوز
ہوا جب گیسوئے شب مثل دامن — نقاب چہرۂ خورشید روشن
دگرگوں ہو گیا عالم جہاں کا — طلسمی رنگ چمکا آسماں کا
بشکل چشم مشتاق نظارہ — ہوا سرگرم شوخی ہر ستارہ
اوٹھے شعلے دلوں میں آرزو کے — ہوئی مشتاق لب بادہ سبو کے
عبادت میں ہوئی مصروف زاہد — ہوئی عشاق ہم آغوش شاہد
لپٹ کر شوق باہم کے بہانے — لگی دل کی لگی دل ہی بجھانے
لب مینا ہوئی قلقل کی مشتاق — کیا شیشوں نے عزم رخصت طاق
لگے ملنے سبو ساغر گلے سے — لگی مستی ٹپکنے حوصلے سے
ہجوم آرزو جب رنگ لایا — جوان بھی بزم سے خلوت میں آیا
بٹھایا ہمدمان گلبدن نے — چھپایا منہ کو گھونگھٹ میں دلہن نے
جلیسیں شرم رخصت سیمبر سے — ہوئیں پنہاں نظر آسا نظر سے
بجز تصویر دیوار مکان کے — نہ باقی رہ گیا کوئی جہاں کے
ہوئی حاصل جو تنہائی جوان کو — کیا آغوش میں آرام جان کو

بنی بوی عروسی عروج بادہ
بڑھی کیفیت مستی زیادہ

گلی رخسار سی گھونگھٹ اوٹھا کی
لیی بوسی لب نگین ادا کی

ہجوم جوش کیف سو جسد میں
زبان رشک گل لی لی دہن میں

ہوا پھر وقف دست کامرانی
ترنج نخل باغ نوجوانی

نکالی حوصلی دست ہوس کی
لیی بوسی نصیب دسترس کی

تمنا نی نہ اس پر اکتفا کی
بڑھی حسرت حصول مدعا کی

لگیں ہونی بہم در پردہ گھاتیں
سوجھائیں شوق نی کچھ اور باتیں

زیادہ تر طبیعت رنگ لائی
عبارت چھوڑ کر مطلب پہ آئی

سر الماس کچھ کاوش پہ آیا
گہر نی لعل کا جوبن دکھایا

تڑپ کر رہ گئی دخت پریزاد
مزا دینی لگی آہستہ فریاد

بصورت پی راحت فروشی
رہی کچھ دیر باہم گرمجوشی

ترشح جب ہوئی ابر ہوس کی
ہوئی کچھ انتہا آغاز بس کی

بشکل طبع و تخییل مجسم
ہوئی آخر جدا مل مل کی باہم

جوان سی دخت شاہ یگانہ
کہا کی صبح تک دل کا فسانہ

وہ عالم لطف گلگشت چمن کا
وہ قصہ دزد عشق حیلہ فن کا

وہ ہونا بر ملا راز نہان کا
وہ کھانا طیش بانوی جہان کا

وہ تکلیف اسیری کی اٹھانی
وہ زنجیر جنون کی مہربانی

وہ بیتابی سی دل کا ساز کرنا
وہ اپنی بیکسی پہ ناز کرنا

غرض گذرا تھا جو جو قصۂ غم
کہا کی رات بھر با چشم پرنم

جوان ہی داستان اپنی وطن کے
حکایت گردش چرخ کہن کے

سبب ہر وقت رنج بیسبب کا
بیان تکلیفہای روز و شب کا

جہان مین خستہ و دلریش پہرنا
بناکر صورت درویش پہرنا

تمام احسان جور آسمان نے
بیان کرتا رہا یک یک زبان نے

سحر کو جب خمار آلودہ خواب
اوٹھا بستر سی خورشید جہانتاب

کیا کچھ رخصت شب نے اشارہ
ہوئی برخاستہ بزم ستارہ

وہ دونون خوابگاہ مدعا سی
اوٹھی نیچی کئی آنکھین حیا سے

داستان جانا جوان کا واسطی شکار کے اور جدا ہونا لشکر سے وطن مین آنا اور جانا سنکے حال عصمت کا

تری صدقی تری قربان ساتی
خدارا پہر وہی احسان ساتی

دل حسرت زدہ پہر جوش پر ہے
تصدق شرم توبہ نوش پر ہے

وہی پہر صحبت دیوانگی ہے
وہی پہر رخصت فرزانگی ہے

جنون انگیز ہی پہر حال میرا
سر زنجیر ہی پامال میرا

خبردار غم عاشق یہان سے
سخن آرا ہے یون زبان سے

کہ چندی وہ جوان کشتۂ ناز
رہا ہردم عروس نو سی دمساز

برابر وقت شغل کامرانی
ادا کرتا رہا رسم جوانی

مگر دل مین وہی ہرزہ خیالی
وہی ہے سر مین ہوای پایمالی

وہی داغ غم فرقت جگر مین
وہی شوق رخ عصمت نظر مین

فراموشی مین اکثر یاد کرتا
تہ لب بی صدا فریاد کرتا

پشیمان حسرتِ دو زبان سی رہتا / خجل روی غمِ پنہان سی رہتا
یہی کہتا کہ مین کس سے جدا ہون / یہ کس کا نازبردارِ ادا ہون
غرض اک دن نہایت تنگ آیا / ہجومِ جوشِ سودا رنگ لایا
بڑہی دیوانگی حد سے زیادہ / کیا گلگشتِ صحرا کا ارادہ
ہوا خاصہ جلوسِ شہریارے / چلے مانندِ بوے گل سوارے
پہرا جب دوپہر لشکر وہ سارا / ملا اک دشت پر وحشت قضارا
لکہون تعریف کیا اوسکی قلم سے / بلا انگیز تر وحشتِ عدم سے
تمازت سی عیان جوشِ تبا ہے / تڑپتی ریگ مثلِ ریگ ما ہے
نہ سایہ تہا نہ برگِ خشک و تر تہا / برنگِ شاخِ آہو ہر شجر تہا
کفِ سائل کیصورت چشمۂ آب / ہوای گرم سے ہر مرغ بیتاب
حرارت سی دہوان اوٹہتا جگر مین / تپش سے آبلہ پڑتا نظر مین
یہ عالم دیکہکر وحشتِ بلا کا / نظر مین پہر گیا سامان قضا کا
کمالِ تشنگی لایا غضب مین / ہوئین جانین نہان آغوشِ لب مین
گہٹے ہمت بحافظِ آرزو کے / پہر اک نی جستجو کی آبجو کے
وہ ساری اہلِ لشکر ہو گی بیتاب / لگے کرنے تلاشِ چشمۂ آب
جوان مانندِ سنگِ میل تنہا / رہا گہوڑے پہ محوِ سیرِ صحرا
طلسمِ قدرتی پیشِ نظر تہا / تماشا جلوہ گاہِ خیر و شر تہا
قضارا مثلِ دل اقابو سے بیزار / ہوا اک آہوے وحشی نمودار
وہ آہو یا ہوای مدعا تہا / برنگِ شوق دل مین پہر رہا تہا

قدر بقیہ مارے کوئی پیدا | سر وحشت زمن کامل سے پیدا
ستم ہا آشنا تیر کمان سے | گریبان وحشت آباد جہان سے
ہوا اک صید نے چھیڑا جوان کو | کیا گرم اپنی نازش خوش عنان کو
وہ آہو صورت اشک چکیدہ | ہوا آرام سے دامن کشیدہ
بشکل جسم و سایہ دونوں باہم | ہوے صید کمند حلقہ رم
تصور تھا جوان آہو کمان تھا | فقط فرق خیالی درمیان تھا
قریب شام وہ آہوی خستہ | ہوا غائب بہ رنگ رنگ جستہ
جوان حسرت زدہ مایوس ہو کر | لگا کرنے تلاش اہل لشکر
بہت کی جستجو لیکن نظر سے | نہ گذرا ایک بھی نوع بشر سے
پھرے قسمت نگاہ یار ہو کر | مقدر سو گیا بیدار ہو کر
پریشان خستہ آوارہ جگر خون | لگا پھرنے میان دشت و ہامون
نہ وہ سامان نہ وہ جاہ و حشم تھا | نہ وہ لشکر نہ وہ طبل و علم تھا
نہ وہ ظل ہمای چتر شاہی | نہ وہ سر ہین خیال کجکلاہی
ہوا آغاز جب آغاز شب کا | بشکل داغ دل مہتاب چمکا
پس پردہ سے ہر نقش طلسمی | لگا دینے فریب نور جسمی
جوان ناچار گھوڑی سے اوتر کر | ہوا منت کش آرام بستر
کرے نخل کہن تھا مثل طوبیٰ | بغل میں ور وہ فردوس اعلیٰ
طرب بخش چمن نشاط طرب تھا | ہر اک پتا کف اہل کرم تھا
مطرا صورت سرو گلستان | بہار ہشت جنت جس پہ قربان

ادھی کی پہنچی وہ برگشتہ قسمت | ہوا شرمندۂ احسان راحت
رفیق بیکسی رخشش سبک پا | رہا محو گیاہ سبز صحرا
جوان بیٹھا ہوا بالای بستر | بہ شکل آئینہ حیرت سی ششدر
دل پرسوز و جان شعلہ پیوند | گذرگاہ خیال چند در چند
کبھی گریان غم اہل وطن مین | کبھی سوزان تپ داغ کہن مین
کبھی شاکی دل نامہربان سے | کبھی دل تنگ جور آسمان سے
کبھی پیش نظر نیرنگ تقدیر | کبھی سیر طلسم غم سی دلگیر
کبھی کہتا کہ یارب مین کہان ہون | یہ کیون پامال جور آسمان ہون
کہان لائی مری قسمت کہان سے | کہان لیجای گی وحشت یہان سے
کبھی کہتا دل مضطر سے اپنے | ملون گا کسطرح لشکر سے اپنے
وہان ہر ایک پر روز و شبانہ | گذرتی ہوگی کیا ہی آب و دانہ
احبا بیخور و بیخواب ہونگے | مری فرقت مین سب بیتاب ہونگے
اسی صورت وہ پامال زمانہ | بیان کرتا رہا اپنا فسانہ
کہ اسمین ماندگی ہی ہو گئی بیتاب | کیا آنکھون نی میل بوسۂ خواب
ہوئی غفلت سی بیداری ہم آغوش | بجا لائی دل و جان رخصت ہوش
کیا روح جہان پیمانے اپنا | تعلق عالم علوی سی پیدا
نظر کرتا ہے کیا وہ بادیہ گرد | کہ عیسی دم خصال مصطفی اک جوانمرد
سر بالین بشکل بخت آکر | یہ کہتا ہی کہ ای برگشتہ اختر
کہان پھرتا ہی آوارہ جہان مین | پڑا ہی مست کس خواب گران مین

محبت مین سب آرام جان کیا ہوا ہی لشکر و طبل و نشان کیا
نہ سمجھا آیہ وی صادقے کو لگا یا داغ نام عاشقے کو
یہ سب سامان ترا ننگ حیا ہی خلاف غیرت اہل وفا ہے
اگر دل مین یہی جوش ہوس تھا تو ناحق درپئی سوز نفس تھا
محبت بازیٔ طفلان نہین ہے بہت مشکل ہی یہ آسان نہین ہے
ادہر سودای شاہی مغز سر مین ادہر داغ غم عصمت جگر مین
غم معشوق و شوق پادشا ہے تباہی ہی تباہی ہی تبا ہے
دو رنگی ہی گل بازی کو دیکھا ادہر کا ہی نہ بیچارہ ادہر کا
دو رنگی سی لب ساحل ہی بیتاب نہ موج ریگ ہی نی موج آب
اوٹھا پردہ دوئی کا درمیان سے گذر بیٹھا ہر حجاب این و آن سے
کہیسکر علم غیبی سد بارا اور آنکہین کہل گئین اوسکی قضا را
جو دیکھا ہر طرف گذری نظر سی تماشی شب کی آغاز سحر کی
جہان فرش زمین سی اوٹھی ششدر ور آیا پشت رخش خوش عنان پر
توکل پر وہ یکتای زمانہ ہوا اک سمت کو آخر روانہ
رفاقت مین تمنای وطن تہی عوض رہبر کی بیم راہزن تھی
نکوئی رازدان جز کاہش دل نکوئی ہمسفر جز طول منزل
بیابان در بیابان کوہ در کوہ لگا پہرنے بصد تکلیف و اندوہ
اسی صورت سی و نکو رات کرتا ہوا کہ سے بسر اوقات کرتا
کئی دن جب رہا وہ جادہ پیما ہوا تخت مین آکر جلوہ فرما

وہان گذری نظر سی چند انسان | بصورت آدمی سیرت مین حیوان
گران دل پر سبک انداز اونکا | عداوت سی زیادہ ساز اونکا
جگہ ہوتا تھا شبک ہر سخن مین | زبانِ تیر تھی گویا دہن مین
جوان کو دیکہکر سمجھے وہ کافر | کہ یہ کوئی ہے نووارد مسافر
وطن کی اور کوئی گلزمین ہے | یہ بلبل اس گلستان کا نہین ہے
تملق سے قریب آکر جوان کے | لگا لے حوصلے لطفِ بیان کے
لگی کہنے کہ ای سروِ سرافراز | ہوا کیونکر یہان تو سایہ انداز
ہوا کس وجہ سی عازم بیابان کا | ارادہ دلمین ہے کہتا ہی کہان کا
کہان رہتا ہی گہر تیرا کہان ہی | وطن ہے کہتا ہی یا بی خانمان ہے
کہا گہر تو مرا ہے لکہنؤ مین | مگر مین گم ہون اپنی جستجو مین
نکالا جوششِ وحشت نے مجکو | جگہہ دی وادیِ غربت نی مجکو
کہون کیا کیا بہت گذرا زمانہ | لیے پہرتا ہی مجکو آب و دانہ
تمنا ہے کہ اب جاؤن وطن کو | ہٹاؤن داغِ یارانِ کہن کو
ہوس ہے کہتا ہون لطف دوستان سے | ملون مین جادۂ ہندوستان سے
کرو تکلیفِ رسمِ رہنمائی | بجا لاؤ کچھہ آداب وفائی
یہ سنکر جملہ وہ غولِ بیابان | ہوئی آمادۂ سامانِ احسان
بڑہی آگے بشکلِ شوقِ منزل | ہوئی ہمراہ مثلِ کاہشِ دل
جب آئی سرحدِ ہندوستان پر | ہوئی آمادہ قتلِ نوجوان پر
زر و سیم و جواہر جسقدر تہا | وہ سب نذرِ جفای راہبر تہا

نہ گھوڑا رکھا پاس نے نہ اسباب — رہی عریان تنی یا جان بیتاب
پریشان خستہ آوارہ جگر ریش — بڑا تنہا وہان سے مثل درویش
نہ زاد رہ نہ ساز استقامت — گدایانہ سدا قطع مسافت
رہا در کیف جوشش آرزو مین — ہوا و رونق افزا لکھنؤ مین
ملا خویش و عزیز و اقربا سے — ہوا ہم بزم یار و آشنا سے
دل و جان سے ہوئی ماباپ ہان — لگی ملکر نکالے خوب ارمان
قضارا ایک دن یاران باہم — برنگ غنچۂ گل تھے فراہم
طرب انگیز سامان ہر طرف تھا — بشکل غم تکلف بر طرف تھا
ہنسے تھے دل لگی تھی قہقہے تھے — محبت خیز باتین کر رہے تھے
نشاط افزا ہر انداز سخن تھا — کنار عیش دور انجمن تھا
تمامی سوزش دل کا فسانہ — بیان کرتی تھی باہم دوستانہ
جوان ہی التماس باجلاسی — تکلم آشنا تھا آشنا سے
باآخر جوش تکلیف نہان سی — لگا یون کہنے یار ہمزبان سے
کہ وہ بالا بلا عصمت کہان ہے — بت کافر ادا عصمت کہان ہے
کہان ہنگامہ آرای وفا ہے — کہان بیگانہ خو لطف آشنا ہے
کہ ہر مائل مزاج دلبرا ہے — کہ ہر مصروف حسن کافری ہے
کہا اوسنے تمسخر سے کہ ای یار — کہون کیا حال اوسکا مین دل افگار
رئیس شہر ہی کوئی دلاویز — حسین و دلکش و خوشوضع و نوخیز
رہی کچھ روز تک نوکر جوان سے — نکالا کی ہوس جوش نہان سے

ہوا باہم کچھ ایسا ربط پیدا
کہ وہ دونوں ہوئی آپس میں شیدا

لگی پینے بتنار و برو کے
چڑھی مستی شرابِ آرزو کے

ہوا اس عشق کا آخر یہ انجام
کہ گھر میں پڑ گئی اوسکی وہ گلفام

وہیں ابناکِ گل رنگیں ادا ہے
وہیں نکہت فروشِ مدعا ہے

وہیں رہتی ہی مست بادہ و جام
وہیں کہتی ہی لطفِ عیش سی کام

وہیں ہی سرخوشِ کیفِ جوانے
وہیں ہی محوِ رسمِ کامرانے

یہ سنکر وہ جوانِ سربسر جوش
رہا مثلِ زبانِ شمع خاموش

جگر ہی کھینچکر آہِ نہاں کو
کیا برہم طلسمِ جسم و جان کو

تہ و بالا ہوا سامانِ محفل
لگی سر پیٹنے یارانِ محفل

پدر مادر سرِ بالیں پہ آکر
گری مانندِ اشکِ تر زمیں پر

ہوئی کم حوصلی ضبطِ فغاں سے
لیے نالوں نی بوسی آسمان کے

تقاضائے تبِ سوزِ نہاں سی
ہوئی مصروفِ شیون اس بیان سے

کہ ہی ہی کیا یہ قسمت رنگ لائی
تری آئی ہوئی ہمکو نہ آئی

یہ دن یہ سن یہ آغازِ جوانی
یہ خوابِ نازِ مرگِ ناگہاں نے

یہ پر ارمان عمر گزرا جہاں سے
یہ تیر اسنے نشان ہونا نشان سے

کہاں جائیں کریں ہم کس سی فریاد
دریغا حسرتا ای وای بیداد

ہجومِ شورِ ماتم اس قدر تھا
سویدای دلِ محشر وہ گھر تھا

ہوا شورِ فغاں آخر گلوگیر
بنا ہر لب لبِ خاموش تصویر

لگی تجویز ہونے گورکن سے
خلش پیدا ہوئی غسل و کفن کے

پھر صورت جنازہ نوجوان کا | نہایت شان شوکت سے نکالا
ہجوم خلق و شور آہ و فریاد | نظر آیا زمانہ ماتم آباد
کوئی حیرت سے تصویر مکان تھا | کوئی سرگشتۂ دشت فغان تھا
گریبان چاک تھا کوئی الم سے | کوئی تھا خاک برسر فرط غم سے
کوئی تھا سرنگون بخت زبون سے | پشیمان تھا کوئی اپنی فسون سے
غرض وہ حلقۂ اہل عزا مین | ہوا مدفون زمین کربلا مین
سراسیمہ دل پہ خاک ڈالے | کنار گور سے حسرت نکالے
عزیز و آشنا الحمد پڑھ کر | ہوئی رخصت بہ افسانہ مکدر

داستان نکلنا گھر سے ختن شاہ کا تلاش جوان مین اور لکھنؤ مین آکر جانا بیان سیاح ہندی سے

خدارا اب تو ہی ساقی ولا سے | مجھے بیہوش کر جام فنا سے
گریبان گیر تکلیف وفا ہی | قضا کی ہاتھ میر فیصلا ہے
خبردار مصیبت کے بیان سے | ہوا ظاہر یہ اسرار نہان سے
کہ اوس دشت بلا مین فوج شاہی | رہی دن بھر گرفتار تباہی
تلاش نوجوان مین خستہ ناشاد | پھری ریگ روان کیطرح برباد
قریب شام سب مایوس ہو کر | ہوئی بی آب و دانہ نقش بستر
بسر کی شب خیالات عجب مین | چلی وقت سحر رنج و تعب مین
پھر اک نے آکے نزد شاہ دلگیر | کہا افسانۂ نیرنگ تقدیر
جو کچھ گذری تھی کیفیت جوان پر | بشکل درد دل لائے زبان پر

تحیّر خیز یہ سنکر فسانہ — ہوا ششدر شہنشاہ زمانہ

مزاج پاک پر صدمہ ہوا وہ — دلِ عاشق کی صورت کھو گیا وہ

جگر مانندِ دامانِ نظارہ — ہوا دستِ الم سے پارہ پارہ

پریشان ہو گیا مجموعۂ دل — ہوئی کشتِ تمنا برق حاصل

پے غم بینِ بلا انگیز ناگاہ — ہوا اندوہگر نزدِ بانو شاہ

بشکلِ رازِ دل دل میں بھٹک کر — ہوئی بیتاب مثلِ اشکِ مضطر

بحسرت جانبِ دختر نظر کے — شتابِ آرزو پر چشم تر کے

لگی کہنے کہ ہے ہے یہ جوا سنے — یہ تکلیفِ جفای آسمانے

بسر کس طرح سے ہوگے خدایا — مقدر نے یہ کیا سامان کہایا

یہ عالم دیکھکر ہمدم سا اُس کے — ہوئی آئینہ سان حیرت سے ہی وہ

سبب پوچھا مجھے درد و غم کا — کہا سب نے کہ تکلیفِ ستم کا

کہا کیا حیلہ سو جہا آسمان کو — کہا صحرا میں کھویا نوجوان کو

کہا کیونکر گیا جس وقت دلگیر — گیا سوی بیابان بہرِ نخچیر

اراکینِ ریاست ہمعنان تھے — تہ قیدِ راہ پابوس جوان تھے

کسی میدانِ دشتِ پر بلا میں — پھری سرگشتہ جوشِ مدعا میں

کمالِ تشنگی سے ہو کے بیتاب — لگے کرنے تلاشِ چشمۂ آب

اکیلا رہ گیا آخر وہاں پر — نہیں معلوم کیا گذری جو ان پر

نظر آیا نظر پھر وہ نہ آیا — کسی نے پھر نشان اوسکا نہ پایا

رفیقون نے بہت کچھ جستجو کے — مگر نکلے نہ حسرت آرزو کے

وہان سی پھر کی جو احباب آئی | یہ وحشت خیز مضمون ساتھ لائی
اسی سی دل نصیبت آشنا ہے | اسی غم سی جگر داغِ بلا ہے
یہی ہی باعثِ فریاد وزاری | یہی ہی جلوہ بخشِ بیقراری
یہ سنکر ہر کسی کا جی بھر آیا | قلق کو دل نی سینی سی لگایا
بھڑ ہایا سلسلہ آہ وفغان نی | کیا پیوند سینہ آسمان سے
خموشی نے کیا لب سی کنارا | ہوا شورِ قیامت آشکارا
چلے فریادِ غم دل سی کشیدہ | سرشک آنکھوںسی نکلے آبدیدہ
تھو عقدہ وعروسِ نوپر ارمان | رہی خونابہ نوشِ ضبطِ پنہان
تدی رخصت خموشی نی فغان کی | رہی پابند شرمِ اپنی آن کی
سہا کی کشمکش رنج وتعب کی | حیا مانع رہی ترکِ ادب کی
مگر دل مین تہی مثلِ نی غم آباد | جگر سے تا دہن لبریز فریاد
پشیمان ہو کی جوشِ آرزو سے | اوٹھی ناچار مان کی روبرو سے
لیی سوزِ جگر خلوت مین آئی | غم ورنج لئی جنت مین آئی
لپٹ کر خوابگاہِ نوجوان سے | لگی رونی تپشہای نہان سے
بنا سوزِ درون سی سینہ گلخن | چھپی اشکِ جگرگون سی دامن
ہوئی مشتاق فرقت مین کفن کی | رکھی باقی نہ دہجی پیرہن کی
پی تعظیم استقبالِ مہمان | بڑھا ہر پارہ چاکِ گریبان
فغان نی رسمِ بیتابی ادا کی | صدا دی لب نی شورِ مرحبا کی
قلق مین مجتمع رنج والم مین | لگی کہنی سرِ ذوقِ ستم مین

کہ ای سروِ چمن زارِ تمنا
کہاں ہی مائلِ گلگشتِ صحرا

کہاں ہی محوِ نظارہ جنون مین
کہاں پھرتا ہی آوارہ جنون مین

کہاں دلدادۂ نخچیر ہے تو
کہاں صیادِ آہوگیر ہے تو

کہاں وحشت شریکِ بیکسی ہے
کہاں قسمت فریبِ مدعی ہے

کہاں تکلیف ہے راحت کہاں ہے
کہاں تو تختۂ مشقِ آسمان ہے

اسی صورت سی چندی وہ پریزاد
رہی شرمندۂ احسانِ فریاد

برابر صحبتِ آہ و فغان مین
بسر کی انتظارِ نوجوان مین

مگر دل کی لگی سے بجھنے نپائے
کہین سے کچھ خبر اوسکی نہ آئے

رہی قسمت ترقی خواہ غم کے
خلش بڑھتی گئی خارِ الم کے

تھکی سب چارہ گر چارہ گری سی
کنارہ کش ہوئی حالِ پری سی

باخر وہ بتِ سرمایۂ ناز
ہوئی یون دل سی اپنی مشورت ساز

کہ ای پروانۂ شمعِ جگر سوز
گداز آموزِ داغِ سربسر سوز

تجھی اب کیا ہی پاسِ ننگ و ناموس
کہاں تک احتیاطِ نازِ افسوس

اوٹھا دی پردۂ شرم و حیا کو
بٹھا سینے مین نقشِ مدعا کو

غبار آسا نکل قیدِ مکان سے
برنگِ جوشِ خاطر دل جوان ہے

جہاں ہو چل وہین تو آرزو مین
بسر کر عمر داغِ جستجو مین

اسی عالم مین اکدن نصف شب کو
کیا آگہ دلِ فرصت طلب کو

کہ یہ موقع ہی ترکِ اقربا کا
یہی ہی وقت عرضِ مدعا کا

نکر غفلت کہ غفلت کا نہین وقت
نکل جائی نہ قابو سی کہین وقت

یہ کہکر جوشِ تکلیفِ جگر مین
ہوئی مصروف سامانِ سفر مین

لباسِ نوعروسی کو کیا چاک
حجابِ جسم کی مردانہ پوشاک

رکھی سر پر کلاہِ رشکِ خورشید
تصدق جسپہ ہو اقبالِ جمشید

قبای لالہ گون سیبِ بدن کے
گلابی ہو گئی رنگت سمن کے

غرض اس طرح وہ وحشت یگانہ
قدم فرسا ہوئی بیرونِ خانہ

پسِ دیوار کوے رازدان تھا
عنان گیرِ سمندِ خوش عنان تھا

قریب اوسکی پہونچکر بے محابا
ہوئی بالای زین یہ جلوہ فرما

کہا رخصت کہا اللہ نگہبان
کہا کچھ اور رہے امیدِ احسان

کہا وہ کیا کہا ہمراز تو ہے
دمِ آخر یہ تجھسے آرزو ہے

رہے مدِ نظر پردہ ہمارا
نہو یہ رازِ پنہان آشکارا

یہان سے اب سٹک لے تو ہوا ہو
خدا جانے سحر کی وقت کیا ہو

یہ کہکر وہ بتِ پروردہ ناز
ہوئی آمادۂ مشقِ تگ و تاز

اوٹھائی باگ اسپِ خوش عنان کے
ہوس کی کوششِ قطعِ جہان کے

خیالِ کاوشِ تقدیر سر مین
غمِ غماز کا کھٹکا جگر مین

کبھی پیدا کبھی پنہان نظر سے
سراپا برقِ تکلیفِ سفر سے

کئی دن مثلِ خورشید جہان گرد
پھری وہ خستۂ و آلودۂ گرد

بہت کی جستجو لیکن کسی جا
نشان نقشِ تمنا کا نپایا

بمجبوری تلاشِ نوجوان مین
قدم فرسا ہوئی ہندوستان مین

کئی دن بعد عشقِ فتنہ پرداز
ہوا آسانے مشکل سے دمساز

بہجوم شوق جوش آرزو مین
لی آیا اوسکو شہر لکھنؤ مین

باُجرت اک مکان لیکر شب و روز
لگی رہنی وہ خورشید دل افروز

بکمال خُلق سی سبکو لُبھایا
ہر اک سی رابطہ اوسنی بڑہایا

تمامی دوست وقت خلوت عیش
لگی رہنی شریک صحبت عیش

قضارا ایک دن یاران باہم
بشکل ہوش دانا تھی فراہم

بہم ہنگامہ آرای بیان تھے
سخن پرداز نیرنگ جہان تھے

کوئی اون سب مین یار رمزدان تھا
سراپا رفتہ حال جوان تھا

دم اظہار افسون زمانہ
کہا اوسنے وہی غمگین فسانہ

وہی مضمون عشق سربسر جوش
بنایا گوہر آویزہ گوش

کیا وقت سحر اوسنی بناکام
سر آغاز کو پابوس انجام

یہ سنکر لی رہی دلمین مگر دل
بنا محشر فروش رقص بسمل

برنگ بادہ مینای خاموش
سکوت لب سی توام شعلہ جوش

ہوئی یاس جوان یار جانی
مبارکباد مرگ ناگہانی

ہوئی برخاستہ جسوقت صحبت
اوٹھی وہ شعلہ زار داغ حسرت

رفاقت مین اجل کو لی کی دلبر
ہوئی حاضر مزار نوجوان پر

لپٹ کر تربت شوریدہ سر سے
کیا گلپوش ہر داغ جگر سے

سر بالین بصد تکلیف جانکاہ
کیا روشن چراغ شعلۂ آہ

کلاہ خسروی پھینکی زمین پر
اوڑائی خاک زلف عنبرین پر

لب نازک کو دی رخصت فغان کے
ادا کی رسم تکلیف بیان سے

کہ ای پیوندِ چاکِ دامنِ خاک
غبارِ کاروانِ جانِ غمناک

ہوا ای صید مین آیا کہان تو
بنا کس جا نشانِ بی نشان تو

ندامت کیا ہوئی اہلِ وطن سے
چھپائی شکل کیون چاکِ کفن سے

نہ یاد آئی کبھی بھولی ہی گھر کے
نہ میری ناشکیبی پر نظر کے

تری غم مین ہوا برہم زمانہ
دگرگون ہو گیا سب کارخانہ

نہ وہ رنگین بہارِ انجمن ہے
نہ وہ صحنِ زمین رشکِ چمن ہے

جہان تجھ کامرانے رونق افروز
وہان حسرت برستی ہی شب و روز

یہ پونہچا حال جوشِ آرزو مین
کہ نکلے آپ تیری جستجو مین

جہان مین صورتِ خورشید و مہتاب
پھری دن رات تنہا بیخور و خواب

مگر تجھکو نہ ای غمناک پایا
جو پایا ہی تو زیرِ خاک پایا

تمنای دلی دل سے نہ نکلے
یہ لیلے گردِ محمل سے نہ نکلے

زبانِ شمع تھی گویا جہان مین
جلا کے حسرتِ لطفِ بیان مین

غرض یون ہی مزارِ نوجوان سے
بیان کرتی رہی نوحہ زبان سے

ہجومِ غم سے ہی آخر تنگ آکر
ہوئی راہی عدم کو روحِ مضطر

لیا احسان تکلیفِ کفن کا
مٹایا سب کی جھگڑا روح و تن کا

احبا سنکے یہ افسونِ تقدیر
ہوئی خود گم برنگِ نقشِ تصویر

قناعت کی نہ بازاری خبر پر
چلی سب تب بتِ شوریدہ سر پر

وہان آکر جو دیکھا چشمِ تر سے
تو گذرا اور ہی سامان نظر سے

کہ اک دختِ پریرو رشکِ تصویر
مزارِ نوجوان سے ہی بغل گیر

تقاضای تمنا جوش پر ہے — فدا محشر لب خاموش پر ہے
لیے ہی پہلوے مدفن بغل مین — زبان ہی شکر احسان اجل مین
ہوا ثابت کہ یہ سیارہ اختر — کسی خورشید طلعت کی ہی مظہر
تعلق اسکو تھا حسن جوان سے — اسی کی عشق مین نکلی مکان سے
یہان آکر اوسے جو مژدہ پایا — ہجوم جوش غم یہ رنگ لایا
ہر اک نی حالم آہ و فغان مین — کیا دفن اوسکو پہلوی جوان مین

داستان اثر کرنا عشق جوان کا دل عصمت مین اور لپٹ کر قبر سے جوان کی جان بحق تسلیم کرنا

شتابی لا مے گلنار ساقی — دم رخصت نکر تکرار ساقی
پلا اک جام آخر انجمن مین — لگا دی قفل خاموشی دہن مین
کہان پھر صحبت لفظ و معانی — تمامی پر ہے دور خوش بیانی
زبان سیزبانی ناز پر ہے — سکوت مدعا آغاز پر ہے
شرر ریز بیان نوک زبان ہے — گل افشان یون چراغ داستان ہے
کہ جب اس عشق کافر ماجرا کے — بر آئے آرزو مشتاق جفا کے
برنگ اشک نامقبول مژگان — کیا دونون کو زیر خاک پنہان
یتیمی نے لیے بوسی الم کے — ہوئی کم حوصلے ناز ستم کے
ہوا جاتا رہا آہ و فغان کا — جگر پانی ہوا اشک روان کا
برنگ جان شیرین روح فرہاد — لگے پھرنی مصیبت خانہ برباد
نشان سجدۂ زاہد کی صورت — ہوا سے آبرو داغ کدورت

کچھ جذبۂ دل گھات میں تھا اثر کا منتظر ہر بات میں تھا

کی تکلیفِ محرومی گوارا ہوا در پردہ آخر آشکارا

دلِ عصمت میں مثلِ شور شمشیر در آیا شوق ہم آغوش ہو کر

برنگِ رشتۂ تسبیح یکجا ہوا سو چار رگِ جان سے نمودار

جگر کو جوشِ غم نے گدگدایا زباں تک نالۂ شکوہ بنکے آیا

مزا دینے لگی کاوش جگر میں لگی گھر کرنے حسرت چشمِ تر میں

ہجومِ ضبط نے رخصت طلب کے بن آئی نا فرصت طلب کی

خلل واقع ہوا عیشِ طرب میں تبسم چھپ رہا آغوشِ لب میں

بڑھی کاہش بیانِ جانِ بسمل ہوئی آرامِ جان بیتابیِ دل

کچھ ایسا جوشِ خاطر رنگ لایا کہ ہر دم کو دمِ شمشیر پایا

نہ خود واقف نہ واقف محرمِ راز بنی اپنی شکستِ دل کی آواز

جگر میں صدمہ جانکاہ رہتا سفر میں کاروانِ آہ رہتا

ستم کے ہر گھڑی ایجاد رہتے طبیعت مائلِ فریاد رہتے

خموشی میں اثر شورِ جنوں کا فغاں میں رنگ نیرنگِ فسوں کا

ہوئی وہ رفتہ رفتہ تنگ آکر برنگِ بوئے گل جامے سے باہر

مگر حیرت کہ یا رب راز کیا ہے یہ کیسا سوز ہے یہ ساز کیا ہے

یہ کیا افسردگی ہے سر بسر جوش یہ کیسی بیخودی ہے غیرتِ ہوش

یہ کسکو لاگ ہے میری جگر سے یہ تیرِ بے خطا آیا کدھر سے

یہ کسنے سحر یا افسون کیا ہے یہ کسنے دل کو میری خون کیا ہے

الم کیون ہمدم آغوش دل ہے ۔ شکایت کیون بان ستی متصل ہے
نہ قندیل حرم نے شعلۂ دیر ۔ جلاتی ہی مجھی کیون حسرت غیر
یہ کس نے آرزو کی آرزو ہے ۔ یہ کس خود گم کی دل کو جستجو ہے
ہوا کیا وہ سرور نوجوانی ۔ ہوا کیا وہ فراغ زندگانی
فلک آمادۂ پرخاش کیون ہے ۔ مقدر کو سر پاداش کیون ہے
بھر صورت بت بیگانۂ ہوش ۔ بیان کرتی رہی افسانۂ جوش
تسلی کی عوض ہر دم شب و روز ۔ ترقی پہ رہا سوز جگر سوز
کسی صورت دل مضطر نہ ٹھہرا ۔ ٹھہر آتا کبھی دم بھر نہ ٹھہرا
خور و خواب و نشاط و کامرانی ۔ ہوئی سب نذر جوش نوجوانی
نہ پیما کی نہ خود بینی رہی وہ ۔ نہ آرائش نہ رنگینی رہی وہ
رہا ہمدم نہ آئینہ نہ شانہ ۔ نہ مستی ناز چشم جادوانہ
نہ وہ شوخی رہی طرز پیا تمکین ۔ نہ پیما کی رہی باقی نہ تمکین
طبیعت ہٹ گئی ناز و ادا سے ۔ ہوئی مانوس سوولا دوا سے
قضارا دن جو نوچندی کا آیا ۔ تمنائے دلی نے جوش کھایا
پی کسب شرف اپنی ہوا مین ۔ ہوئی وہ رونق افزا کربلا مین
مقابر پہ رہی کچھ دم جبین سا ۔ ہوئی پھر مائل سیر و تماشا
کہ شاید کچھ دل مضطر بہل جائے ۔ کہین سینی سی خار غم نکل جائے
ہر اک جا وہ مثال ہیتا لے ۔ پھری مانند تصویر خیالے
ولیکن کاوش قسمت سی کھلا ۔ دل پروردۂ وحشت نہ بہلا

وہی آشوب جوش بیقراری
رہا آرام جان دلفگار سے

ہوا جب سایہ گستر دامن شام
گیا اک قبر کے پہلو مین آرام

بچھا کر چاندنی فرش زمین پر
ہوئی مشعل مہ نو جلوہ گستر

قضا را تھی وہ تربت نوجوان کے
اوسی مشت غبار ناتوان کے

ملا موقع جو باہم متصل کا
بھڑک اوٹھا شرارہ داغ دل کا

لگی گھبرا کے کہنے ہمزبان سے
یہ قبر آباد ہی کس خستہ جان سے

کشان ہی جذب دل سوی محبت
مجھے آتی ہی کچھہ بوی محبت

وفا مشتاق تکلیف وفا ہے
ہوای وصل پیغام قضا ہے

سر مژگان ہی تر رونی ہی پہلی
جگر پانی ہی خون ہونی ہی پہلی

بھر آتا ہی جی خالی جگر ہے
ترقیخواہ طوفان اثر ہے

یہ سنکر وہ جلیس رشک لیلی
ہوئی یون چہرہ آرای تسلی

کہ ای شاکی دل لبریز خون کی
تجھی ابتک ہی کیفیت جنون کی

کہان یہ قبر کہنہ اور کہان تو
خدارا ہوش مین آ بدگمان تو

یہ انداز جنون اچھا نکالا
ترا عالم ہے عالم سی نرالا

یہ سنکر چپ رہی پر وقت پاکے
کہا اک اور نی سب حال آکے

کہ یہ تربت ہی تیری خستہ جان کے
شہید تیغ ناز امتحان کے

جلایا آتش حسرت نی تیرے
ملایا خاک مین غفلت نی تیری

نہ دیکھی کچھہ بہار نوجوانی
پھلی پھولی نہ شاخ زندگانی

ہوا دیوانہ جوش آرزو مین
پھرا برسون ہوای جستجو مین

پشیمان ہو گی آخر مدعا سے
پر ارمان اوٹھہ گیا دارِ فنا سے

کشش کو بعدِ مردن رحم آیا
کہ تجھکو لا کی پہلو میں بٹھایا

وگرنہ کیون خبر ہمراز دیتا
بھی کاہی کو فرصت ناز دیتا

یہ سنکر وہ بتِ برگشتہ تقدیر
رہی کچھہ دیر خود گم شکلِ تصویر

نہ لائی تاب پھر ضبطِ نہان کے
خموشی بن گئی صوت فغان کے

لپٹ کر پہلوے گورِ جوان سے
کنارہ کش ہوئی روح روان سے

عدم کو جلوہ گاہِ راز سمجھے
تنِ خاکی کو بھی غماز سمجھے

حجابِ مدعا تھی صحبتِ گل
گئی تنہا برنگِ نکہتِ گل

انیس و ہمدم و ہمرازِ مطلب
عجب سی رہ گئی منہ دیکھکر سب

اقارب سنکی یہ غمگین فسانہ
تحیّر سی رہی تصویر خانہ

لیے ہمراہ سامانِ قیامت
ہوئی سب حلقہ زن بالای تربت

ہجومِ حسرت و آہ و فغان میں
کیا پیوند آغوشِ جوان میں

فسونِ عشق کا ماجرا سی
گئی ناکام سب دارِ فنا سے

محبت طرفہ برقِ جلوہ گر ہے
جہنم سوز جسکا ہر شرر ہے

نیازِ مدعی ہی نازِ اسکا
قضا انجام ہی آغاز اسکا

نظر کو جلوہ گاہِ ساز پایا
جگر کو پائمالِ ناز پایا

بیان اسکا نہیں ممکن زبان سے
زبان مجبور ہی اسکی بیان سے

خموشی التماسِ التجا ہے
حدِ مطلب سکوتِ مدعا ہے

نہیں ہی یہ مقامِ نکتہ دانی
یہان بہتر ہے عذرِ بیزبانی

دیا انجام طومارِ وفا کو
کیا رخصت ہجومِ مدعا کو

خاتمۂ کتاب

بحمد اللہ کہ یہ نظمِ گرامی
ہوئی گلگونۂ حسنِ تمامی

مبارکباد رخصت دی قلم کو
سنایا مژدۂ ہستی رقم کو

رُکا الماسِ فکرِ جان گسل کا
ہوا موقوف آنا لختِ دل کا

ہوئی کم گوہر افشانی زبان کی
تراوش ہو چکی ابرِ بیان کی

ہوا روپوش حسنِ خوش کلامی
حدیثِ عشق نے پائی تمامی

دعا مجکو دلِ بیتاب نے دی
صدای مرحبا احباب نے دی

خصوصاً ہمنبازِ نکتہ دانی
جوابِ طالب و قدسی ثانی

تخلص شہرت و اشرف علی نام
سراپا مخزنِ الطاف و اکرام

سنا یہ قصہ جب میری زبان سے
نہایت خوش ہوئی طرزِ بیان سے

کہی تاریخِ سال اسکی بصد سوز
شعاعِ فکرِ عالی مجلس افروز

یہی حسرت ہے مجکو بھی جہان مین
کہ ہو مقبول بزمِ دوستان مین

پسندِ خاطرِ اہلِ سخن ہو
سویدای دلِ اربابِ فن ہو

جگر سوزی ہی فروغِ شعلہ زا دے
کبابِ دل مرا سبکو مزا دے

ورق ہو مطلعِ صبحِ معانی
رقم ہو زلفِ شامِ نکتہ دانی

نہ دیکھین لغزشِ پای قلم کو
ندین آنکھون مین جا دودِ رقم کو

قدم کی رسم ہی مستی مین اکثر
نہین رکھتا قدم سیکے برابر

شرابِ تند شوخیٔ اثر سے
ٹپک پڑتے ہی جام بے خبر سے

خراباتی ہون رندانہ بیان ہے
زبانِ ہیچ می میری زبان ہے

نہین ہے مطلب مجھے اظہارِ فن سے
بری ہون دعویِ شعر و سخن سے

کہان فرصت جفای آسمان سے
کہ ہون ہمراز طبعِ نکتہ دان سے

کرون غواصیِ بحرِ معانی
دکھاؤن جلوۂ گوہر فشانی

فقط ہے مشغلہ شعر و سخن کا
سبب ہی ذکرِ عشقِ پُرفن کا

ازل سے بسکہ ہون دیوانۂ عشق
مجھے مرغوب ہی افسانۂ عشق

یہی ہمدم فقط رہتا ہی میرا
اسی سے غم غلط رہتا ہی میرا

تمنا ہی رہون جبتک جہان مین
رکھون مین عشق کو آغوشِ جان مین

حسینون پر سدا مرتا رہون مین
فدا دل عشق مین کرتا رہون مین

یہ قصہ جو حضورِ سامعین ہے
مرا اس مین تصرف کچھ نہین ہے

سنا جو مخبرِ صادق بیان سے
کیا موزون زبانِ نکتہ دان سے

غلط ہی یا سراسر معتبر ہے
خدا جانے کسی اسکی خبر ہے

معاف ای نکتہ چینان مین مخطا ہون
کہ پابندِ رضای آشنا ہون

نہ تھی کوئی غرض اسکی بیان سے
مین تھا مجبور حکمِ ہمزبان سے

طبیعت نے دکھائی گرمیِ شوق
سخن مین ہنسکی ٹپکی کثرتِ ذوق

کھلائے غنچے بستانِ بیان کے
دکھائے رنگِ گلبرگِ زبان کے

بہار آئی چمن زارِ سخن مین
چہک اوٹھی عنادل انجمن مین

سخن کوتاہ ای تسلیمِ پرجوش
بہت کچھ کہہ چکا خاموش خاموش

ندی اب طولِ آہنگِ فغان کو | سکھا اندازِ خاموشی زبان کو

تمت

مناجات بزبان فارسی

الٰہی من سگِ دنیائی دونم | ہوا و حرص باشد جوشِ خونم
بہر رو میشود خم گردنِ من | بود پروردۂ عالم تنِ من
بہوئی استخوانِ خشک جوشم | بیک لقمہ دو عالم میفروشم
سیہ بختی ہمین عہدِ وفا بست | تہی دستی شدہ خطِ کفِ دست
سراپا اندرین عالم فضولم | چو عرضِ عاشقان ردِّ قبولم
نمیدانم کہ این مصلحت بود | کہ این نابود را فرمودہ بود
اگر بہرِ عبادت آفریدی | بخود انصاف کن از من چہ دیدی
نہ شستم فرشِ راہت ہیچگاہی | جبین کردم نہ وقفِ سجدہ گاہی
ہمہ ناکردنی کردارِ من شد | ہمہ ناگفتنی گفتارِ من شد
ہمین در ساعتی ابلیسِ مکار | فرستد تحفۂ لاحول صد بار
نہ من آنم کہ اکنون عہد بستم | بیک پیمانہ صد پیمان شکستم
نہ یاد آمد ز ہولِ روزِ محشر | نہ اندیشہ ز دودِ شعلہ پرور
گہی مشقِ دہانِ بت خموشم | گہی با نالہائی گرم جوشم
گہی سرخوش بجوشِ بادۂ ناب | گہی مستِ خمارِ نشۂ خواب
گہی دلدادۂ اندازِ ساقی | گہی محوِ خرامِ نازِ ساقی
گہی پامالِ جورِ نازنینان | گہی خاکِ گذرگاہِ حسینان

پریشانم برنگِ برگِ کاهے — ز رحمت کهربایانه نگاهے

بسوی بیت مائلِ پرواز گردان — برنگِ شعله بالا تاز گردان

کشش ز خضرِ راهِ مدعا کن — چو آهِ بیکسان ما را رسا کن

نیاساید دمی پای دویدن — رمد از سایهٔ من آرمیدن

ز حسنِ این حسینانِ مجازی — عطا کن دیده ام را بی‌نیازی

نگردم گردِ کوی خوبرویان — نیاز آرم نه با نازِ نکویان

بسوز و سوزِ عشقت مشتِ خاکم — برنگِ شمع سازد شعله پاکم

دران وادی که محشر نام دارد — که هم اندوه و هم آرام دارد

مکن رسوا بفعلِ ناصوابم — بیفگن از نظر فردِ حسابم

ز نیک و بد مکن از من سوالے — منِ بیدل ندانم قیل و قالے

ز افعالے که کردم شرمسارم — مجالِ گفتگو کوتاه دارم

برضوان از کرم ارشاد فرما — که این مسکین ببر در جنتِ ما

برآید از دلِ هر محشر آباد — که تسلیمِ ثنا بستند آزاد

شجرهٔ طیبهٔ خاندان خواجه مودود صاحب قدس سره

الهی بآن شاهِ عالیمقام — جنابِ محمد علیه السلام

الهی بآن نورِ چشمِ رسول — درِ درجِ عفت ملقب بتول

الهی بآن شیرِ یزدان علی ع — امام و درِ شهرِ علمِ نبی

الهی بآن تشنه جانِ رضا — حسینِ ستمدیدهٔ کربلا

الهی بآن عابدؑ ناتوان　　اسیر کمند جفا پیشگان
الهی بآن باقرؑ نیکفال　　همایون نژاد مبارک خصال
الهی بآن قبلهٔ راستان　　امام جهان جعفرؑ خوش بیان
الهی بآن شمع بزم یقین　　ضیا بخش دل کاظمؑ شاه دین
الهی بآن نخلبند هدی　　گل گلشن صدق موسی رضاؑ
الهی بآن سرور متقی　　جهان امامت محمدؑ تقیؑ
الهی بآن ربّ صدر قبول　　علی نقیؑ فخر آل رسول
الهی بآن خواجهٔ دین پناه　　علی اکبرؑ آسمان پایگاه
الهی بآن سید نور عین　　شه کشور فقر خواجه حسین رض
الهی بان نام نامی که بود　　به خواجه محمد رض زبان آشنود
الهی بآن خواجه بوسعید　　که همنام ابنیت الخلیل
الهی بآن سرور نیک ذات　　مسمی به سمعان رض عالی صفات
الهی بآن خواجهٔ بحر و بر　　شه ناصر دین رض والا گهر
الهی بآن سید پاک زاد　　شه خواجه مودود رض قدسی نهاد
الهی بآن خواجهٔ اصفیا　　ابی احمد رض تارک ماسوا
الهی بآن خواجهٔ پاکباز　　شه رکن دین رض عارف حق طراز
الهی بآن خواجهٔ نیکنام　　حقیقت شناس ولایت نظام رض
الهی بآن مهر برج یقین　　فلک آستان خواجه قطب دین رض
الهی بآن خواجهٔ حق پژوه　　ابی احمد رض ثانی با شکوه

الٰہی بآن خواجۂ محو حال — ابو یوسف ثانی رضہ باکمال
الٰہی بآن خواجہ کو را قلم — کند پیش زاہد محمد رقم
الٰہی بآن خواجۂ نامور — کہ مودود ثانی رضہ بود مشتہر
الٰہی بآن شاہ خواجہ علی رضہ — خبر دار سر خفی و جلی
الٰہی بآن کامل و متقی — فلک مرتبہ حضرت خواجگی رضہ
الٰہی بآن خواجہ انس و جان — ابوالاعلی رضہ انتخاب جہان
الٰہی بآن زبدۂ کاملے — جہان شرف خواجہ عبدالعلی رضہ
الٰہی بآن سید اولیا — شہ خواجہ بھیکھن رضہ حقیقت نما
الٰہی بآن خواجۂ رازدان — ابو ناصر رضہ قبلۂ عارفان
الٰہی بآن خواجہ مست ہو — کہ جان محمد رضہ بود نام او
الٰہی بآن خواجۂ باصفا — غریب شہنشاہ ملک بقا
الٰہی بآن خواجۂ باکرم — عنایت رضہ کہ با اسم ذات ست ضم
الٰہی بآن خواجہ شیخ و شاب — محمد بھکھاری رضہ فرشتہ جناب
الٰہی بآن افسر اولیا — سعید ازل خواجہ ارتضا رضہ
الٰہی بآن خواجہ بحر و بر — محمد کہ مثلش نیامد دگر
الٰہی بآن پیشوائے زمن — شہ عالم قدس صفدر حسن
براحوال تسلیم خستہ جگر — نگاہے ز چشم ترحم اگر
ز رحمت نظر کن براحوال من — کہ شد برق خرمن ہمہ سال من
زمانہ دم چارہ سازی ربود — ز من این قدر و مایہ بازی بود

جوانی شد و وقت پیری رسید / دم حسرت و ناگزیری رسید
بسر شد بلهو و لعب روزگار / نکردم کاری که آید بکار
زبون کرد این نفس سرکش مرا / سراپا چو خس سوخت آتش مرا
ز تو دور و نزدیک بیگانه ام / ز دیوانگی مست و دیوانه ام
جهنم که سیر قصد از نام من / پشیمان کن از حسن انجام من
رسیدست خواری بدان پایگی / که سایه گریزد ز همسایگی
در رحمت که امیدگاه منست / همه وقت وقف نگاه منست
خطاب خطا رو ز فردا مکن / دران داوریگاه رسوا مکن
زند نفس من طعنه هر نفس / چه کردی که داری بجنت هوس
نداند که جنت بکردار نیست / بجز رحمت و لطف غفار نیست
چنان کن که این دشمن بدسگال / ز عشق تو روزی خورد گوشمال
پشیمان شود از خیالات خویش / نیارد دگر این مقالات پیش
گناهم ز حد گر چه بیرون گذشت / ز اندازهٔ فکر افزون گذشت
ولیکن بدانم که این فضل وی / به پیشت نیرزد برابر جوی
کرم از تو گر هست از من سپاس / ز دوزخ چه دارد دل آسم هراس
چرا یاس را وقت فرصت دهم / بتاراج امید رخصت دهم
دریغست با این همه جاه تو / تهی دست رفتن ز درگاه تو
ز لطف تو ای کارساز جهان / بدل چند امید دارم نهان
یکی آنکه هنگام جان باختن / شود مشکل نزع آسان بمن

دوم آنکه چون زین جهان بگذرم
بنقد ایمان سلامت برم

سوم آنکه در قبر وقت خطاب
بآئین اسلام گویم جواب

چهارم نه بینم عذاب فشار
چنان کن که بر گل نسیم بهار

بود پنجمین آنکه روز جزا
بدستم دهی دامن مصطفی

ششم در ترازو بحلم و عطا
نسازی سبک وزن اعمال ما

بود هفتمین آرزو در جگر
که از پل کنم برق آسا گذر

همین ست هشتم تمنای من
که باشد صف انبیا جای من

نهم ده بفردوس اعلی مقام
طفیل محمد علیه السلام

دهم بهر آن حسن عالم خراب
کن از پردهٔ دیدهٔ من نقاب

[illegible]ین در جناب تو ای ذوالجلال
چه سازم بیان التماس مآل

[illegible] عرض تمنای من
بقول نظامی بس است این سخن

[illegible] مایهٔ خویش را
تو دانی حساب کم و بیش را

عرضداشت بحضرت ابوالمنصور ناصر الدین سکندر جاه قیصر زمان محمد امجد علیشاه خلد الله ملکه

بعرض شهنشاه عالی مکان
فلک آستان و ملک پاسبان

هنرمند و هم قدردان هنر
چو خاقان و قیصر به گیتی سمر

بشان و بشوکت بعز و بجاه
بمان تا قیامت چو خورشید و ماه

جگر خسته تسلیم شوریده سر
ز دل میکشد نالهٔ غم اثر

بلطف و کرم ساعتی هوشدار
بافسانهٔ من دمی گوشدار

که از دست گردون بجان آمدم / ز بیچارگی در فغان آمدم
چگویم چه از بخت بر دل گذشت / که آسان نفس با همه مشکل گذشت
بعهدی که دولت رهین تو بود / جهان زیر نقش نگین تو بود
ملک خطبه‌ات با صد عز و شان / همی خواند بر منبر آسمان
بهمراه مهدی علیخان قبول / مرا بود اعزاز خدمت حصول
هم از خوشنویسی هم از شاعری / قوی داشتم حجت چاکری
نفس مثل نکهت بر آوردمی / گذشتی نه بی خنده چون گل دمی
حیاتم بعیش و طرب میگذشت / بآرام دل روز و شب میگذشت
که ناگاه این چرخ نامهربان / دگرگونه شد در پی امتحان
حسد برد بر عیش و آرام من / نمک ریخت در باده جام من
قضارا طمع کرد بر ملک و مال / فتاد اختر لکهنو در وبال
نه آن باده ماند و نه آن جام ماند / مگر شکوهٔ بخت ناکام ماند
چه ارباب جوهر چه ارباب جاه / بیکبار گشتند جمله تباه
بسی جاده پیمای غربت شدند / بسی زاویه گیر تربت شدند
من از تیره بختی چو دود فغان / نه در خاک رفتم نه بر آسمان
چو نقش قدم خاک بر سر مدام / به بیچارگی میکنم صبح و شام
فلک را باین ضعف تاب و توان / هنوز است با من سر امتحان
کنون بر سرم آن جفا میرود / که از باد بر نقش پا میرود
بسی کردم اندیشه با جان خویش / کزین شهر بیرون کشم رخت خویش

بدرگاه آن شاه گردون وقار ❊ کشم انتقام از غم روزگار

بجاهی که عالم شناوائی غنم ❊ به پیمانهٔ سر تو جوانی کنم

بعالم شگفته شوم از نشاط ❊ با فسردگی کم کنم ارتباط

نویسم قصیده با صد شکوه و جاه ❊ بخوانم حضور شه جم کلاه

نشسته چمن و گلبانگ بلبل هم ❊ بگوشش گل آواز بلبل هم

ولیکن چه سازم که بی پایگی ❊ رسیدست اکنون بدان پایگی

که در اشک هم شکل گوهر نماند ❊ بزردی رو صورت زر نماند

همین هست بس در عیان و نهان ❊ که دارم دعای تو ورد زبان

بود پای پرگار تا در سفر ❊ بود نقطه تا بهر مرکز مقر

عدوی تو با دل بگردش مدام ❊ محب تو دارد به آرام کام

نمک خوار سرکار عالیجناب

جگر خسته تسلیم خانه خراب

خط بدوستی نوشته شد

چمن پیرای باغ دلفگاران ❊ نسیم گلشن امیدواران

سرافراز نیاز بی نیازی ❊ سرافگن خنجر افسون طرازی

چراغ افروز دیر بیوفائی ❊ فروغ شعلهٔ ناآشنائی

رسیده بادهٔ نامهربانی ❊ سنان شعلهای لن ترانی

تمنای دل حسرت هم آغوش ❊ مراد خاطر مطلب فراموش

بهار بوستان غم نصیبان ❊ شمیم گیسوی شام غریبان

چه باشد لب شکایت را سخن ساز   بقول اوستاد نکته پرداز
ز عمر خویشتن برخوردار باشی   بشرطی آنکه با من یار باشی
پس از تسلیم کلک ساحری فن   چنین شد سحرساز از نکته بین
که در وقت بهم یادگاری   به عهد انتهای بیقراری
رسید از دور پیک گرم رفتار   برنگ یاد یار شعله رخسار
خطی آورد و سر نامه کشودم   نگاه شوق به هر حرف سودم
زهی خط مثل خط گلعذاران   پسند خاطر ریحان نگاران
ز هر حرفش تمنای هویدا   ز هر نقطه نگاه شوق پیدا
کشش یا خضر راه مدعا بود   سواد شهر مطالب رهنما بود
بیاضش چون بیاض عارض حور   سوادش دود شمع شعله طور
چمن سامان شد از نظاره دیدن   شنیدن داغ شد از ناشنیدن
بجوش آمد دل پرورده غم   زمین بوسید اشک چشم پرنم
ز بیتابی چنان بیتاب گردید   دل من پاره سیماب گردید
فغان آمد بفریاد لب من   گذشت از چرخ هفتم یارب من
سپند از آتش پی سوز جانم   رگ شمعست مغز استخوانم
دلی دارم چو رنگ از یاد رفته   برنگ رنگ و بر باد رفته
کنون بهر ترحم ای خودآرا   لب من بوسه زد حرف قسم را
بتمکین دل در خون نشسته   به ننگ اعتبار رنگ جسته
بامید دل حسرت نصیبان   به بیم شکوهای ناشکیبان

بدستاری که در رهنِ شراب است
بهر هری که بذوقِ می خراب است

به لغزشهای پای باده نوشان
باستقلالِ دورِ می فروشان

بلطفِ راحتِ خوابِ جوانی
بتکلیفِ هجومِ ناتوانی

بشکرِ لب فرو بستهٔ بلبل
باندازِ تغافل کاریِ گل

بجنت ساکنانِ کوچهٔ دوست
بآن چشمی که چشمش جانبِ اوست

بچاکِ دامنِ زخمِ جگرها
بسوزن کاریِ تارِ نظرها

بآن خوابی که بیدار است نامش
بآن غفلت که هشیار است کامش

که بر حالِ من مضطر نظر کن
چو مهر از مهر بر خاکم گذر کن

بیا بنشین دمی اندر کنارم
ندارم طاقتِ دوری ندارم

بیا بنگر که هجرت کارگر شد
ز جسمم روح مشتاقِ سفر شد

الم هر وقت دامنگیرِ حال است
مگر در عنصرم گردِ ملال است

بگشتِ زعفران گر پا گذارم
بجایِ قهقهه شیون بر آرم

من آن شمعم که غم شد جزوِ ذاتم
نمیسوزم مگر در بزمِ ماتم

ز نیرنگِ الم گشتم خیالی
بخود می گردم از حالی بحالی

گهی گریان به بختِ دل که خون شد
گهی حیران بحالِ خود که چون شد

گهی از پندِ ناصح سر بدیوار
گهی از طعنهٔ احباب بیزار

گهی از آرزویِ وصل دلشاد
گهی از داغِ هجران محوِ فریاد

برنگِ لاله گه پر خون درونم
گهی چون بویِ گل از خود برونم

گهی با سر نوشتِ خویش در جنگ
گهی از وسعتِ آبادِ جنون تنگ

غرض با بعد یا آزاده ام من — ز تو هر گونه وا افتاده ام من
دلم را مایل پرواز گردان — نظر آسا بسوی باز گردان
نماید جلوه های قرب و دوری — شود غیبت اثر بخش حضوری
جمالی را که سوزد عکس تابش — بگوئی زیده چشم نقابش
تن و جان و دل و روح جگر را — ز نور خویش کن خورشید پیرا
همین کافیست بهر التجایم — نمی سازد به طول فکر دایم
نمودم ختم طومار وفا را — دعا گفتم بجو هم مدعا را

نامه بزهره و مشتری

عطارد رقم بزهره و مشتری — باوج سخن بوذری و انوری
ز مهر خداوند خورشید ماه — بمانید بر اوج اقبال و جاه
ز تسلیم آواره و خسته تن — بسمع رضا بشنوید این سخن
که اینک ز یار وفادار خویش — شنیدم که آن انجم فرخنده کیش
ز نعما علی شمس برهم شدند — بنوعی پریشان و پر غم شدند
ز مسند الکه عیش و آرام خویش — ز ایوان فرخنده فرجام خویش
بناچار پای برون کرده اند — ز تیغ ستم خون درون کرده اند
ندانم کدامین خطائی برفت — کز و بر سر ایشان این جفائی برفت
بظاهر بجز لطف و عیش مدام — برو هست بر نهی منکر حرام
بتهذیب اخلاق نام آوریست — سخن سنج آن سخن گو سخن پرورست

بعلم بدیع و معانی بیان — سبق برد از شاعران جهان
شما را بیاموخت شعر و سخن — خبر داد از خوب و ناخوب فن
بجان داد تعلیم عقل و تمیز — بخدمت بسر برد عمر عزیز
فراموش کردن حق اوستاد — بود روسیاهی بدار المعاد
گرفتم که رند سیه کار هست — خداوند خود را گنهگار هست
غفورست پروردگار جهان — شما را تعصب نزیبد چنان
گنهی نکرد شاید برافعال خویش — دمی شرم باید ز اعمال خویش
همه روز رقص و سرود و غنا — همه شب فسوق و فجور و زنا
کجا گفت پیغمبر نیک فال — بقرآن کجا کرد ایزد حلال
ز انصاف دورست نزد خرد — جفا بر کسی کو بجان پرورد
شما را بدین پایهٔ اعتبار — رسانید شمس فلک اقتدا
وگرنه نبسی قحبه در لکهنؤ ست — کرا اینقدر عزت و آبروست
نپرسد کسی را کسی در جهان — بتعظیم و تکریم نام و نشان
بنازید بر خود که اندر زمن — شمار شما هست در اهل فن
بدلسوزی کو باب و گلست — ز ارباب معنی مرا حاصلست
رخ صاف کاغذ سیه ساختم — بهرزه خیالی چه پرداختم
وگرنه که باشم که بر حال کس — بگستاخکاری برآرم نفس

چه من چه بیانم چه تقریر من
همه هیچ تقریر و تحریر من

قطعات تاریخ

قطعهٔ تاریخ وفات ہمشیرہ نواب ضیاء الدین عبد الحکیم کشمیری

حیف زوجِ مادرِ عبد الحکیم
ترکِ دنیا کرد و بر افلاک رفت
از پی تاریخ او قلبم بگفت
پاکدامانی ز گیتی پاک رفت

مثنوی تاریخِ طبعِ کتاب قاطع برہان از تالیفات جناب مرزا اسد اللہ خان غالبِ مغفور

مرتب شد چو این نادر کتابے
ز ہی غالب شہِ ملکِ معانے
ز فکرِ غالبِ عالی جنابے
خداوندِ جہانِ نکتہ دانے
سخن را اعتبار از نسبتِ او
دو عالم پر نوا از شہرتِ او
فصاحت تازہ پرورد زبانش
بلاغت زادہ حسنِ بیانش
چو ہر حرفش طلسمِ آگہی بود
بہ اما شکل ہست نقشِ نمود
جہر نزدیک و دور افسانہ گردید
بشو قش عالمے دیوانہ گردید
با حسنِ فرشیِ گردون وقاری
چو من در ہمیشانی یادگاری
برای طبعِ آن ارشاد فرمود
دلِ دلدادگان را شاد فرمود
بحکمش اہلِ مطبع ساز کردند
صناعت پیشگی آغاز کردند
بحسنِ خط چو یاران ہم ستودند
سپردِ این سپہ نامہ نمودند
ز بسم اللہ تا حرفِ تمامے
فگندم طرحِ این نقشِ گرامے
بگویم وقتِ تحریرش چہ افتاد
ہنوزم ہست سینہ نشتر آباد

عجب ساحر نگارِ نقش بند بود	کہ من از دل دل از من بیخبر بود
گہے دل فتنہ بر حسن بیانش	گہے شیدای آئینِ بیانش
گہی حیرت کہ یارب این چہ سحر است	کہ دل را التماس ہمسنگ ازہست
نمیدانم دران غفلت پسندی	چہ کلکم داد داد نقشبندی
مگر آن وقتِ انجام مقالش	خیال آمد پے تاریخِ سالش
نوشتم مصرعی شرحِ مطالب	عجائب معجزہ تحقیق غالب
	۱۲۶۲ھ

قطعۂ تاریخ وفات مولانا استادنا جناب میرزا محمد اصغر علیخان نسیم رحمہ اللہ تعالی

کیا کہوں سوختہ جانی تسلیم	داغ ہے سوزِ نہانی ہے ہے
اوٹھ گئی گلشنِ فانی سے نسیم	رشکِ قدسی و فغانی ہے ہے
ہر طرف سے یہی آتی ہے صدا	موجدِ شعلہ بیانی ہے ہے
منہ سے نکلی دمِ شیون تاریخ	ناظمِ ملکِ معانی ہے ہے
	۱۲۸۲ھ

قطعۂ تاریخ وفاتِ حقیقت آگاہ معرفت دستگاہ حضرت شاہ ولی اللہ بہرائچی قدس سرہ

آہ جب حضرت ولی اللہ شاہ	بہرِ سیرِ روضۂ رضوان چلے
خامۂ تسلیم نے لکھا یہ سال	پادشاہِ کشورِ عرفان چلے
	۱۲۸۳ھ

قطعۂ تاریخ وفاتِ شکنِ یاقوت رقم جناب حسن رضا صاحب خوشنویس مغفور

بیرحمیٔ قضا سے مرزا حسن رضا کو	ترکِ جہان کا سے دل جسدم خیال آیا

ہاتف نی دی صدا یہ تسلیم بہر تاریخ	الکھہ لوح حسن خط پر حرف زوال آ یا
	۱۲۸۴ھ

قطعہ تاریخ تعمیر مسجد سید ولایت حسین صاحب سلمہ

چو سید والا نژاد ولایت حسین	چنین مسجد با صفا ساختہ
پے سال ہاتف بہ تسلیم گفت	بگو مسجد نو بنا ساختہ
	۱۲۸۴ھ

مثنوی تاریخ طبع تفسیر سورہ متبرکہ الحمد

چھپے جب یہ تفسیر علم الیقین	ہوئی سرمہ چشم ارباب دین
بصارت بڑہی جس سی ایمان کے	حقیقت کھلی خوب و یان کے
محقق دلائل پہ قربان ہوئی	منافق دلون مین پشیمان ہوئی
حدیث پیمبر سے قرآن سے	جدا کر دیا حق کو بطلان سے
مذاہب کی تحقیق کیا کیا ہوئی	کہ ہر بات سی بات پیدا ہوئی
لکھی فائدی سیکڑون لاجواب	گئی قاعدی مندرج بیحساب
عبارت سلسل لکھی نور کے	کہ ہر سطر کا کل بنی حور کے
جو نقطہ ہی خال رخ خوب ہی	سراپا سراپای محبوب ہی
جہان شوخ مضمون کوئی الکہدیا	ہر اک دائرہ چشم آہو بنا
اگر معترض دل مین ہو بد گمان	کرے کا کل ناوک الف بی کمان
کہان تک کرون اوسکی خوبی بیان	مرا حوصلہ کیا مری کیا زبان
یہ علم یہ جوہر خداداد ہے	زہی مرحبا آفرین باد ہے

خدا اجر اسکا عنایت کرے ہی
مجھے بھی میسر ہدایت کرے ہی

کروں پیروی نبی اختیار
رہوں دین حق پہ سدا استوار

نہ دوں ہاتھ سے تا بروزِ جزا
کبھی دامن حب آل عبا

صحابہ کا ہر دم ثناخوان رہوں
دل و جان سے فدائے قرآن بھی ہوں

وم ختم یہ دلمین گذرا خیال
کہ لکھوں پئے طبع تاریخ سال

سنا غیب سے مصرعِ لاجواب
چھپی ابھی تفسیر ام الکتاب

۱۲۹۴ھ

قطعۂ تاریخ طبع دیوان بلاغت بنیان جناب اوستادی میرزا محمد اصغر علیخان نسیم مغفور

خدا کے فضل سے یہ انتخاب دفتر معنی
نہایت حسن سے چھپکر قریب ختم آیا ہے

عجب جوبن ہے صفحوں پہ عجب عالم ہے حسن و فن پر
کہ ہر نقطہ دل ارباب معنی کا سویدا ہے

بیاض وسطر دو نوں دلربا ہے اہل بینش میں
سفیدی گال رخ سلمی سیاہی الف لیلی ہے

تصور پا نہیں سکتا سر اوج بلاغت کو
زمین شعر کو بھی آسمان گویا بنایا ہے

ادا شوخی نکات لطف حسن بندشِ مضمون
بتاؤں میں نسیم کیا کیا کہ ان شعروں میں کیا کیا ہے

خیال آیا پئے تاریخ اے تسلیم جب مجکو
کہ اکثر یہ دل مضطر کا اپنی خواہش و مدعا ہے

سنا مصرع یہ استاد ازل کی سنہ سے بامنت
چھپا دیوان کہ تصویر معانی کا مرقع آیا ہے

۱۲۸۵ھ

قطعۂ تاریخ وفات والدۂ جناب حکیم محمد مسیح صاحب سلمہ

چون ز دنیا مریم قدسی صفت ام مسیح
شد سوئے دار البقا روحش بفضل خود شاد باد

گفت تسلیم حزین از بہر تاریخ وفات
آن مریم محشر با نبی علیہ السلام محشور باد

قطعهٔ تاریخ وفات فخر العلما زبدة الفضلا جناب مفتی مولوی محمد یوسف صاحب رحمة الله

مولوی یوسف چو از حکم خدا	در مدینه گشت مدفون الٰہی
خامهٔ تسلیم تاریخش نوشت	مہر علم آمد بزیر خاک وای

۱۲۸۶ھ

قطعهٔ تاریخ وفات مجموعهٔ فضل و کمال مولانا جناب برہان الحق صاحب

جبکہ فخر علما حضرت برہان الحق	طرف عالم علوی ہوئی دنیا سے روان
دی مری دل نے صدا سنگ لحد پر تسلیم	لکھو تاریخ کہ تھا مہر فضائل پنہان

۱۲۸۶ھ

ایضاً

قضارا مولوی برہان صاحب	سوی افلاک ایشان گشت رخصت
دم پرواز جان و روح پاکش	زہاتف خواستم تاریخ رحلت
بگوشم گفت ای تسلیم محزون	بگو رفت از دنیا سوی جنت

۱۲۸۶ھ

قطعهٔ تاریخ تولد فرزند نجابانهٔ راجه امیر حسن خان صاحب والی محمود آباد

چون خداوند جہان داد براجه صاحب	نور چشمی که رخش رشک ده مہتابست
فکر کردم پی تاریخ ولادت تسلیم	عقل من گفت زہی نیر عالمتابست

۱۲۸۶ھ

قطعهٔ تاریخ طبع دیوان فصاحت عنوان حضرت جوش سلمه

چھپا فضل خالق سے کیا خوب و نادر	سخن حضرت جوش رشک حزین کا

که جسکی هر اک سطر سنبل سی بهتر | بیاضِ ورق پر گمان یاسمین کا
بلاغت فصاحت په صدقی سخنور | جگر حسنِ صحت په خون نکته چین کا
دمِ سیر نظاره بیهوش و بیخود | لبِ ذوق پر شور صد آفرین کا
لکها سالِ تاریخ تسلیم همنے | مرقع هی دیوان تهملو یه چین کا

قطعهٔ تاریخ طبع دیوان جناب سلیمان جاه صاحب تخلص اسد سلمه ۱۲۸۷

طبع شد چون کلامِ پاکِ اسد | بطریقِ صواب طرزِ حسن
روز و شب از کمال نیاز | معنیِ نو باوجِ فکر کهن
دمِ خواندن لطافت بیتش | موجِ کوثر کند زبان بدهن
چشمِ حاسد که باد کور سواد | میشود از نظاره اش روشن
لفظ و معنی بصورت و معنی | بویِ نسرین و غنچهٔ سوسن
بهرِ تاریخ سال ای تسلیم | گو دلاویز بوستان سخن
۱۲۸۷ھ

قطعهٔ تاریخ وفات سلطان العلما تاج الفضلا مولوی محمد عبد الحکیم صاحب رحمه الله

چو علامهٔ عصر عبد الحکیم | سوی خلد رخت اقامت ببرد
جهان ابتر و چرخ در ماتمش | جگر خون شد و خون غم و غصه خورد
طریقت ز فوتش رهِ خود گرفت | حقیقت کنون حقیقت بمرد
دلِ اهلِ عرفانِ قدسی نهاد | ز مژگان تراشک حسرت فشرد
بسالش بمن روحِ سعدی گفت | بجان آفرین جانِ شیرین سپرد
۱۲۸۷ھ

قطعهٔ تاریخ وفات فخر الاطباء جهان زبدهٔ حکمای زمان جناب حاجی حکیم محمد یعقوب صاحب رحمة الله

عالم و حاجی حکیم حضرت یعقوب آه / کرد پی سیر خلد عزم سوار سمن
از دل پرسوز خلق دود الم سر کشید / تیره و تاریک شد عالم چرخ کهن
بسکه مصیبت ز لب خنده فراموش کرد / در نظر آمد مرا غمکده هر انجمن
خامهٔ تسلیم سال بهر وفاتش نوشت / های ارسطو زمان وای فلاطون سخن

۱۲۸۷ھ

ایضاً

شب از بین دیار علل آه محمد یعقوب / طرف عالم آرام چو گشتند روان
گفت رضوان بدر خلد بسالش تسلیم / آمده فخر اطبا ز جهان گذران

۱۲۸۷ھ

ایضاً

چو یعقوب اسحاق سیرت بمرد / بر اوج فلک شور ماتم برفت
رقم کرد تسلیم تاریخ فوت / ارسطو مقالے ز عالم برفت

۱۲۸۷ھ

قطعهٔ تاریخ تصنیف کتاب تواریخ کشمیر مصنفهٔ جناب دیوان کرپارام صاحب دام اقباله

زهی دیوان کرپارام ذی جاه / وزیر اعظم سرکار کشمیر
ز فرش خاک تا عرش معلی / چو من بی مثل در تقریر و تحریر
زمین از پایه بوسش سر بافلاک / سر گردون پی سجده زمین گیر
بتحقیقات حال آن حوالے / کتابی دلربا فرمود تحریر
ز حسن لفظ و اعجاز معانی / سراپا شد ورق همرنگ تصویر

بتاثیر و بہ تمکین و بہ صحت
ہمہ حرفش جواب خط تقدیر

بیاضش ہمچو روی مہ جبینان
سوادش غیرت زلف نگار کشمیر

ز الفاظش چنان پیدا معانی
کہ جوہر از دل پر آب شمشیر

چو دیدم آن گلستان سخن را
خیال آمد کہ گویم تاریخ تحریر

رقم کردم ہمین مصراع تسلیم
عجب جاہ و بہار باغ کشمیر

۱۲۸۷ھ

ایضاً

حال کشمیر چو کردہ رقم
نائب راجہ بطرز حسن

کلک تسلیم بسالش نوشت
باد گلدستہ بہ بزم سخن

۱۲۸۷ھ

مثنوی تاریخ طبع شاہنامہ شہنشاہ سخن یادگار زمن فردوسی علیہ الرحمہ

سپاس ایزدی را کہ بام سپہر
برافروخت از پرتو ماہ و مہر

جہان را ز شاہان والا تبار
بر آراست مانند خرم بہار

چہ در ہند و ایران چہ در روم و شام
بہ کیش محمد بر آورد نام

برون از گمان بر پریشان او
درود خدا باد بر جان او

پس این نگارش نے خامہ ام
چنین می طرازد سر نامہ ام

کہ چون شاہنامہ بانجام کار
در آمد بہ گرمی بہ شمار

جہانی ہوا خواہ دیدار شد
بجان گرامی خریدار شد

خداوند من سرور نامور
ہنرمند و ہم کار ساز دگر

بناز و بخود کامرانی از و
دل مردہ را زندگانی از و

نوید سخن گوہش اگر خامہ ام	شود آسمان سایۂ نامہ ام
پئے سال گفتن مرا یاد کرد	بہ کمتر نوازی بسی شاد کرد
ز الماس اندیشۂ جان خراش	نمودم عقیق جگر پاش پاش
سپس این فغان وای آوازہ کرد	جہان داستان کہن تازہ کرد
	۱۲۸۷ھ

مثنوی تاریخ طبع دیوان دوم جناب جوش سلمہ اللہ

زہی حضرت جوش والا تبار	کلیم جہان قدسی روزگار
طبیعت پہ اونکی معانی کو ناز	سخن پایۂ فکر سے سرفراز
کیا جمع دیوان دوم شتاب	کہ عالم مین نکلی نہ جسکا جواب
ہوا طبع وہ انتخاب عجیب	دلاویز و دلچسپ و دلکش غریب
لکھا ہمنی تسلیم مصرع سال	چھپا خوب دیوان یہ بے مثال
	۱۲۹۹ھ

قطعۂ تاریخ سال وفات عالم باعمل فقیہ بے بدل جناب مولوی علی محمد صاحب

دریغ عالم و واعظ علی محمد را	چو حکم ترک جہان از جناب داور شد
سفر نمود و جہانی بدیدہ پر آب	ز ہر طرف پی تودیع او شتابان شد
ز اشک ریزی احباب خویش و اہل تبار	زمین تمام گلابہ چو فصل باران شد
ہمہ بذکر و صلاح و عبادتش گویان	بہ عصمتش ہمہ حیران کہ قدسی انسان شد
بحسرت ہمہ تسلیم سال فوتش گفت	فرشتہ بفلک از زمین پران شد
	۱۲۸۸ھ

ایضاً

هزار حیف شب پانزده بماه صیام — چو روز بخت من و سیاه شد دیجور

مزاج پاک جناب علی محمد را — ز اعتدال بدر برد حیف شد رنجور

قریب صبح ازین عالم عدم آباد — برو جانب کوثر هوای جام طهور

چنین نوشت پی سال خامه تسلیم — که شمع محفل وعظ از اجل شد بی نور

۱۲۸۸ھ

قطعه تاریخ وفات ارسطو نشان بقراط مقال جناب حکیم محمد حسن علی صاحب

حکیم و شاعر معجز بیان حسن علی — کز دار انجمن بلبل شیدا آمد

بگوش او چو رسید از ملک بیام اجل — بحجره جان شد و زیر زمین جسد آمد

نوشت خامه تسلیم سال الرحمن — مسیح دهر شفا خانه لحد آمد

۱۲۸۸ھ

ایضاً

چون حسن با علی شاعر حکیم — عرصه این عالم فانی نوشت

خامه تسلیم تاریخ وفات — عقل اول منبت ثانی نوشت

۱۲۸۸ھ

ایضاً

مر و چون این سید والا گهر — هم تخت از نهم طبیب با کمال

گفت تسلیم حزین تاریخ فوت — شاعر دانا حکیم بی مثال

۱۲۸۸ھ

نظم بطور رباعی

کوئی مخلوق مع از بہر عبادت کی یہی — کوئی پیدا ہوا عالم کی صفائی کے لیے

ہم سیہ نامہ تھے یا سند قلم انی تسلیم — آئی اس صفحہ ہستی پہ کتابت کے لیے

خاتمۃ الطبع پہلے خاتمہ یگانۂ فن ماہر سخن جناب شیخ فدا علی صاحب متخلص بہ عیش سلمہ

ناظم کلیات جہان کے دیوان آفرینش کو جب دیکھتے تو اوسکی اوستادی پر پہونچ جب
درست ہین کہ خیمہ آسمانکو بے ستون ہی باین فاصلہ کبری بے اسباب اوتاد مرتفع فرمایا
جسکو باد مخالف وہوای عاصف حوادث کبھی نہ گرا سکے عقل ہزار وخیل ہو مگر
مضمون حقیقت کو نہ پاسکے شعر مہندس بہی جو یدا ز راز شان + نداند کہ چون
کشتی آغاز شان + یہان ہر نازک فکر کی عقل دنگ ہی بڑے بڑے دانشمندون کا
ناخن تحقیق گھسا ہی اوس دیوان آفرینش کی مطلع نبوت و مقطع امامت کے حسن مضمون
اور معانی رنگین کو جسوقت خیال کرتے تو ہم دریای حیرت رہ جاتے ہین کہ
ناظم ... افلاک مین ایسا فرد مطلع موزون فرمایا ہی کہ جسکی مدح مین
جن انس کے حواس خمسہ منتشر ہین بقول شخصے مدح اوسکی کریگا کیا مداح
خلاق کا جسکے ہو خدا مداح + ہزاران درود و ہزاران سلام + زما بر محمد علیہ السلام
اما بعد اقل الخلیقہ بل لاشی فی الحقیقہ ننگ انام فدا علی الشہیر بہ اچھی صاحب
متخلص بہ عیش سراپا ناصر قافیہ سنجان عالی طبع اور شاعران نازک خیال کی
خدمات عالی درجات مین گزارش پرداز ہی کہ درینولا دیوان فصاحت بنیان
بلاغت عنوان شاعر شیرین زبان ناظم ہمہ دان غواص بحر عروض و قوافی
در یکتای عمان سخنگوئی بلبل نغمہ سرای گلستان خوش بیانی طوطی شکرین مقال
بوستان سخندانی خدیو اقلیم سخن تازگی بخش مضامین نو و کہن رنگین فکر
شیرین کلام مشہور بین الخواص و العوام سرخیل شعرای جدید و قدیم ہمپایۂ قدسی

کلیم شیخ امیر اللہ متخلص بہ تسلیم شاگرد رشید جناب غفران مآب میر اصغر علی خان مغفور
نسیم جنت مقیم بعنوان شایستہ و طرز بایستہ کہ جسکا ہر مصرع عاشقانہ و ہر شعر
عاشقانہ ہے خدا کے فضل سے قیامت کی طبیعت غضب کی فکر پائی ہے
محاورہ دانی زبان کی عذوبت انتہا کی ہاتھ آئی ہے مضمون چست بندش درست
ترکیبیں صحیح الفاظ مرغوب غرض جو بات جس شعر میں ہے بہت خوب ہے حسب الحکم
و ارشاد جناب فیضمآب عالیجاہ بلند پایگاہ رفیع الشان منبع الجود والاحسان
جوان دولت جوان سال منشی نول کشور خوش اقبال دام اقبالہ مطلع عالم مرجع
جناب ممدوح الصدر میں کارپردازوں کے اہتمام سنجیدہ اور فکر پسندیدہ سے
نہایت عمدہ و نسخہ بتصحیح تمام و تنقیح مالا کلام بخط خاص مصنف علام طبع ہو کر
مطبوع طبائع عشاق انام و پسندیدہ کافۂ خاص و عام ہوا اپریل سنہ ۱۸۷۲ع
مطابق ماہ صفر سنہ ۱۲۸۹ ہجری میں تمام ہوا احباب نے جو تاریخیں طبع دیوان
کی موزوں فرمائیں ہیں دوستوں کی تفریح خاطر کیواسطے ذیل خاتمہ میں مندرج پائیں الراقم

شاعر عالی گہر تسلیم را
طبع شد با صد ہزاران آب و تاب
در نگین دارد زمین شعر را
نیست غافل لمحہ از فکر شعر
لذت وصل صنم یابد بدل
چون عروس نو قلم سامی کشد
بہر سال انطباعش عیش دل

ایضا

ہست دیوان موجۂ دریای نظم
در معنی لولوی لالای نظم
ہست در ملک سخن والای نظم
در سخن ہر مصرعہ سودای نظم
نظم معشوقیست دلشیدای نظم
جوش حسن شاہد رعنای نظم
گفت ہاتف گوہر یکتای نظم

۱۲۸۹ھ

مبارک ہو یہ مژدہ اب عاشقوں کو | کہ دیوانِ تسلیم عمدہ چھپا ہے
سبھی ہیں طبعِ منقوط میں تم | لکھو عیشِ باغِ مضامین کھلا ہے

۱۸۷۲ع

قطعۂ تاریخ چھپنے دیوانِ جناب شیخ محمد احمد صاحب متخلص کیف سلمہ

کیونکر خوب ہے دیوانِ تسلیم | بہت شائق ہیں اس صد مین خوشگو
لکھی کیف نے تاریخ اسکی | کلامِ شاعرِ بے مثل ہیو

۱۲۸۹ھ

قطعۂ تاریخ از نتائجِ فکرِ جادو بیان نہال علیخان انجم شاگرد جناب خواجہ وزیر صاحب مغفور

مولوی منشی امیر احمد صاحب مخلصے | گرد دیوان جمع از تحریکِ ہر برنا و پیر
لاجرم تسلیم پنداری تخلص آن شفیق | ہم عدیم المثل و یکتا ہست در خلقِ قدیر
بلبلِ خوش گو چنان است ار بیاید از فلک | در نظیرِ صنعتش عاجز شدہ گردد دبیر
این کتاب شد مشتہر ہر سو بشہرِ لکھنؤ | رفتہ رفتہ منشیِ عالی ہمم ہم شد خبیر
کانکہ نامش منشیِ نول کشور ربد آن | ہم رئیس و ہم لئیق و ہم خلیق و ہم امیر
بحرِ فیضش آن قدر امواج ارحامش بدے | غرق در آبِ تحیر شد ی گشتہ حقیر
چشمۂ شیرین چہ گنجینۂ عجیبست آن | چون نباشد نقشِ او ہر صغیر و ہر کبیر
بہرِ طبعش دفعۃً در مطبعِ خود حکم داد | خواستم تاریخ و سالِ طبع از طبعِ منیر
گفت انجم ہر چہار رکنِ مصرعِ آخر نگاہ | فی البدیہہ عیسوی سالش بہ آمد دلپذیر

[illegible]	ہم زہ و ہار کانِ آخر سالِ ہجری از حساب بود طاہ انجم سالِ طبعش گو کہ دیوانِ بی نظیر	۱۸۷۲ع

قطعۂ تاریخ از فکر سر آمد فصحای بلغا جناب مولوی محمد فصیح اللہ صاحب فصیح شاگرد جناب امیر احمد صاحب امیر

مری مشفق امیر اللہ تسلیم	نہیں ہے شاعری میں مثل جنکا
نسیم دہلوی کے ہیں وہ شاگرد	تو چھپ کر بسط جسے اونکا شہرا
کلام اونکا ہے مطبوعِ زمانہ	کہ ہیں جسکے معترف پیر و برنا
کروں تعریف جو اونکی بجا ہے	زمانے میں نہیں ہے مثل اونکا
مرتب کلیات اونکا ہوا جب	تو چھپ جائے یہ تھا اونکا ارادا
براہِ قدردانی اون سے لیکر	اوودھ اخبار کے مالک نے چھپایا
الٰہی جسنے چھاپا ہے یہ دیوان	رہے دنیا میں اوسکا بول بالا
ترقی دیجیو مطبع کو دن رات	رواں جب تک رہیں گنگا و جمنا
ہوا تھا یار چھپ کر جب یہ دیوان	تو دلمیں تھا لکھوں میں سال اونکا
مگر ہو مصرعِ تاریخ نادر	موافق شان کے ہو اور زیبا
یکایک یہ صدای غیب آئی	وفا تو کیوں ہی پیچ و تاب کہاتا
رقم کر یوں برای سالِ تاریخ	چھپا دیوان نخچیر مسودا

۱۲۸۹ھ

ایضاً

چھپا یا گیا بے نظیر ایسا دیوان	ہر شعر ہے جسکا رشکِ میر و سودا
مصرع یہ لکھا وفا نے بہر تاریخ	تسلیم کا کلیات نادر چھپایا

۱۲۸۹ھ

قطعۂ تاریخ از نتائج افکار سخنور معنی شناس سید رحیم حسن صاحب یاس شاگرد جناب میر احمد حسین صاحب تسلیم

ہوا طبع دیوان تسلیم وہ — کہ ہر بیت جسکی در عشق ہے
محبت کا دریا جو ہر حرف ہے — تو مضمون ہر اک گوہر عشق ہے
کہیں حال عاشق کہیں کچھ پیار — غزل جو ہی اک محضر عشق ہے
لکھی غیب سے یاس تاریخ طبع — یہ دیوان دل دفتر عشق ہے
۱۲۸۹ھ

ایضاً

جو تسلیم ہیں وہ سخنوروں میں مری — کہ بیشک وہ ہیں تاجدار سخن
ہوا طبع اونکا بہت سا کلام — دیا حق نے ایسا وقار سخن
ہوا طبع کہنے سے احباب کے — بہت بڑھ گیا اقتدار سخن
دل یاس مصروف تاریخ ہے — اوسی پر بڑھا اعتبار سخن
یہ مشغولیاں تھیں کہ غیب سے — فلک پر ہوئیں افتخار سخن ۱۸۷۲ع

دیگر

کہے پھر یہ تاریخ مطبوع طبع — یہ دیوان ہے رنگ بہار سخن ۱۸۷۲ع
۱۲۸۹ھ

قطعہ تاریخ طبع از نتیجۂ کلک گوہر سلک منشی لالہ بہگوان دیال صاحب عاقل

تسلیم سخنور سخن سنج — دیوان خوشش طرب فزا گفت
موزون کے شعر و لطف پیشش — ہر کس کہ بدید مرحبا گفت
سحبان پیش فصاحت او — سبحان اللہ و حبذا گفت
شد طبع و قبول ناظرین باد — ہر اہل نظر دم ثنا گفت

بہر تاریخ سال طبعش
عاقل بس نظم دلربا گفت ۱۲۸۹ھ

قطعۂ تاریخ از فکرِ بلبلِ خوش نغمہ ملک الشعرا لالہ گوبند پرشاد صاحب متخلص بہ فضا شاگردِ منشی [illegible] اسرار

چو دیوانست رشکِ باغِ رضوان	مضامین شستہ تر از آبِ تسنیم
فضا بنوشت سالِ انطباعش	ہمای شاعران دیوانِ تسلیم

قطعۂ تاریخ از نتائجِ طبعِ ماہرِ عروض و قوافی شیخ محمد حسین صاحب متخلص بہ شفا شاگردِ تسلیم صاحب ۱۲۸۹ھ

ہوا جبکہ دیوانِ تسلیم طبع	فلک پہ سے ہاتف نے بھیجا سلام
یہ شورِ کلامِ نمک پاش اٹھا	دل و جان سے طالب ہوئے خاص و عام
سنی ہوں جو اشعارِ رنگین و خوب	یہی ہیں یہی ہیں یہی ہیں تمام
فصاحت سے خالی نہیں کوئی لفظ	بلاغت سے پُر ہیں مضامین تمام
عجب حسنِ ترکیب لفظوں میں ہے	غضب لطفِ بندش کا ہے انتظام
جو کی فکرِ تاریخ شفا نے تبھی	رقم کر چھپے خوب شیریں کلام
	۱۲۸۹ھ

قطعۂ تاریخ از نتائجِ فکرِ بلند نظیر با سپہر جناب عبد[illegible] خاں صاحب متخلص بہ مہر سلمہ

شکر صد شکر کہ شد طبع کلامِ تسلیم	رنگ و بو یافتہ صد گونہ از و گلشنِ شعر
مہر تاریخ چنین گفت بیک مصرع	حبذا معدنِ ابیات [illegible] مخزنِ شعر
	۱۲۸۹ھ ۱۲۸۹ھ

قطعۂ تاریخ از فکرِ یادگارِ شعرای اسلاف جناب شیخ اشرف علی صاحب متخلص بہ اشرف

تسلیم کا یہ دیوان کیا خوب چھپ کے نکلا	ہر بیت پہ فدا ہے عالم کی جانِ شیریں

تاریخ طبع اشرف بات اسنے دو بتائین	نظم طرب فزا لکھہ پا چشمۂ مضامین
ایضاً ۱۲۸۹ھ	۱۲۸۹ھ
کیا خوب ہوا ہی طبع دیوان عجیب	ہی شاہد دلنشین بیان تسلیم
اشرف یہ لکھو یہی سال تاریخ	مطبوع ہی کیا ہی گلستان تسلیم

قطعہ تاریخ طبع از نواب فضل علیخان بہادر عرف اودلی صاحب متخلص شوق وا نوق کالپی ۱۲۸۹ھ

خدا کے عنایت سے سب چھپ چکا	یہ گلدستہ فکر رشک ظہیر
یہی لکھوا ہی شوق مصرع سال	کہ دیوان چھپا نادر و دلپذیر

قطعہ تاریخ طبع از نواب محمد تقی خان صاحب متخلص افسر شاگرد نسیم دہلوی ۱۲۸۹ھ

جسوقت چھپی یہ نظم دلکش	مقبول و پسند ہفت اقلیم
لکھا افسر نے بہر تاریخ	جوشش فکر سلیم تسلیم

قطعہ تاریخ از طبع افکار حسین مرزا صاحب متخلص ثریا شاگرد جناب عبداللہ خان صاحب مہر ۱۲۸۹ھ

کھلا گل حضرت تسلیم کے باغ تفکر کا	بحمد اللہ نسیم فیض حق کو مہربان پایا
خوشی کیونکر نہو ہر اک کو اسکی طبع ہونے کی	کبھی ایسا کسی نے غنچۂ رنگین کہان پایا
بہار آئی ہی باغ سخن مین اور سخنور کے	فصاحت مین جو ہی یکتا سر اہل زبان پایا
کھلائی گلشن فکر رسا کی کیسے کیسے گل	طبیعت کو نسیم صبح کیصورت روان پایا
نظر آئی شجر اشعار گل مضمون چمن عنبر	ہر اک دیوانکا اوسکی صفحۂ صحن گلستان پایا

نہال اسکی عجب شیرین ثمر معلوم ہوتی ہین — ہر اک کو وصف مین اس باغ کی طب اللسان پایا
کبھی ایسے گلستان مین خزان آتی نہین دیکھے — ہمیشہ اس روش کا باغ ہم نے گلفشان پایا
نہ پھولا اس طرح طوطی کسی باغِ تفکر کا — ہمیشہ بلبلِ مضمون کو اسکی خوش بیان پایا
تسلیمِ طبع کی تاریخ لکھنے کو جو بیٹھا مین — کہا دل نے یہ دیوان بوستانِ بیخزان پایا

١٢٨٩ھ

ایضاً

یہ دیوانِ تسلیم ہے یا گلستان — یہ سب شاخ گل ہین کہ اشعار دیکھو
گلِ سال کلکِ ثریا سے پھولا — خزان سے مبرا یہ گلزار دیکھو

١٢٨٩ھ

قطعۂ تاریخ از نوائے افکارِ طبع لالاگوہر میر عطا حسین صاحب نسبت شاگرد عبید حسن خان صاحب مرحوم

چو دیوانِ تسلیم ترتیب یافت — بصد حسن و خوبی بصد زین و زیب
پے ویرایش ہر کرا فہم بود — شب و روز دیدم کہ بد ناشکیب
دلم خواست تسمیۂ سالِ طبع — نوشتم مضامین زہی دلفریب

١٢٨٩ھ

ایضاً

چھپا اچھی طرح دیوانِ تسلیم — ہوا کس طرح خوش دیکھا دل
طبیعت مین وہ طاقت ہے کہ جس سے — زمانہ بھی ہے خوش فکری کا قائل
رسائی کا یہ عالم ہے کہ دیکھو — بہت آسان کہی ہر طرحِ مشکل
جہان کی شاہدِ مضمون نے شوخی — کیا شیدا ہی خوش نظمے کو بسمل
حقیقت مین دواوین کہن کو — مٹایا ہے بسانِ نقشِ باطل
جہان انکی غزل جلسے مین سن لے — نہین جمتا کسیکا رنگِ محفل

ہوئی روحِ نسیم دہلوی خوش	کیا نام خدا وہ نام حاصل
جو دانا ہے وہ مانیگا بلا شک	سے جلے گا رشک سی ناداں جاہل
مناسب ہے کہ سالِ طبع اسکا	لکھیں سیر بہار نظم کامل ۱۲۸۹ھ

قطعۂ تاریخ طبع از شیخ محمد حسین صاحب ملال شاگرد نسیم دہلوی رحمہ اللہ

چھپا جب یہ مجموعۂ دلفریب	ہوئی دل سے مشتاق برنا و پیر
کرے سیر جو کوئی اس باغ کے	بنے بلبل سدرہ کا ہمصفیر
ہر اک دائرہ رشکِ خورشید ہے	ہر اک نقطہ اسکا ہے ماہِ منیر
بلاغت فصاحت مین بیمثل ہے	نہ اسکا ہے ثانی نہ اوسکا نظیر
لکھا مصرعِ سال ہمنے ملال	یہ دیوان زیبا چھپا بے نظیر ۱۲۸۹ھ

قطعۂ تاریخ از فکر فصاحت منصب حافظ عبد السمیع صاحب الصبا کوکب شاگرد عبد اللہ خان صاحب تسلیم سلمہ

چھپا طرفہ دیوان تسلیم کا	ہر اک شعر و مضمون خوش اسلوب ہے
عجب شاہد فکر ہی نور عین	کہ واقف ہین طالب یہ مطلوب ہے
سخن ناشناس اسکو سمجھینگے کیا	تمام اہلِ دانش کو مرغوب ہے
جو تاریخ کی فکر کوکب نی کے	کہا خوب ہی واہ کیا خوب ہے

۱۲۸۹ھ

ایضاً

دیکھا جو کلام پاکِ تسلیم	مشتاق ہر ایک اہلِ فن ہے
ہر رنگ کی ہین گلِ مضامین	دیوان ہے یا کوئی چمن ہے

نقشِ تسخیر ہین کہ ابیات	مفتون ہر ایک مرد و زن ہے
کوکب چھپنے کی اسکی تاریخ	دیکھے تو فصاحت سخن ہے
	۱۲۸۹ھ

قطعہ تاریخ از نتائج افکار میرزا اصغر علی بیگ صاحب تخلص گوہر

ہوا ختم چھپ کے یہ دیوان آج	بخطِ دل آویز و طرزِ حسن
پئے سالِ تاریخ گوہر شتاب	رقم کر ہین وجہ نکاتِ سخن
	۱۲۸۹ھ

قطعہ تاریخ چکیدۂ کلک گوہر سلک منشی سیتارام صاحب تخلص صبح

شدہ مطبوع چون دیوانِ تسلیم	پسندِ خاطرِ ہر پیر و برنا
پئے سالِ طبعش بادلِ شاد	بگو صبح ہر زمین مرغوب دلہا
	۱۲۸۹ھ

قطعہ تاریخ از مستغنی الاوصاف جناب شیخ عبد الغنی صاحب غنی سلمہ

زہے کلام سخن آفرین امیر اللہ	کہ جسکی دیکھنے سے باغ باغ ہو خاطر
چھپا جو اندنون دیوان اُن کا صحت سے	دلون مین خوش ہوئی کیا کیا جہان کی شاعر
لکھو یہ مصرعِ تاریخ ای غنی تم بھی	کلامِ بحرِ معانی ہے شاعرِ ماہر
	۱۲۸۹ھ

قطعہ تاریخ نتیجۂ فکر فخر شعرای روزگار زبدۂ بلغای نامدار جناب منشی آغا علی صاحب شمس سلمہ

بیمار تھا ای شمس جو بشدت سے	تسلیم نے اگرچہ کیا مجھسے بیان
دیوان ہر اچھپا ہے تاریخ لکھو	تا سنکے کرین قدر تری اہل زبان

ناچار دلِ زار سے مین نے یہ کہا	تسلیم کا دیوان ہی رشکِ سحبان

۱۲۹۹ھ

قطعہ تاریخ از نتائج فکر حاجی خان صاحب تخلص رنگین شاگرد جناب میر محمد زکی صاحب مرحوم

جبکہ احسانِ خدای پاک سی	چہپ گیا یہ دفترِ سحرِ حلال
حسنِ مضمون دیکھکر صدقی ہوئی	جانِ پاکِ قدسی و روحِ کمال
کیون نہو تعریف مین اسکی مدام	ہر زبانِ ناطقہ پاتے ہین لال
مصرعِ تاریخ اے رنگین لکہہ	خوب یہ دیوان چہپا بےمثال

۱۲۹۹ھ

دائرہ متضمن تاریخ طبع افکار رشکِ قدسی کلیم جناب منشی محمد انوار حسین صاحب تسلیم سلمہ

سبحان اللہ ان بزرگ نازک خیال کی بلند پروازی و دشوار پسندی احاطۂ وہم و گمان سے باہر ہے عنقای قیاس روح القدس کا دام اول مین بے بال و پر ہے اوجِ فکر سے زمین شعر کو آسمان بنایا ہی سامنے خیال برتر کے لامکان کو پست پایا ہی زورِ فکر رسا خداداد ہی ہمیشہ خاطر عاطر مائل ایجاد ہی اختراع خلقت مین ہی ابداع طبیعت مین ہی جو تاریخ ارشاد فرمائی ہی صورت دکھائی لوگونکو حیرت ہوئی زرد رنگت ہوئی سچ ہی شاعری اسی کا نام ہی ہمپایۂ اعجاز ایسا ہی کلام ہی ع شاعری جزویست از پیغمبری + اور کیون نہو استعداد و قابلیت حصہ انکا ہی فصاحت و بلاغت خاص شیوہ اہی فہم کامل علم نافع خدا نے عنایت فرمایا ہے ذات جامع صفات کو نمونۂ قدرت بنایا ہے احباب اس دائرۂ تاریخ کو ملاحظہ فرمائین دادِ فکرِ سخن دین تحسین و آفرین بانہر لائین ۔

حلقۂ اول

اعداد طاق — اعداد جفت

۱۲۸۹ ہجری — ۱۹۲۸ سنبت

حلقۂ دوم

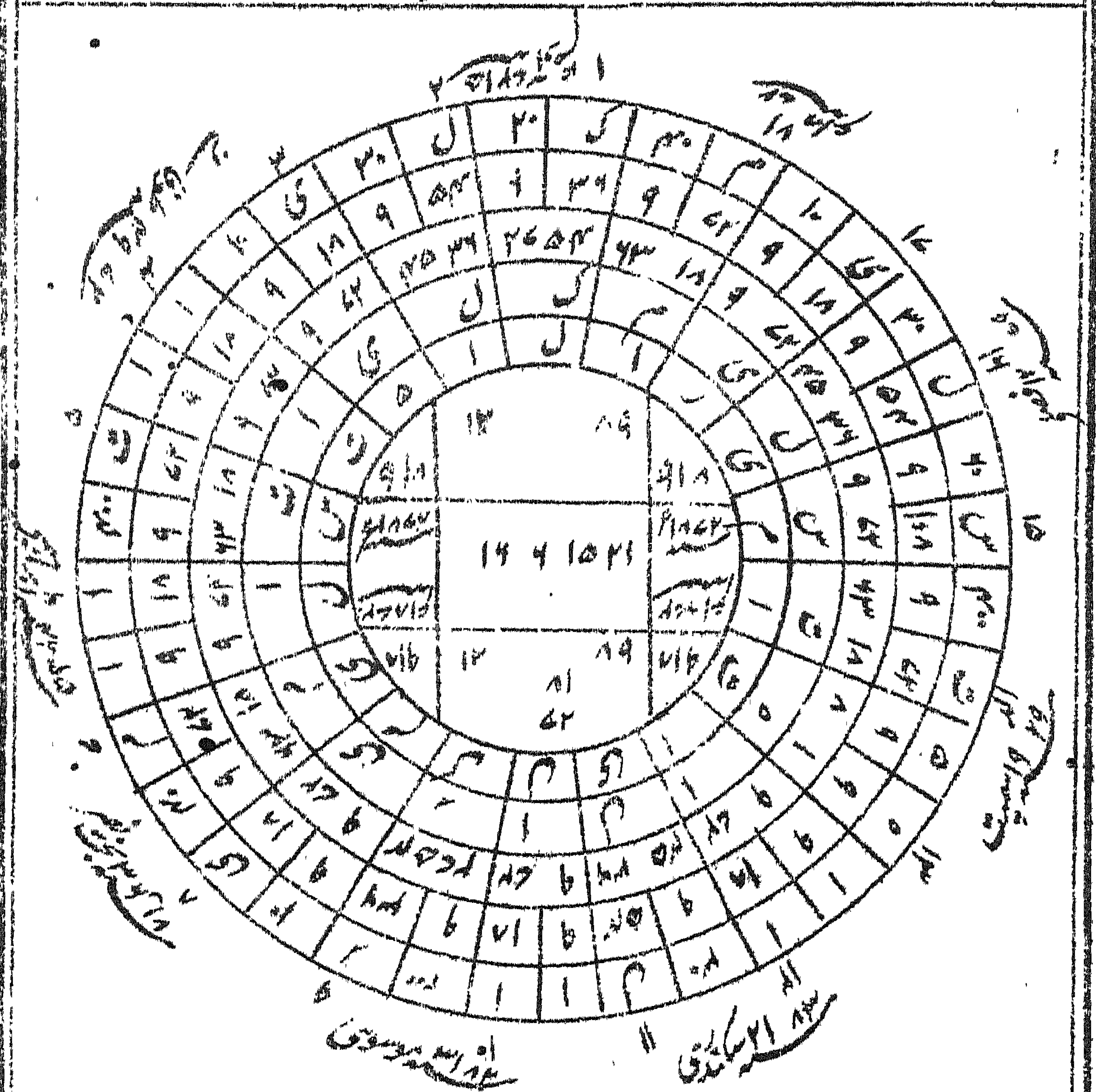
اعداد طاق — اعداد جفت

۱۲۷۹ فصلی — ۱۸۷۲ عیسوی

دائرہ مشتمل تاریخ طبع اول کلیات شاعر نازک خیال میرزا محمد بیگ صاحب عاشق شاگرد تسلیم دہلوی

التماس محمد مرتضی عرف میرزا محمد بیگ عاشق شاگرد جناب غفران مآب
میرزا محمد اصغر علی خان نسیم دہلوی بخدمت فیضدرجت احباب
بصد آداب کہ جب میرے استاد برادر بلکہ بجائے استاد فن شعر مین
طبیعت خداداد شفیق واجب التعظیم جناب منشی امیر اللہ صاحب
تسلیم کا کلیات چھپنے لگا حسب ارشاد فدوی کو بھی تاریخ کی فکر
ہوئی اسکی عبارت بیساختہ مین تاریخ نکلی ایک الف حسب قاعدہ
ملفوظی زیادہ ہی ہر چند کسی قدر خلاف ہو لیکن یقین ہی اسی

ضرورت مین معاف ہو عبارت تاریخی یہ ہی کلیات انبیا بتسلیم
بباعث طول اور دائرہ وغیرہ مختصر نہین لکہا بہی ہی جہلے ہین کہ
انہین اٹہارہ حرفون سے ۱۲۸۹ تاریخین نکلتی ہین اکثر ضرب کے
قاعدون مین صفر کا لحاظ ہوگا جو شکل ہندسے ہی وہی شمار مین آوے گی
صنعت معما تخئیل حکمائی کی زور آزمائی ہی اگرچہ طرز نو ایجاد ہے
مگر یہ بات بہی خوب ادا ہوئی



تقریظ نتیجہ فکر اُستادِ نمیس شاعرِ جلیل فاضل لوذعی عالمِ المعی آفتاب
گوہرِ دانش مولوی غلام محمد خان صاحب متخلص بہ تپش افسر و حیدر اسمہ الله

رباعی

اے اہلِ خیال و رازدانِ افکار | کیا جانے کوئی علوِ شانِ افکار
آثارِ وجودِ لامکان کی ہے نمود | گو وسعتِ دماغ سے ہے مکانِ افکار

سبحان اللہ عالمِ خیال بھی ایک اور ہی جہان ہے اور اوس جہان کی اور ہی زمین و آسمان ہے اگر اشرف المخلوقات کے عمدہ خیالات کے لیے قوتِ متفکرہ کی بدولت نہ سامان خیال ہوتا تو اس تنگنائے عالم مین جینا محال ہوتا اگر اوس مہرِ انور کے انوار شبستانِ دماغ مین جلوہ گر نہ ہوتے اشراقیون کے دل منور نہ ہوتے انت نور الانوار نہ کہتے تیرہ خاکدان ظلوم و جہول مین پڑے رہتے ہر آئینہ فکر کی تعریف خیال کی توصیف بیان کرنا کسکی مجال کسکے تاب و طاقت ہے جب تک انکی امداد نہو زبان ایک جنبش نہ کرے حقیقت یہی اللہ اللہ وہ کیا چیز ہے جسکے واسطے ہمکو ایسے بیش قیمت جواہرات کے معدن عطا ہوئے ہین دل و دماغ کے مخزن عطا ہوئے شاید وہ رشحہ گوہر سخن ہے جسکی آب و تاب نے موسی کے ہوش بہلائے اَرِنی کہکر چھپائے ہان اے اہلِ سخن ابتو تمھاری بن آئی دولتِ جاوید پائی جسقدر فخر و نازش ہو زیبا ہے جہان تک کمالِ کلام مین کوشش و کاوش ہو بجا ہے یہی سبب ہے کہ بڑے بڑے اولیاء اللہ نے اس طرف اپنی توجہات کو مصروف رکھا ہے ہر ایک حالت مین کچھ نہ کچھ ضرور لکھا ہے اس وقت یہ بات بیان کرنی فضولیات سے ہے کہ کیا کیا ظہور عاشقانِ معنی کی کرامات سے ہے اِنَّ الشِّعرَ لحکمۃ ہمارے لیے

ایک روشن دلیل ہے اور الشعراء تلامذۃ الرحمن کی رہنمونی مین کیا قال و قیل
ہے سب جانتے ہین کہ قدما سے لیکر اس زمانے تک کی زبان آور
شراب سخن مین ہر وقت سرشار رہتے آئے ہین اور بڑے بڑے
لعل بے بہا اوگلتے یعنے شعر کہتے آئے ہین جس شخص کو یہ مذاق نہین
وہ بے مذاق ہے اوسکی زیست زمانے مین شاق ہے گویا نتیجہ
آفرینش ہی یہی ٹھہرا کہ جس سخن آفرین نے زبان عطا کی اور
قواے بیان عطا کی تفکر کا مادہ و تخیل سالم کا دماغ بخشا اوسکو
بیکار چھوڑنا قدرتی نعمتون کی قدر نہ کرنا اور جیتی جی مرنا ہے
اہل دل نے ایسے لوگون کے لیے جنکی طبیعت مین مذاق کلام نہین
چاشنی معانی سے شیرین کام نہین بد دعائین کی ہین اسی سبب
سے سب نے تمنائین کی ہین بارے شکر ہے کہ ابھی تک ہندوستان
مین دریاے سخن موجزن ہے آب و تاب اور چمک دمک کے ساتھ
یہ دُرِّ یتیم شمع انجمن ہے بلکہ شمع انجمن کیا ہر ایک اہل بزم کا آویزہ
گوش ہے گوہر جان ہر ذی ہوش ہے غواصان بحر معانی موتی
رولتے ہین اور قدر شناس اون موتیون کو لعل و زر سمجھکے برابر
تولتے ہین

رباعی

معروف زبان جو دُرفشانی مین ہے	دریاے طبع آب دانی مین ہے
کیون گوہر اشعار سخن کے نہو قدر	مشہور تو نولکشور قدر دانی مین ہے

سچ تو یہ ہے کہ اگر دنیا مین ایسا جوہر شناس نہوتا تو کوئی کاہے کو

درِ شہوارِ سخن گوہر نا مصداق اسکے صد ہا اہلِ تصنیف کا کلام ہے کہ اوسکا جوہر
ابرِ نیسانِ سخن سے کا قطرہ گوہر اور ہر صدف مراد پر ہوا ایسے جوہری کی تعریف
مین عقل دنگ اور زبان لال ہے اور جوہرِ ناطقہ محیطِ عرضِ خاموشی ہے
واقعی یہ ہے کہ ایک امرِ محال مین ناحق سخت کوشی ہے خلاصہ کلام
یہ ہے کہ جنو الکار فرمائے مقدم الاوصاف سے کمال پسندی
جوہر شناسی کے اقتضا سے شاعرِ نازک خیال عدیم المثال
انتخاب روزگار یادگار دیار سحر بیان اہلِ زبان شیرین کلام مشہور
انام شیخ امیر اللہ نام تخلص تسلیم شاگرد حضرت نسیم دہلوی کے
کلیات کو اپنے مطبع فیض منبع مین چھپوایا ہے دریادلی سے
اس دریائے معانی کو بہایا ہے جواہرات کے مخزن کو کوڑیون کے
مول لٹایا ہے سبحان اللہ جسکے مصنف کا یہ نام ہوا وسکا
کیونکر نہ بہتر کلام ہو حق تو یہ ہے کہ جو خوبیان اوس مین ہین
بیان سے باہر ہین ارباب بصیرت پر ظاہر ہین نہ مصنف کو استغنا کے
سبب اونکے اظہار کی حاجت نہ راقم کو موشگافیون کی ضرورت
ع حاجت مشاطہ نیست روی دلارام را ✽ صفاتِ معنی کے
قطع نظر حسنِ صورت بھی خوشی تصحیح و پسندیدگی تقطیع سے کہ

از روے نگار دلکشا تر	وز باد بہار جان فزا تر

جلوہ دکھا رہا ہے صرف ایک نظر دیکھ کر جملہ خوبیون کا لطف
آرہا ہے اہلِ مذاق کو چاہیے کہ نقدِ جان دیکر خرید فرمائین

جلاوتِ تازہ اور لطف بے اندازہ اوٹھائیں فقط

منہ

طبع شد دیوانِ تسلیم بلیغ ۔۔۔ گو ست اندر فنِ معانی اوستاد
ہم ثنا و ہم دعائیہ بخشش ۔۔۔ گفت تاریخش بلیغ الدہر یاد

ایضاً قطعہ تاریخ از نتائجِ فکرِ سخنور کامل منشی گوبند لال صاحب عاقل ١٢٨٩

روشن ہی جہانِ شاعری مین ۔۔۔ خورشید کی شمع نامِ تسلیم
نادان کا ذکر کیا ہے جس جا ۔۔۔ دانا ہین اسیرِ دامِ تسلیم
الفاظ ہین صورت پرستار ۔۔۔ مضمون ہی ہر اک غلامِ تسلیم
اس مطبعِ خاص مین چھپا جب ۔۔۔ دیوانِ طرب نظامِ تسلیم
لکھا عاقل نے سالِ تاریخ ۔۔۔ ہی راحتِ دل کلامِ تسلیم ١٢٨٧

قطعۂ تاریخ طبع از طبعِ سخنور شکر معنی فطرت مولوی باسط علی صاحب شوکت

تسلیم کا لاجواب جو ہی دیوان ۔۔۔ اس مطبعِ پاک مین چھپا ہی اچھا
رنگین ہی کلام بوستان کیصورت ۔۔۔ سعدیِ جہان ہی اونکو کہنا زیبا
شوخیِ کلام کہہ رہی ہی مجھ سے ۔۔۔ دنیا مین نہین نظیر اسکا پیدا
شوکت ہی سالِ طبعِ دیوان مجکو ۔۔۔ تہی فکر کہ کیا لکھون مین ای یار خدا
آخر کو دبیرِ فکرِ عالی نے مری ۔۔۔ کیا نظمِ ہمایون ہی معلی لکھا ١٢٨٩

قطعهٔ تاریخ از نتایج فکر میرزا سربلند بیگ صاحب متخلص مضطر شاگرد شایان

چو شد طبع این نسخهٔ سوز دل — درین مطبع نامی و خوب‌تر
پی سال او مضطر خوش بیان — بگو نسخهٔ بها سوخته‌های جگر
۱۲۹۹ھ

مثنوی مشتمل بر تاریخ طبع از مصنف

بنام حکیمی که جان آفرید — پی شعر گفتن زبان آفرید
بمن طبع موزون عطا کرده است — ز قدرت خیالم رسا کرده است
ز گردون فرستند مضامین بمن — کند لفظ و ترکیب تلقین بمن
ز لطفش بجوش آمده جوشها — بدو نقش رباید دل و هوش را
زبان تازه دارد سحرگاه و شام — بنعت محمد علیه السلام
گزیده‌تر از قدسیان انس و جان — گرامی‌تر از خلقت دو جهان
سپهر محبت از نور یاب — وجودش همه غیرت آفتاب
فلک آستانی ز درگاه او — ملک پاسبانی در جاه او
پس از حمد و نعت خدا و رسول — چنین میکنم عرض بهر قبول
که چون این کتاب محبت اثر — شده طبع در مطبع نامور
سخن پایگاه فلک یافته — ز لفظ و معنی چه مه تافته
کلامم شهرت جهانی گرفت — ز نظمم جهان تازه جانی گرفت
کنم ختم بر بخت دیوان خویش — بنازم بر اخلاق یاران خویش

پی سال گفتن همه ساختند — بعزت قصاید بهم دوختند

رسانند بر آسمان خاک من — بفردوس بردند خاشاک من

ز سر تا قدم رهن منت شدم — همه نازه و فخر و منت کشم

کنون او سخن پروران جهان — چنین چشم دارم نهان و عیان

که از گرد عیب من بی‌هنر — نیالند دامان پاک نظر

که این شیوهٔ زشت و نکبت مآل — بود ننگ نزدیک اهل کمال

دم ختم این دفتر بیمثال — پی سال تاریخ آمد خیال

همانم که این فکر در دل گذشت — بگفتم که دل پاره صد پاره گشت

۱۲۸۹ھ

تمت

